حضرت بابا نانکؒ

کا

مقدّس چولہؒ

قدیم سکھ کُتب کی روشنی میں

راقم

عباد اللہ گیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت بابا نانکؒ کا

مقدس چولہ

حقانیت اسلام کا ایمان افروز ثبوت

راقم

عباد اللہ گیانی

پاکستان

پبلشر گورونانک اکیڈمی (پاکستان) نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

پہلی بار ایک ہزار دسمبر ۱۹۷۳ء
قیمت : ۸ روپے

مطبع : آکسفورڈ اینڈ کیمبرج پریس۔ اردو بازار لاہور ،

کتابت : ہدایت احمد، ربوہ

فہرست مضامین

چولہ بابا نانک رح

حضرت باباصاحب کے مسلمان ہونے کی ایک قطعی دلیل

سکھ مت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نادر اور لاجواب تحقیق فرمائی اور اس فرقہ کے بزرگ بانی حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کے عقیدہ اور مذہب کے متعلق جو انکشافات فرمائے ان پر ہر محقق داد دینے پر مجبور ہے۔ مذہبی دنیا میں یہ ایک بہت بڑا انکشاف ہے کہ حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ انجام کار ایک نہایت سچے مسلمان، راست باز اور ولی اللہ تھے۔ اس تحقیق سے سکھوں کے لئے اسلام قبول کرنے میں بہت بڑی سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ تاریخی طور پر یہ امر ثابت شدہ ہے کہ حضرت بابا نانک رح کے بعد سیاسی جھگڑوں کی وجہ سے مسلمان بادشاہوں اور سکھوں کے درمیان مناقشات بڑھتے گئے۔ ورنہ جہاں تک بابا نانک رح کا سوال ہے وہ ایک مرنجاں مرنج ہستی ہونے کے علاوہ پوری تحقیق کے بعد اسلام کو قبول کر چکے اور اسلامی احکام نماز روزہ و حج کے پابند تھے۔

گرنتھوں اور جنم ساکھیوں کی رُو سے حضرت بابا نانک رح کا مسلمان ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ چکا ہے۔ بزرگ مسلمان اولیاء کے مقابر پر ان کی چلہ کشی اور دور دراز کی مشقت برداشت کر کے بیت اللہ کے حج کے لئے تشریف لے جانا ان کے مسلمان ہونے پر قطعی دلیل ہے۔ حضرت بابا نانک رح کی تاریخی زندگی میں چولہ صاحب کو بہت اہمیت حاصل ہے یہ چولہ سکھوں میں نسلاً بعد نسلٍ ایک مقدس اور متبرک لباس کے طور پر محفوظ چلا آیا ہے۔ اس چولہ کو حضرت

بابانانک رح کا پہننا اس بات کا اعلان تھا کہ میں ایک مسلمان ہوں اور میرا قرآن مجید پر ایمان ہے۔ اور میں اسلامی زندگی کو اختیار کر چکا ہوں۔

یہ چولہ ڈیرہ بابانانک ضلع گورداسپور میں مشہور سکھ گدی نشینوں کے پاس محفوظ ہے۔ سکھ اپنے خاص تہوار کے موقعہ پر اس چولہ کی زیارت کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ ؑ نے اس چولہ کو خود جا کر دیکھا اور اس کی تصویر لے کر اسے شائع فرمایا۔

اس چولہ پر جا بجا آیات قرآنی درج ہیں۔ کلمہ شہادت لکھا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس چولہ کا انکشاف حضرت بابانانک رح کے اسلام کے بارے میں حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

محترم گیانی عباد اللہ صاحب نے جو سکھ لٹریچر کے ماہر ہیں اس سلسلہ میں ایک نہایت قیمتی مقالہ رقم فرمایا اور منتخب اشخاص کی ایک مجلس میں اسے سنایا۔ یہ مقالہ اب زیور طبع سے آراستہ ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ تمام علم دوست اس مقالہ سے استفادہ فرمائیں گے۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

ربوہ

۶ دسمبر ۱۹۷۳ء

اعلانِ حق

بزبان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہی پاک چولہ ہے سکھوں کا تاج | یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج
یہی ہے جو نوروں سے معمور ہے | جو دور اِس سے اُس سے خدا دور ہے
یہی جنم ساکھی میں مذکور ہے | جو انگد سے اس وقت مشہور ہے
اسی پر وہ آیات ہیں بیّنات | کہ جن سے ملے جاودانی حیات
یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز | خُدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز
اسی سے وہ سب رازِ حق پا گیا | اسی سے وہ حق کی طرف آگیا

یہ اس بھگت کا رہ گیا اِک نشاں
نصیحت کی باتیں حقیقت کی جاں

حضرت مسیح موعودؑ کی بابت ایک سکھ عالم کا اعتراف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت بابا نانک کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں جو تحقیق اپنی کتب میں بیان کی ہے اس سے متاثر ہو کر ایک سکھ عالم سردار نیجا سنگھ جی (ایم۔ اے۔ پیچ۔ ڈی) بیان کرتے ہیں کہ :-

"اس علاقہ کے (یعنی گورداسپور کے) ایک نہایت نیک دل مسلمان، گورونانک صاحب کی محبت میں خدا دست (یعنی خدا نما) بن گئے۔ یہ (حضرت) میرزا صاحب (علیہ السلام) قادیان (جماعت احمدیہ) کے بانی بزرگ تھے..... ان سے ہی احمدیہ فرقہ شروع ہوا۔ انہوں نے اپنے فرقہ کے لوگوں میں بندگی ذکر الٰہی۔ صداقت شعاری اور اخلاقی بلندی کا جہاد شروع کیا۔ اور سینہ بسینہ چلے آرہے اس جہاد نے بیسویں صدی کے آغاز میں گورونانک صاحب کے مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا۔

.... (حضرت) میرزا صاحب (علیہ السلام) قادیان نے اپنی مطبوعہ کتب میں گورونانک جی کی قرابت ہندو سکھوں کی نسبت مسلمانوں سے زیادہ ہونے کا دعویٰ کیا"

[گوردوارہ گزٹ امرتسر اکتوبر ۱۹۶۸ء
دھرم گورونانک ایڈیشن نومبر ۱۹۶۸ء]

گورو نانک جی ایک سکھ مصور کی نظر میں

گورو نالک جی کی یہ تصویر دهلی کے ایک سکھ مصور سرار جسونت سنگھ جی نے ۱۹۶۶ میں تیار کی تھی - اس کی ایک کاپی چنڈی گڑھ کے عجائب خانہ میں ہے اور دوسری کاپی گورو نانک یونیورسٹی امرتسر میں ہے -

گورو نانک جی قدیمی مصوروں کی نظر میں
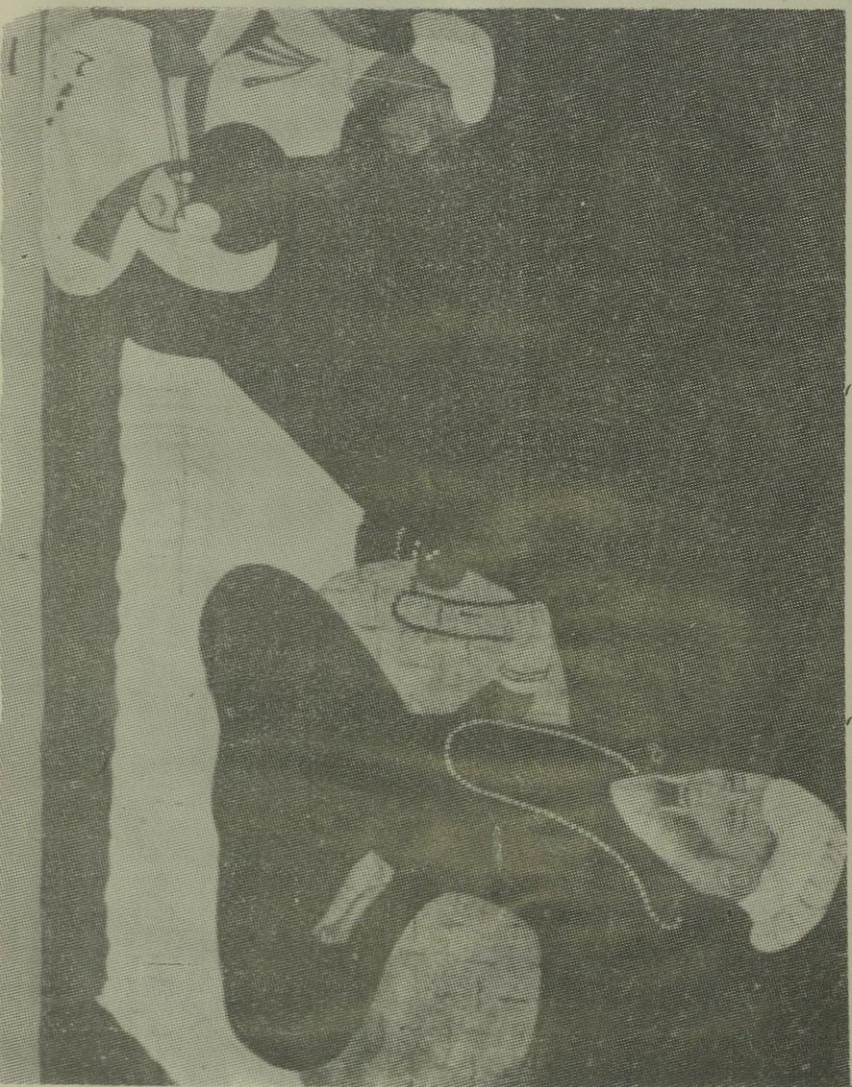
گورو نانک جی کی یہ قدیمی تصویر جالندھر کے مشہور و معروف سکھ اخبار روز نامہ ''اجیت'' نے اپنے گورو نانک نمبر ۱۹۶۹ کے صفحہ ۵۹ پر شائع کی ہے۔

عرضِ حال

گورو نانک جی ایک بہت مشہور و معروف بزرگ گزرے ہیں۔ سکھ لوگ آپ کو سکھ دھرم کا بانی اور اپنا پہلا گورو تسلیم کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کا ایک اچھا خاصا طبقہ انہیں ان کے زمانہ سے ہی مسلمان سمجھتا چلا آرہا ہے چنانچہ سکھ تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ جب گورو نانک جی فوت ہوئے تو اس وقت کے مسلمانوں نے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے آپ کی نعش اسلامی طریق پر دفن کرنے کا مطالبہ کیا۔ اور جہاں تک گورو جی کے بیان کردہ کلام اور سوانحی حالات کا تعلق ہے اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ گورو جی اسلام کے ہی شیدائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائی تھے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

مہ محمد من توں من کتاباں چار — من خدائے رسول نوں سچّا ای دربار[1]

آپ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ:-

محمد حاماں تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے[2]

گورو جی کے ان ارشادات سے واضح ہے کہ آپ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا کا نجات دہندہ تصوّر کرتے تھے اور آپ کے نزدیک دُنیا کی نجات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ اختیار کرنے میں ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ کا یہ واضح ارشاد ہے کہ:

سیئی چھٹے انکا حضرت جہاں پناہ[3]

یعنی نجات یافتہ وہی ہیں جو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں ہیں۔ الغرض گورو نانک جی کا اسلام ایک ایسے چمکدار ستارے کی مانند ہے کہ جسے چھپایا نہیں جاسکتا یہی وجہ ہے کہ گورو جی نے اپنی زندگی کا بیشتر حصّہ بھی اسلامی ممالک میں گزارا ہے جیسا کہ ایک سکھ دوران رقم طراز ہیں کہ:-

"سری گورو نانک جی نے اپنی عمر کا بیشتر حصّہ اسلامی ممالک میں بسر کیا ہے"[4]

---

[1] جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۲۴۷ ۔ [2] جنم ساکھی گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان جی شائع کردہ خالصہ کالج امرتسر صفحہ ۱۶۸ ۔ [3] جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۲۵ [4] گورو گرنتھ تے پنتھ صفحہ ۷ ۔

گورونانک جی اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے سکھ صاحبان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھا کہ انہیں گورونانک جی کے واسطہ سے اسلام کی طرف بلایا جائے اور اس روحانی مائدے کو قبول کرنے کی تلقین کی جائے چنانچہ حضور علیہ السّلام نے اپنی تیس سالہ تحقیق کے نتیجہ میں سکھ کتب[1] کے متعدد حوالہ جات پیش کر کے گورونانک جی کا اسلام سے تعلق ثابت کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ حضور سے قبل بلکہ گورونانک جی کے زمانہ میں ہی ایسے مسلمان بکثرت موجود تھے جو گوروجی کو ایک مسلمان بزرگ اور ولی اللہ تصور کرتے تھے۔ لیکن انہوں نے اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی کہ سکھ کتب سے گوروجی کے اسلام کے بارہ میں کیا کیا ثبوت ملتے ہیں۔ حضور نے ان تمام ثبوتوں اور حوالوں کو جمع کر کے مدلل طریق پر واضح کیا کہ گوروجی کا اسلام سے گہرا تعلق تھا اور آپ ایک ایک اسلامی عقیدہ اور ایک ایک اسلامی رکن پر عمل کرنے والے نیک دل اور پاکیزہ سیرت مسلمان تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں حضور کا یہ ارشاد ہے کہ :-

"یہ خیال کرنا کہ اس رائے میں مَیں ہی اکیلا ہوں یا مَیں نے ہی پہلے اس رائے کا اظہار کیا ہے یہ بڑی غلطی ہے۔ ہاں میں نے وہ تمام دلائل جو دوسروں کو نہیں مل سکے اس کتاب میں اکٹھے کر کے لکھ دیئے ہیں۔"[2]

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے گورونانک جی کے اسلام کے سلسلہ میں آپ کے وہ تبرکات بھی پیش کئے جو صدیوں سے سکھ صاحبان کے قبضہ میں چلے آرہے تھے اور تمام سکھ ان تبرکات کو گورونانک جی کی تاریخی یادگاریں ہی سمجھ رہے تھے اور ان پر عقیدت کے پھول چڑھا رہے تھے۔ ان تبرکات سے بھی حضور نے یہ حقیقت واضح کی ہے کہ گوروجی کا اسلام سے

---

[1] ست بچن صفحہ ۲۴ - صفحہ ۲۸ - [2] ست بچن صفحہ ۲ و مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۱۸۵

بہت گہرا تعلق تھا۔ اور آپ قرآن شریف میں بیان کردہ تعلیمات کے ہی دلدادہ تھے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بزرگ انسان کی یادگار کے طور پر رکھی گئیں اشیاء بھی بہت حد تک اس کے دین ، مسلک ، خیالات ، عقاید اور کردار کا آئینہ دار ہوتی ہیں اور محققین کو ان سے بہت بڑی رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں یہ بیان فرمایا ہے کہ :-

" باوا صاحب کے تبرکات بھی جو اب تک ان کی اولاد میں موجود ہیں وہ تبرکات بھی زبانِ حال سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ باوا صاحب اور ان کے جانشین درحقیقت مسلمان تھے۔ اور حکمتِ الٰہی سے وہ مخفی رہے وہ تمام تبرکات بھی باوا صاحب کے اسلام پر عجیب شہادت ہیں۔"[1]

عجیب بات تو یہ ہے کہ سکھ ودوان اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے پاس گورونانک جی کی اپنی کوئی تحریری یادگار نہیں حتیٰ کہ کسی وید۔ گیتا۔ انجیل یا گورو گرنتھ صاحب کی کسی بانی کا ان کے پاس یادگار کے طور پر نہ ہونا تو الگ رہا۔ گوروجی کے اپنے ہاتھوں سے لکھا ہوا مول منتر تک بھی نہیں ہے اس سلسلہ میں ایک سکھ سکالر سردار جی بی سنگھ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل نے یہ بیان کیا ہے کہ :-

" سوال پیدا ہوتا ہے کہ گورونانک کی اپنی لکھی ہوئی کتاب۔ یا کتابیں کہاں گئیں۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس پوتھی کی نقل بھی دستیاب نہیں۔ آپ کے بعد آنے والے لوگوں نے ان کی ہر چیز کو ٹکڑ گدائی کا ذریعہ بنایا تھا اس کتاب سے بڑھ کر اور کونسا اچھا ذریعہ ہو سکتا تھا۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ آپ کی وفات کے بعد وہ کتاب یا کتابیں بابا سری چند کے ہاتھ آگئیں اور کوئی ۸۵ سال کے بعد باباجی کے ساتھ ہی دریا میں بہہ گئیں۔"[2]

ایک اور سکھ ودوان پروفیسر پرکاش سنگھ جی ایم اے نے اس بارہ میں بیان کیا ہے کہ :-

" گورونانک صاحب کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کوئی کتاب ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی "[3]

---

[1] - چشمہ معرفت صفحہ ۳۳۶ [2] - پراچین بیڑاں صفحہ ۱۲ [3] - گورونانک۔ جیون۔ جگ تے اپدیش صفحہ ۲۹۰

ڈاکٹر رتن سنگھ جی نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"گورونانک صاحب اور دوسرے گورو صاحبان کے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی بانی کہیں بھی دستیاب نہیں ہے۔"[1]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ گورونانک جی کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا کوئی کلام یا اس کا کوئی حصہ کہیں بھی دستیاب نہیں ہے۔ یقیناً ایسا کلام گورو جی کی بہترین یادگار ہوتا مگر افسوس کہ وہ اس وقت کہیں بھی محفوظ نہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ :-

"یہ بہت ہی دکھ کی بات ہے کہ گورونانک کی کوئی بھی خود نوشت بانی یا کوئی اور دستاویز اب تک دستیاب نہیں ہوئی۔ نتیجہ کے طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ گورونانک جی کس لپی[2] میں لکھتے تھے۔ گورونانک جی تعلیم یافتہ تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی تعلیم کا بندوبست اس زمانہ کے مروجہ رواج کے مطابق کیا گیا تھا۔" ×

اس سلسلہ میں ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"نہ تو گورونانک جی نے اور نہ ان کے کسی جانشین نے اپنا کلام خود لکھا تھا۔ بھلا غور تو کرو کہ باہر غیر ممالک میں جب مردانہ ساز بجاتا تھا اور گورو جی کو کوئی شبد الہٰی تحریک پر خیال میں آتا تھا گاتے تھے قلم دوات اور سیاہی

---

[1] سری گورو گرنتھ صاحب جی دا سا ہتک اتہاس صفحہ ۲ ۔ [2] گورونانک بانی صفحہ ٦ ۔

× یہاں یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں کا ایک خاص طبقہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ گورونانک جی نے کسی انسان سے کسی قسم کی کوئی تعلیم حاصل نہیں کی تھی وہ دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے بالکل بے لکھے پڑھے تھے۔ لیکن سکھوں کی میں ایسے محققین کی بھی کمی نہیں جو یہ بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے اپنے زمانہ کی مروجہ تعلیم حاصل کی تھی۔ چنانچہ ایک سکھ رقم طراز ہیں کہ :-

"سکھ مصنفین کا خیال ہے کہ اگر گورو جی کا پاندہ سے پڑھنا لکھنا تسلیم کیا جائے تو گورو جی کی بڑائی میں فرق آتا ہے۔ اس لئے وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ پڑھنے تو بٹھائے گئے تھے لیکن انہوں نے پڑھا کچھ بھی نہیں تھا۔ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر ہم چھٹے اور ساتویں گورو سے متعلق تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے تعلیم حاصل کی تو گورونانک جی سے متعلق یہ تسلیم کرنے میں ان کی توہین نہیں ہوتی کہ انہوں نے پاندہ سے حروف لکھنے اور حساب کتاب لکھنا سیکھا تھا۔" (رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ١٩٦١ء)

اور کاغذ وغیرہ وہ اٹھائے پھرتے تھے۔ پھر بھائی سوچو کہ لکھتا کون تھا؟[1]

یعنی :-

"اگر گورو صاحب یہ تمام کاغذات وغیرہ کا بوجھ ساتھ رکھا کرتے تھے تو اسے اٹھاتا کون تھا؟ کیونکہ مردانہ تو اپنا رباب لئے اور گورو جی خالی ہاتھ ہوتے تھے۔ اور کسی تیسرے کا کسی تاریخ میں ذکر نہیں ہے۔ نہ کہیں گورو جی کے کپڑے وغیرہ سفری سامان ساتھ رکھنے کا ہی کوئی ذکر ہے۔"[2]

گورو گرنتھ صاحب میں گورو نانک جی کے نام پر جو بانی درج ہے اس سے متعلق بھی ایسے سکھ محققین موجود ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ردو بدل سے مبرا نہیں۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گورو نانک جی کی زندگی میں ہی لوگوں نے ان کے کلام میں ردّو بدل شروع کر دیا تھا اور بہت سے شبد ان کے نام پر جعلی طور پر بنانے شروع کر دیئے تھے۔[3] اس لئے یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں بعض ایسے شبد یا شلوک بھی گورو نانک جی کے نام پر درج ہو گئے ہوں جو فی الحقیقت گورو جی کے فرمودہ نہ ہوں چنانچہ سردار جی بی سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"یہ امکان موجود رہا کہ کوئی بانی یا شبد گرنتھ صاحب میں ایسا بھی درج ہو گیا ہے جو اصل میں گورو نانک جی کا اپنا نہ ہو .... یہ درست ہے کہ گورو ارجن جی خود گورو تھے اور ان کا قول یا کسی شبد سے متعلق کیا فیصلہ سکھوں کے لئے اسی طرح مستند تھا جس طرح کہ خود گورو نانک جی کا ارشاد۔ لیکن جو بات ناممکن ہو اسے گورو ارجن جی بھی ممکن نہیں بنا سکتے تھے .... یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ بعض شبد مجھے ابتک ایسے ملے ہیں جہاں یہ مشکل ہمارے سامنے آتی ہے۔"[4]

---

[1] سکھ کون ہے ص ۳۵-۳۴ [2] سکھ کون ہے ص ۵۸

[3] گورپرتاپ سورج پرکاش ص ۱۰۰ و پراچین بیڑاں ص ۱۱ و ص ۱۳ [4] پراچین بیڑاں ص ۳۸ و ۳۹

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ :-

" اس کو کون نہیں جانتا کہ موجودہ گرنتھ کی صحت کے بارہ میں بہت سی پیچیدگیاں اور دقتیں واقع ہو گئی ہیں ..... گورو ارجن داس صاحب کی گو کیسی ہی نیک نیت ہو مگر جن لوگوں کی زبانی وہ جمع کئے گئے تھے ان کی درایت اور روایت ہرگز قابلِ اعتماد نہیں۔"[1]

ایک اور مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورو گرنتھ صاحب سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :-

" یہ گرنتھ جو خالصہ صاحبوں کے ہاتھ میں ہے ۔ باوا صاحب کی وفات سے بہت مدت بعد اکٹھا کیا گیا ہے اور روایتوں کا کوئی صحیح سلسلہ سکھوں کے ہاتھ میں نہیں ہے معلوم نہیں کہ کہاں کہاں سے اور کس کس سے یہ شعر لئے گئے اور کیا کچھ کم کیا گیا یا بڑھایا گیا۔"[2]

سکھ ودوانوں کے بقول گورو گرنتھ صاحب میں گورو نانک جی کا مول منتر بھی ترمیم شدہ شکل میں درج کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ :-

" مول منتر کی مروجہ مستند شکل کو سری گورو ارجن جی مہاراج کے قلم سے آدگورر بابے کی تحریر کو ترمیم کر کے درست کیا گیا ہے ۔"[3]

گویا گورو گرنتھ صاحب کا آغاز ہی تحریف سے کیا گیا ہے ۔

الغرض اس وقت گورو جی کی کوئی یادگار سکھوں کے پاس ہے تو وہ ان کے تبرکات ہی ہیں جن میں سے ایک مشہور و معروف تبرک گورو جی کا چولہ ہے جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں ہے اور وہی چولہ ہماری اس کتاب کا اصل موضوع ہے ۔

خادم !

عباد اللہ گیانی

---

[1] ست بچن صفحہ ۸۹ [2] ترياق القلوب صفحہ ۵۲ [3] گورمت پرکاش ستمبر ۱۹۶۹ء

گورو نانک جی قرآن شریف کی پاکیزہ آیات والا مقدس چولہ پہنے
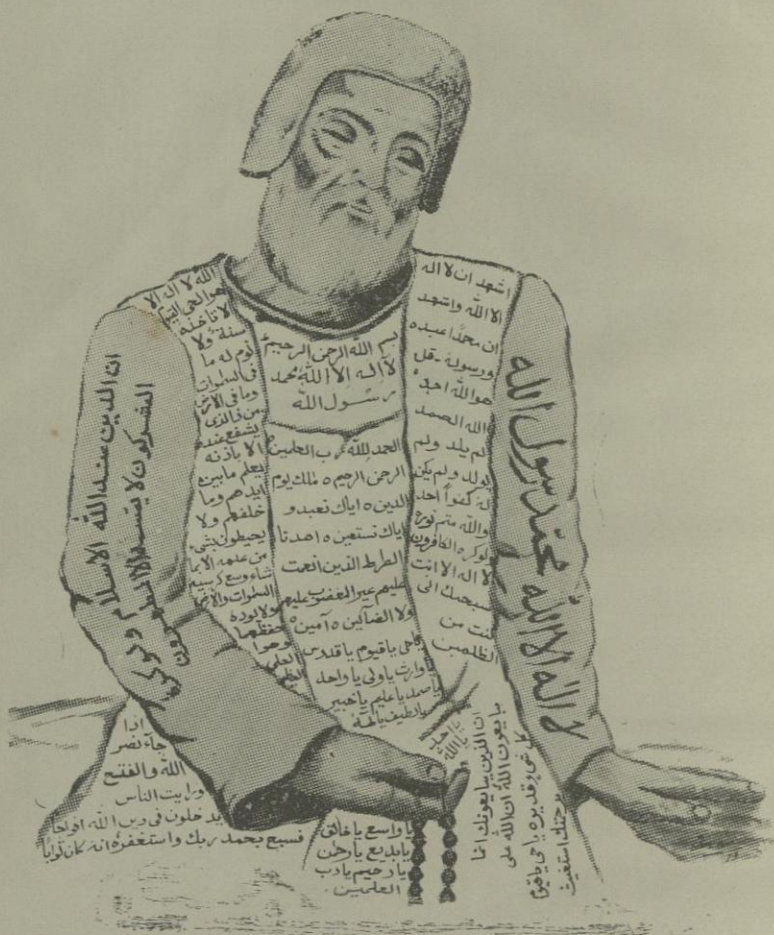
گورو نانک جی کی یہ تصویر دہلی کے ایک سکھ مصور سردار جسونت سنگھ جی نے ۱۹۶۶ عیسوی میں بنائی تھی معلوم ہوا ہے کہ اس کی ایک کاپی چنڈی گڑھ کے عجائب خانہ میں ہے اور دوسری کاپی گورو نانک یونیورسٹی امرتسر میں ہے اور چولہ چودھری گرتار سنگھ جی کی تصنیف "جغرافیہ ضلع گورداسپور" سے لیا گیا ہے۔

چولہ صاحب

اور

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

چولہ بابا نانک صاحب

ڈیرہ بابا نانک (ضلع گورداسپور بھارت) میں گورونانک جی کا ایک مقدس چولہ (پیراہن) بطور ان کی تاریخی یادگار کے موجود ہے۔ یہ چولہ اب گورونانک جی کی نسل سے تعلق رکھنے والے بیدی کابلی مل جی کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔ اس پرجا بجا قرآن شریف کی مختلف آیات نہایت خوشخط انداز میں عربی زبان کے الگ الگ رسم الخطوں میں چھوٹے بڑے خطوط میں لکھی ہوئی ہیں اس کے علاوہ بعض آیات قرآنیہ اور اسمائے الٰہیہ کو ابجد کے ہندسوں میں درج کیا ہوا ہے گوروجی کا یہ مقدس چولہ سکھ قوم میں بہت عزت اور عظمت کا حامل ہے اکثر لوگ اس کی منتیں مانتے ہیں اور اپنی مرادیں پوری ہونے پر نذرانے پیش کرتے ہیں اور قیمتی رومال بھی چڑھاتے ہیں۔ اس چولہ کی عظمت اور تقدس کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہر سال ڈیرہ بابا نانک میں ۲۱ - ۲۲ - اور ۲۳ پھاگن کو ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے جسے سکھوں میں عام طور پر میلہ چولہ صاحب یا چولہ صاحب کا میلہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس میلے میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے ہزاروں ہزار عقیدتمند دور دراز کے علاقوں سے پیدل چل کر اور سواریوں پر سوار ہو کر آتے ہیں اور اس مقدس چولہ کے درشن کر کے اپنے تن اور من کو راحت اور سرور پہنچاتے ہیں میلے کے دنوں میں بیدی صاحبان اس چولہ کو شیشہ کی ایک الماری میں بند کر کے عام لوگوں کو درشن کرنے کا موقعہ دیتے ہیں اور عقیدتمند لوگ اس چولہ صاحب کو سجدے کرتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

احمدیہ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو جب کسی طرح اس چولہ کا علم ہُوا۔ تو حضور نے پہلے اپنے چار خدّام کو اس کی تحقیق کے لئے ڈیرہ بابا نانک بھجوایا۔ اس سلسلہ میں جن خوش نصیب احباب کو بھجوایا گیا ان کے نام نامی اور اسم گرامی حضور نے خود ہی یہ بیان فرمائے ہیں :-

۱- میرزا یعقوب بیگ کلانوری

۲- منشی تاج الدین صاحب اکاؤنٹنٹ دفتر ریلوے لاہور

۳- خواجہ کمال الدین صاحب بی اے لاہور

۴- میاں عبدالرحمٰن صاحب لاہوری

حضور کے ان چاروں خدام نے ڈیرہ بابا نانک جاکر چولہ صاحب کو اچھی طرح دیکھا اور قادیان واپس آکر حضور کی خدمت میں تمام حالات عرض کر دیئے۔

اس کے بعد حضور خود بنفس نفیس ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے اور چولہ صاحب کو ملاحظہ فرمایا۔ اس سلسلہ میں حضورؑ نے یہ فرمایا کہ :-

"ہم نے ان کے بیانات پر بھی اکتفا نہ کیا۔ اور سوچا کہ بابا نانک کے اسلام کے لئے یہ ایک عظیم الشان گواہی ہے اور ممکن ہے کہ دوسروں کی روایات پر تحقیق پسند لوگوں کو اعتقاد نہ ہو۔ اور یا آئندہ آنے والی نسلیں اس سے تسلی نہ پکڑیں۔ اس لئے یہ قرینِ مصلحت معلوم ہوا کہ آپ جانا چاہیئے۔ تا صرف شنید پر حصر نہ رہے۔ اور ذاتی رؤیت ہو جائے۔ چنانچہ ہم بعد استخارہ مسنونہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو پیر کے دن ڈیرہ بابا نانک کی طرف روانہ ہوئے اور قریباً دس بجے پہنچ کر گیارہ بجے چولہ صاحب کو دیکھنے کے لئے گئے اور ایک جماعت مخلص دوستوں کی میرے ساتھ تھی۔ جو چولہ صاحب کے دیکھنے میں شریک تھی۔ اور وہ یہ ہے :-

۱- اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی

۲- اخویم مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی

۳- اخویم مولوی محمد احسن صاحب امروہی

ا۔ ست بچن صـــ ۳۲ـــ حاشیہ

۴۔ اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی

۵۔ اخویم منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی

۶۔ اخویم میرزا ایوب بیگ صاحب کلانوری

۷۔ اخویم شیخ عبدالرحیم صاحب نو مسلم

۸۔ اخویم میر ناصر نواب صاحب دہلوی

۹۔ سیّد محمد اسماعیل صاحب دہلوی

۱۰۔ شیخ حامد علی صاحب تھیہہ غلام نبی

چنانچہ ایک مخلص کی نہایت درجہ کوشش اور سعی کے ہم کو دیکھنے کا وہ موقعہ ملا کہ اس جگہ کے لوگوں کا بیان ہے کہ جہاں تک یاد ہے ایسا موقعہ کسی کو بھی نہیں ملا یعنی یہ کہ چولہ صاحب کی تمام تحریرات پر اطلاع ہو گئی۔ اور ہمارے لئے وہ بہت اچھی طرح کھولا گیا۔"[۱]

حضور علیہ السّلام نے اس چولہ سے متعلق پوری پوری چھان بین اور تحقیق کرنے کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ :۔

[۲]

یہ نانک کو خلعت مِلا سرفراز ؛ خدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز

حضور نے گورو نانک جی کے اس مقدس چولہ کو گورو صاحب کے اسلام کی ایک زبردست دلیل قرار دیا۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں :۔

"تیس برس کا عرصہ ہوا جب کہ میں نے یہ خواب یعنی باوا نانک صاحب کو مسلمان دیکھا اسی وقت اکثر ہندوؤں کو سُنایا گیا اور مجھے یقین تھا کہ اس کی کوئی تصدیق پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ ایک مدت کے بعد وہ پیشگوئی بکمال صفائی پوری ہو گئی اور تین سو برس کے بعد وہ چولہ ہمیں دستیاب

---

[۱] سلسلہ [illegible] ص ۲   [۲] ست بچن ص ۳۶۰

ہو گیا کہ جو ایک صریح دلیل باوا صاحب کے مسلمان ہونے پر ملی ہے۔"[1]

ایک اور مقام پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ :۔

"پھر جب ہم ۔۔۔۔ اس ثبوت کو دیکھتے ہیں جو اس تبرک سے ہمیں ملتا ہے جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے جس کا ہم نے اپنی کتاب 'ست بچن' میں مفصل ذکر کیا ہے۔ یعنی چولہ صاحب جس پر بہت سی قرآن شریف کی آیتوں کے ساتھ یہ کلمہ شہادت بھی لکھا ہوا ہے کہ"

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ تو بلاشبہ ہمیں راستی کی پابندی سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ باوا نانک صاحب نہ صرف عام مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے بلکہ ان کو اسلام کے ان اولیاء اور بزرگوں میں سے شمار کرنا چاہیئے جو اس ملک میں گزر چکے ہیں"۔[2]

حضور علیہ السلام نے اپنی آخری کتاب میں اس چولہ کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ :۔

"جو شخص اس (یعنی گورو نانک جی) کے وہ تبرکات دیکھے جو ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہیں جن میں بڑے زور سے اس نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی دی ہے ۔۔۔ ۔۔۔ تو کس کو اس بات میں شک ہو سکتا ہے کہ باوا صاحب نے اپنے پاک دل سے اس راز کو کو معلوم کر لیا تھا جو ظاہری پنڈتوں پر پوشیدہ رہا۔"[3]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعض اور مقدس تصانیف میں بھی گورو نانک جی کے اس پاک چولہ کا ذکر کیا ہے اور اسے گورو جی کے اسلام پر ایک زبردست دلیل قرار دیا ہے[4]۔ حضور علیہ السلام کی اس تحقیق کے بعد دوسرے احمدی بزرگوں نے بھی اپنی تصنیفات میں گورو نانک کے اس چولہ کا

---

[1] نزول المسیح صفحہ ۲۰۴ ، تذکرہ صفحہ ۱۶۰ [2] چشمہ معرفت صفحہ ۳۳۸ [3] پیغام صلح صفحہ ۱۲

[4] ملاحظہ ہو نزول المسیح صفحہ ۲۰۹ ۔ تریاق القلوب صفحہ ۱۱۹ ۔ انجام آتھم ضمیمہ صفحہ ۲۹۸ ۔ پیغام صلح صفحہ ۱۳

ذکر کیا ہے چنانچہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چولہ سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :

"آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ متبرک چولہ جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں کئی صدیوں سے باوا صاحب کی خاص یادگار چلا آتا ہے۔ وہ بھی آپ کے مسلمان ہونے کو ثابت کرتا ہے کیونکہ اس پر جابجا کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات درج ہیں۔ اس عظیم الشان تحقیق نے سکھوں میں تہلکہ مچا دیا۔"[1]

سکھ لٹریچر کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب گوروجی کے اس چولہ کو پیش کیا تو اس کے بعد سکھ لٹریچر میں بے حد ردّ و بدل کئے گئے۔

صاحبزادہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چولہ سے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

"بابا نانک صاحب کا سب سے بڑا تبرک جو نسلاً بعد نسلٍ سکھ قوم میں محفوظ چلا آیا ہے۔ بابا صاحب کا ایک چولہ ہے۔ جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں محفوظ ہے اور جس سے متعلق سکھوں کی مذہبی روایات بتاتی ہیں کہ یہ چولہ بابا صاحب کے لئے غیب سے ظاہر ہوا تھا اور اسی لئے یہ چولہ سکھوں میں بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر جب یہ چولہ حضرت میرزا صاحب نے اپنے بعض دوستوں کے ساتھ کھلوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر جابجا قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں اور اسلامی کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بھی نمایاں طور پر لکھا ہے۔"[2]

ایک اور مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"باوا صاحب کے اس چولہ سے نہایت قوی روشنی اس بات پر پڑتی ہے کہ وہ دینِ اسلام

---

[1] سلسلہ احمدیہ صفحہ ۶۲ [2] تبلیغ ہدایت صفحہ ۲۱۵

پر نہایت ہی فدا ہو گئے تھے اور وہ اس چولہ کو اسی غرض سے بطور وصیت چھوڑ گئے تھے کہ تا سب لوگ اور آنے والی نسلیں ان کی اندرونی حالت پر زندہ گواہ ہوں"[1]

یعنی :-

"یاد رکھو کہ باوا صاحب سچے مسلمان تھے۔ ... اور وہ بابرکت چولہ ان کے اسلام کا گواہ تھا۔ ... بے شک وہ چولہ اپنی ان تمام پاک آیتوں کے ساتھ جو اس پر لکھی ہوئی ہیں باوا صاحب کی ایک پاک یادگار ہے۔ اور پاک ہے وہ مکان جس میں رکھا گیا۔ اور پاک ہے وہ کپڑا جس پر وہ آیات لکھی گئی ہیں۔ اور پاک ہے وہ وجود جو اس کو پہنے پھرتا تھا"[3]

اس بارہ میں حضورؑ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ :-

"یہ چولہ جو کابلی مل کی اولاد کے ہاتھ میں ہے۔ بابا نانک صاحب کی طرز زندگی اور ان کے ملّت و مشرب کا پتہ لگانے کے لئے ایسا عمدہ ثبوت ہے کہ اس سے بہتر ملنا مشکل ہے۔ میں نے اس ثبوت میں بہت غور کی ہے اور بہت دنوں تک اس کو سوچتا رہا۔ آخر مجھے معلوم ہوا کہ باوا صاحب کے اندرونی حالات کے دریافت کرنے کے لئے یہ وہ اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے جس پر سکھ صاحبان کو فخر کرنا چاہیئے۔ بلاشبہ انہیں لازم ہے کہ اگر بابا نانک صاحب سے انہیں سچی محبت ہے تو اس بزرگ چولہ کو تحقیر کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ بلکہ اس کو سرمایہ افتخار سمجھیں"[4]

---

[1] ست بچن صہ ۳۳ ✻ ایک بھارتی ودوان نے بیان کیا ہے کہ گورو نانک جی خود بھی سچے مسلمان ہونے کے مدعی تھے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"کیا یہ حیرانی کی بات نہیں کہ لودھی سلطان دولت خان اور اس کے قاضی کو گورو نانک مونہہ پر کہے کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ ... اور خود یہ دعویٰ کرے کہ میں اصل اور سچے اسلام کا پابند ہوں۔ اور ان کے یہ کہنے پر اگر مسلمان ہو تو ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ گورو نانک نے نماز پڑھی" (اخبار شیر پنجاب ۷ نومبر ۱۹۳۸ء)

[3] ست بچن صہ ۳۹ - ۴۱

[4] ست بچن صہ ۵۷

ایک مقام پر حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :-

"ہم نے بار ہا کھول کر دیکھ لیا۔ چولہ پر قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت لکھا ہوا ہے اور بعض جگہ آیات کو صرف ہندسوں میں لکھا ہوا ہے۔

مگر زبور اور سنسکرت کا نام و نشان نہیں ہر ایک جگہ قرآن شریف اور اسماء الہٰی لکھے ہیں جو قرآن شریف میں ہیں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جھوٹ صرف اس لئے بنایا گیا کہ تا لوگ یہ سمجھ جاویں کہ چولہ صاحب پر جیسا کہ قرآن شریف لکھا ہوا ہے وید بھی لکھا ہوا ہے مگر ہم بجز اس کے کیا ہیں۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔"[1]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر سید گلاب شاہ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ :-

"پچھے دیکھو اس نقشے وچ باجھ آیات قرآنوں
ہے کوئی اکھر سنسکرت دا یا کسے غیر زبانوں"[2]

حضور نے ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ایک اشتہار ست بچن کی اشاعت سے متعلق شائع فرمایا اس میں بیان کیا کہ :-

"واہ باوا نانک صاحب آپ بے شک عزت کے لائق ہیں۔ آپ کا وصیت نامہ جو اسلام کی سچائی کے لئے ایک سوتی کپڑا پر لکھا ہوا کابل مل کی اولاد میں اب تک موجود ہے"

۱۸۹۷ء میں حضور علیہ السلام نے سردار راجندر سنگھ صاحب کو باوا نانک صاحب کے اسلام پر دعوت مباہلہ بھی دی تھی اور اس میں بھی گورو جی کے اس چولہ کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا تھا کہ :-

"میں کہتا ہوں کہ درحقیقت وہ مسلمان تھے اور جیسا کہ بالا کی جنم ساکھی میں لکھا ہے درحقیقت چولہ جو اب ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے یہ باوا صاحب کا چولہ تھا جو ان کے مذہب کو ظاہر کرتا ہے اور چولہ کی عزت جو اب کی جاتی ہے درحقیقت یہ پرانی عزت

---

[1] ست بچن صفحہ ۳۶ [2] ذر الفقار صفحہ ۵۵ جلد اول صفحہ [3] مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۱۴۷

ہے جو باوا صاحب سے ہی شروع ہوئی۔[1]

حضور علیہ السلام نے اس بارہ میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ:۔

"باوا صاحب کے ہاتھ سے جو چیز آج تک دست بدست چلی آتی ہے اور جوان کے فوت ہونے کے بعد ان کے گھر میں پائی جاتی ہے وہ فقط چولہ صاحب ہے ہر یک منصف کو چاہیئے کہ اگر باوا صاحب کے مذہب کی اصل حقیقت دریافت کرنا ہے تو اس بارہ میں چولہ صاحب کی شہادت قبول کرے کہ باوا صاحب کا چولہ باوا صاحب کا قائمقام ہے۔"[2]

ڈیرہ بابا نانک میں موجود چولہ صاحب سے متعلق سکھ ودوانوں کے تاثرات

ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں گورو نانک جی کا چولہ ہے۔ اس سے متعلق سکھ ودوانوں کو بھی مسلم ہے کہ گورو جی اسے پہنا کرتے تھے اور یہ گورو جی کی ہی ایک تاریخی یادگار ہے۔ چنانچہ ایک ودوان کا بیان ہے کہ:۔

"ڈیرہ صاحب میں بیدی صاحبزادوں کے پاس گورو نانک صاحب جی کا چولہ صاحب ہے۔ اور درشن میلہ پھاگن کے ۲۲ دن گزرنے پر ہوتا ہے۔"[3]

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ:۔

"گورو نانک جی کا چولہ بھی یہاں (ڈیرہ بابا نانک میں) ہے"[4]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے لکھا ہے کہ:۔

"سری گورو نانک جی کا ڈیرہ بابا نانک میں بیدی کابلی مل جی کے گھر چولہ

---

[1] مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۹۴ [2] ست بچن صفحہ ۸۹ [3] گوردوارے درشن صفحہ ۶۸

[4] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۰ [5] مہان کوش صفحہ ۱۳۲۷۔

پنڈت تارا سنگھ جی نروتم لکھتے ہیں کہ :-

"چولہ گورو نانک جی کا ...... گورو نانک جی کے ڈیرہ باوا کالا سنگھ بیدی کے گھر میں ہے میلوں کے موقع پر سب کو درشن کروایا جاتا ہے۔"[1]

بھائی ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"یہ چولہ ...... اب تک ڈیرہ بابا نانک میں رکھا ہوا ہے"[2]

ایک سکھ ودوان پروفیسر من موہن سنگھ جی ایم اے کا بیان ہے کہ :-

"گورو جی نے خود کعبہ تک چل کر جانے میں اپنی توہین نہیں سمجھی اور ڈیرہ بابا نانک میں اب بھی وہ چولہ موجود ہے جو بغداد میں واپسی پر گورو نانک جی نے زیب تن کیا تھا اور جس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں"[3]

سردار اوتار سنگھ جی آزاد بیان کرتے ہیں کہ گورو جی نے قرآن شریف کی آیات والا چولہ زیب تن کیا تھا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ :-

بیس کلاہ قلندری چولہ سوہے گل ......

آیتاں کڈھیاں اوس تے مسلمانی کاٹ

ایسے لئی گورو دیو جی رہے قلندر جاپ[4]

ان تمام حوالہ جات سے واضح ہے کہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود قرآن شریف کی آیات والا چولہ گورو جی کی ایک تاریخی یادگار ہے جسے گورو جی پہنا کرتے تھے۔

---

[1] گورتیرتھ سنگرہ صـ۲۳۳ [2] نانک پرکاش سمپادت صـ۹۱۲

[3] اخبار شیر پنجاب دہلی پورن ماشی نمبر ۱۹۵۶ء [4] وشونور صـ۲۶۹

سکھ دُنیا میں چولہ صاحب کی عظمت

گورو نانک جی کا یہ تاریخی اور آسمانی چولہ گورو جی کی ایک عظیم الشّان یادگار ہے اور عقیدتمندوں کی طرف سے اس پر اتنے ریشمی اور سوتی رومال چڑھائے جا چکے ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک خاصہ بنڈل بن گیا ہے۔ ان رومالوں میں ایک رومال گورو نانک جی کی بڑی بہن بے بے نانکی جی کے ہاتھوں کا تیار کردہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔[1] یہ رومال دیکھنے کا ہمیں خود بھی موقعہ ملا ہے۔ اس کے دونوں طرف بہت عمدہ کشیدہ کاری کی گئی ہے اور دونوں طرف سے یکساں ہے۔

اس چولہ سے متعلق پوجاریوں اور دوسرے عقیدتمندوں کا بیان ہے کہ یہ بہت ہی برکتوں اور عظمتوں والا ہے۔ لوگ جو بھی منّتیں مانتے ہیں اس چولہ کی برکت سے خدا تعالےٰ پوری کر دیتا ہے۔ اور بڑے بڑے کٹھن اور مشکل امور بھی اس کی برکت سے سرانجام پا جاتے ہیں۔ اس پر جتنے بھی رومال چڑھے ہوئے ہیں وہ سب کے سب ان لوگوں کی طرف سے بھینٹ کئے گئے ہیں جن کی مرادیں اللہ تعالےٰ نے اس چولہ کی برکت سے پوری کی تھیں۔

اس چولہ کے عقیدتمند لالہ سنت رام دھرم کوٹی نے اس کی برکات سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

جو جو سکھنا سُکھ سُکھ آوِن — منگیاں کُل مراداں پاوِن

جو جو درشن کرن نران جاوِن — کدے نہ آوے ہار جی[2]

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت چولہ کے ذکر میں یہ فرمایا ہے کہ :۔ "ان کے (یعنی گورو نانک جی کے) تمام جانشین اس چولہ کی تعظیم کرتے رہے اور جب کوئی بلا پیش آتی اور کوئی سختی نمودار ہوتی یا کوئی عظیم الشّان کام کرنا ہوتا تو اس چولہ کو سر پر باندھتے۔ اور کلام الٰہی سے جو اس پر لکھا ہوا

---

[1] گورو دھام دیدار صفحہ ۲۰۰ ۔ [2] قصہ چولہ صاحب صفحہ ۳۱ ۔

ہے برکت چاہتے۔ تب خدا تعالیٰ وہ مراد پوری کر دیتا ہے۔ اور اب تک جو عرصہ چار سو برس کا گزرتا ہے اس چولہ سے مشکلات کے وقت میں برکتیں ڈھونڈتے اور بے اولادوں کے لئے کلام الٰہی سے لڑکی وغیرہ چھوا کر لوگوں کو دیتے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی عجیب تاثیرات ہوتی ہیں۔ غرض وہ برکتوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ اور بلاؤں کے دفعہ کرنے کا موجب سمجھا جاتا ہے اور صدہا روپیہ کے شال اور ریشمی کپڑے اس پر چڑھے ہوئے ہیں اور کئی ہزار روپیہ خرچ کر کے اس کے لئے وہ مکان بنایا گیا ہے اور اسی زمانہ میں ایک نہایت مبالغہ کے ساتھ انگد صاحب نے جو باوا صاحب کے جانشین تھے اس چولہ کی بہت سی برکتیں اپنی جنم ساکھی میں تحریر کیں اور اسے آسمانی چولہ تسلیم کیا ہے۔"[1]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی ایک نظم میں اس مقدس چولہ سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ:۔

یہی ہے جو نوروں سے معمور ہے	جو دور اس سے اُس سے خدا دور ہے
... ...	... ...
اسے چوم کر کرتے رو رو دعا	تو ہو جاتا تھا فضلِ قادر خدا
اسی کا تو تھا معجزانہ اثر!	کہ نانک بچا جس سے وقتِ خطر
بچا آگ سے اور بچا آب سے	اسی کے اثر سے نہ اسباب سے
ذرا دیکھو انگد کی تحریر کو	کہ لکھتا ہے اس ساری تقریر کو
یہ چولہ ہے قدرت کا جلوہ نما	کلام خدا اس پہ ہے جا بجا
جو شائق ہے نانک کے درشن کا آج	وہ دیکھے اسے چھوڑ کر کام کاج[2]

---

[1] ست بچن صفحہ ۳۶ [2] ست بچن صفحہ ۱، ۳۹

گورو نانک جی کو یہ چولہ کیسے ملا؟

جب ہم اس چولہ سے متعلق سکھ کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ چولہ گورو نانک جی کو ان کے رب العزت کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا چنانچہ گورو گرنتھ کوش کے ایک مقام پر مرقوم ہے کہ :-

[۱] "گوربانی میں درگاہ میں پہنایا جانا گورو نانک جی کو درگاہ میں قبا، کا ملنا وغیرہ مرقوم ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو گرنتھ صاحب میں مرقوم ہے کہ گورو نانک جی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک قبا ملی تھی اور مہان کوش میں قبا، کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ :

[۲] قبا، ۔ پوشاک ۔ لباس ۔ چوغہ

یعنی :-

[۳] قبا، ۔ پوشاک ۔ امیر کا لباس

ایک اور صاحب کا بیان ہے :-

[۴] قباء ۔ بھگتی روپ ۔ پوشاک ۔

ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے کہ :-

[۵] قباء ۔ جامہ ۔ لمبا چوغہ

جب ہم اس خیال کے پیش نظر گورو گرنتھ صاحب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے خود گورو نانک جی کا ایسا شبد آتا ہے ۔ جس میں انہوں نے یہ بات بیّن الفاظ میں بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حضور بلایا تھا اور انہیں ایک ایسا روحانی لباس عطا کیا تھا جس پر سچی

---

[۱] گورو گرنتھ کوش ص ۲۶۲ ۔ [۲] مہان کوش ص ۸۸۹ ۔ [۳] مہان کوش ص ۹۳۲ ۔
[۴] سری گوربانی پرکاش ص ۵۲ ۔ [۵] پوراتن جنم ساکھی اشوک جی والی ص ۱۰۶ شائع کردہ شرومنی کمیٹی۔

صفت صلاح یعنی خدا تعالےٰ کی حمد درج تھی یا جو مجسمۂ حمد الٰہی تھا۔ چنانچہ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

ہوں ڈھاڈی وے کار کارے لایا! رات دیہیں کیوار دھرول فرمایا
ڈھاڈی سچے محل خصم بلایا سچی صفت صلاح کپڑا پایا![1]

گورو نانک جی نے اپنے اس شبد میں اللہ تعالےٰ کے حضور جانا اور وہاں سے سچی صفت صلاح سے بھرپور روحانی لباس کا ملنا بیان کیا ہے۔ شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں اس روحانی لباس کے معنے سروپاؤ (خلعت) بیان کئے گئے ہیں[2]۔ اور مشہور سکھ ودوان پنڈت تارا سنگھ جی نے سروپا (خلعت) کے معنے "چولہ" کئے ہیں[3]۔ بھائی ویر سنگھ ایسے مشہور سکھ ودوان نے بھی "سروپاؤ" کے معنے "خلعت"[4] اور خلعت کے معنے "چولہ" بیان کئے ہیں[5]۔ نیز پنجابی شبد بھنڈار میں یہ مرقوم ہے کہ:۔

"خلعت سروپاؤ۔ جوڑا۔ بخشیش (دینا۔ پہنانا۔ ملنا)[6]"

گورو گرنتھ صاحب میں، گورو جی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلعت ملنے کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے کہ:۔

"ہر داتے ہر نام جپایا نانک پہنایا"[7]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں گوربانی کے اس فرمان کے بارہ میں مرقوم ہے کہ:۔

خلعت جاں آدر دی پوشاک[8]

سردار من موہن سنگھ جی ایڈووکیٹ نے اس کے یہ معنے بیان کئے ہیں:۔

واہگورو داتار نے نانک سے اپنے مالک کا سمرن کروایا اور اسے عزت کی پوشاک پہنائی۔[9]

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ ساجھ کی دار محلہ ۱ ص ۱۵۰ ؛ [2] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص ۱۵۰ ؛ [3] گور تیرتھ سنگرہ ص ۱۳۵ ؛ [4] گورپرتاپ سورج سمپادت ص ۵۰۷۸ ؛ [5] نانک پرکاش سمپادت ص ۱۰۹ ؛ [6] پنجابی شبد بھنڈار ص ۳۲۹ ؛ [7] گورو گرنتھ صاحب وار سری راگ محلہ ۴ ص ۹۱ ؛ [8] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص ۹۱ ؛ [9] گورو گرنتھ صاحب مترجم شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرت سر ص ۳۰۴) ؛

الغرض اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گورو گرنتھ صاحب میں ایسے شبد اور اقوال موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ گورو نانک جی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک روحانی پوشاک یا لباس عطا ہوا تھا جسے اختیار کر کے آپ نے خود بھی اپنے رب العزت کا سمرن کیا تھا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی ذکرِ الٰہی کی تلقین کی تھی۔

مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی بیان کرتے ہیں کہ:۔

پہلاں بابے پایا بخش در پچھوں دے پھر گھال کمائی

ریت اک اہار کر روڑاں دی گور کری وچھائی

بھاری کری تپسیا ہر سول بن آئی

بابا پیندھا سچ کھنڈ نوں ندھ نام غریبی پائی

... ...

چڑھیا سودھن دھرت لوکائی[1]

یعنی:۔ گورو نانک جی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک بخشش ملی۔ وہ بخشش کیا تھی اس سے متعلق بھائی جی نے "پیندھا سچ کھنڈ" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس کے معنے سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو جی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک لباس یا پوشاک ملنے کے ہیں جسے پہن کر گورو جی نے تبلیغ حق یا پرچار کا سلسلہ شروع کیا تھا اور لوگوں کو خدا تعالےٰ کی طرف بلانے کے لئے مختلف علاقوں اور ملکوں کے سفر اختیار کئے تھے۔ چنانچہ گیانی ہزارہ سنگھ جی نے "پیندھا سچ کھنڈ" کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے کہ:۔

"گورو جی کو سچ کھنڈ (اللہ تعالےٰ کے دربار) سے (عزت کی) پوشاک ملی نوں ندھیاں نام غریبی انکساری حاصل ہوئی"[2]

ایک اور سکھ ودوان بھائی گورداس جی کے اس بیان کے بارہ میں یہ فرمایا کہ:

---

[1] داراں بھائی گورداس۔ وار یکم پوڑی ۲۴۔ [2] داراں بھائی گورداس مترجم ص۲۲۔

"بابے نے ریت اور آک کھا کر روڑوں (پتھروں) کا بستر بنا کر بھاری تپسیا کی۔ بابا جی کو سچ کھنڈ میں خلعت پہنایا گیا۔ بابا اداسی دھار کر کے لوگوں کی اصلاح کے لئے روانہ ہُوا۔"[1]

ایک صاحب نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"خدا تعالیٰ کے دربار سے آپ نے غریبی (انکساری) کی شکل کا سروپاؤ (لباس جوڑا) پہنا۔ (پیدیھا)[2]

بھائی گورداس جی کے اس بیان سے واضح ہے کہ گورونانک جی نے روحانی پوشاک حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بھی یہ فرمایا ہے کہ گورونانک جی کو جب یہ مقدس چولہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خلعت کے طور پر ملا تو اس کے بعد گورو جی نے اسے پہن کر لوگوں میں تبلیغ حق شروع کر دی تھی۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

وہ پھرتا تھا کوچوں میں چولہ کے ساتھ ۔۔۔ دکھاتا تھا لوگوں کو قدرت کے ہاتھ
کوئی دیکھتا تھا جب اسے دُور سے ۔۔۔ تو ملتی خبر اس کو اس نور سے
جسے دُور سے وہ نظر آتا تھا ۔۔۔ اسے چولہ خود بھید بتلاتا تھا
وہ ہر لحظہ چولہ کو دکھلاتا تھا ۔۔۔ اسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا
یہ تحریر چولہ کی ہے اک زباں ۔۔۔ سنو وہ زباں سے کرے کیا بیاں
کہ دینِ خدا دینِ اسلام ہے ۔۔۔ جو ہو منکر اس کا بد انجام ہے
محمد وہ نبیوں کا سردار ہے ۔۔۔ کہ جس کا عدو مثل مُردار ہے

... ...

یہ نانک سے کیوں رہ گیا اک نشاں ۔۔۔ بھلا اس میں حکمت تھی کیا در نہاں

... ...

---

[1] واراں بھائی گورداس مترجم صہ ۹۲ - [2] اتہاسک پیتر کی ۲ انک ۲ صہ ۲۲

یہی تھی کہ اسلام ہم اپنا دیں رکھتے ہیں محمدؐ کی رہ پر یقین رکھتے ہیں[1]

ایک سکھ ودوان نے گورونانک جی کے سفروں کے ضمن میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:۔

"ست گورنانک دیو جی نے لوگوں کو بھرموں سے نکالنے کے لئے جنم لیا۔۔۔۔ آپ مکہ۔ مدینہ۔ مصر۔ چین اور کابل بھی گئے۔ اور مسلمانوں سے مل کر نمازیں پڑھ کر صرف سچائی کا پرچار کیا۔"[2]

گورو جی اپنے سفروں کے دوران روزوں کی پابندی بھی کرتے رہے چنانچہ اپنے سال بھر کے قیام میں آپ نے مکہ معظمہ میں روزے بھی رکھے[3]۔

مسٹر میکالف نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"جد کدی سماں بنیاں تاں گوروجی نے عرب دے پیغمبر حضرت محمد صاحب نوں منن والے پکے مسلماناں وانگ بانگ وی دتی"[4]

گویا کہ گورونانک جی اپنے تبلیغی سفروں کے دوران اذانیں دیتے اور نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔ اور اسلامی ارکان کی پابندی کرتے رہے ہیں۔ اور گورونانک جی نے جب اپنی عمر کے آخری حصہ میں کرتارپور بسایا اور اپنے رہنے کے لئے مکان بنوایا تو اس مکان کے ساتھ ملحقہ مسجد تعمیر کروائی۔ اور اس مسجد میں نمازیں پڑھانے کے لئے امام الصلوٰۃ بھی مقرر کیا تاکہ وہ نماز پڑھایا کرے۔[5]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گوروجی کے ان سفروں کے ضمن میں یہ حقیقت بھی بیان فرمائی ہے کہ:۔

"بخارا میں باوا نانک صاحب کو نانک پیر کر کے بولتے ہیں اور اس کو ایک مسلمان فقیر سمجھتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ ان ملکوں میں اعلانیہ طور پر مسلمان

۱؎ ست بچن صفحہ ۵۳ ۲؎ روزنامہ اکالی ۲۹ دسمبر ۱۹۳۸ء ۳؎ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۹۴ ۔ ۴؎ میکالف اتہاس حصہ اول شائع کردہ پھلواڑی ایجنسی صفحہ ۱۸۷ ۵؎ عبرت نامہ فارسی صفحہ ۱۴۱ ۔

رہا۔ اور ایک پرہیزگار اور نیک بخت مسلمان کی طرح نماز اور روزہ کی پابندی اختیار کی"[1]

سِکھ دِدوانوں نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ بغداد اور ایران وغیرہ علاقوں کے لوگ گورو نانک جی کو ایک مسلمان پیر اور بزرگ خیال کرتے ہیں۔[2]

جنم ساکھیوں کے قلمی نسخوں میں اس چولہ سے متعلق یہ مذکور ہے کہ :۔

"سری گوروجی کو درگاہ سے آواز آئی۔ اے نانک جی۔ آپ آکر اور یہ خلکا پہن کر پادشاہ کو راہ راست پر لائیں۔ (گوروجی نے کہا) بہت اچھا جی۔ تو گوروجی نے سجدہ شکر کیا۔ تب کیا دیکھا کہ اس خلکے پر حروف لکھے ہیں ... ... سری گوروجی نے خلکا گلے میں پہن لیا۔"[3]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے "خلکا" اور "پیراہن" کئے ہیں چنانچہ ان کا بیان ہے کہ :

"خلکا - چولہ - پیراہن"[4]

بھائی ویر سنگھ جی نے بھی گورپرتاپ سورج گرنتھ کو ایڈٹ کرتے ہوئے "خلکا" کے معنے "خلعت" کئے ہیں اور "خلعت" سے مراد "چولہ" ہی لیا ہے۔[5]

جنم ساکھی بھائی مطبوعہ ۱۸۷۱ء میں اس سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ :۔

"سری نانک جی نرنکار سری ٹھاکر کے قدموں میں گر گئے۔ تب سری نرنکار جی نے قدرت کا سر دپاؤ نانک جی کو پہنایا۔"[6]

یعنی :۔

"سری گوروجی کو درگاہ سے آواز آئی۔ اے نانک جی۔ تو آکر یہ خلکا پہن ...

---

[1] ست بچن صفحہ ۵۵ [2] تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۴۹ و اخبار شیر پنجاب گولڈن جوبلی نمبر ۱۹۶۲ء

[3] جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۲۵۹ [4] مہان کوش ایڈیشن اوّل صفحہ ۹۱۱ [5] نانک پرکاش سمپادت صفحہ ۹۱۱

[6] جنم ساکھی بھائی بالا چھاپہ پتھر مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۵۴

تب سری گورو جی نے جا کر سجدہ کیا۔ تو کیا دیکھا کہ اس خلکے پر حروف لکھے ہوئے ہیں بڑی قدرت کے حروف ہیں ... ... تب سری گورو جی نے خلکا گلے میں پہن لیا۔[۱]"

ولایت والی جنم ساکھی میں یہ مرقوم ہے کہ:

"گورو جی پیر لیا پڑا سروپاؤ ملیا"[۲]

یعنی:-

"گورو نانک جی پیر لیا پڑا۔ سروپاؤ درگاہوں بابے کو ملا"[۳]

جنم ساکھی بھائی بالا کے بعد کے ایڈیشنوں میں اس سلسلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ:-

"خدا تعالیٰ کی درگاہ سے سری بابے کی طرف اکاش بانی ہوئی۔ اے نانک تجھ پر ہم بہت خوش ہیں۔ اور ایک خلعت تجھے دیا جاتا ہے۔ تب گورو نانک جی نے کہا اے نرنکار جی جو آپ کی رضا تب سری مہاراج مراقبہ میں چلے گئے۔ سری ٹھاکر جی کے پاس اور اس کی تب ایک خلکا دستیاب ہوا۔"[۴]

جنم ساکھی بھائی بالا کے اردو ایڈیشن میں یہ مرقوم ہے کہ:-

"واہگورو کی درگاہ سے سری گورو نانک جی اکاش بانی ہوئی کہ اے نانک میں تم پر بہت خوش ہوں اور ایک خلعت تجھے بخشتا ہوں۔ گورو نانک جی نے جواب دیا کہ نرنکار جی جو آپ کی مرضی بندہ کا کیا عذر ہے۔ پھر انتر دھیان ہو کر سری ٹھاکر جی کے حضور پر ارتھنا کی تو ایک خلعت ہاتھ لگا۔ گورو صاحب نے وہ خلعت پہن لیا اور شہر کے دروازہ کے باہر آسن لگا دیا۔"[۵]

بھائی منی سنگھ جی سیٹھی نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ:

"سری گورو نانک جی کی طرف اکاش بانی ہوئی کہ اے نانک تیرے اوپر میں بہت

---

[۱] جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء ص ۵۶-۵۷ [۲] جنم ساکھی ولایت والی ص ۳۱ مطبوعہ ۱۸۸۴ء [۳] پوراتن جنم ساکھی ص ۲۰ [۴] جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۳۴ [۵] جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص ۱۹۳

خوش ہوں۔ اور خلعت تجھے ملتا ہے۔ گورونانک جی نے کہا کہ اے نرنکار جی جو آپ کی مرضی ہے۔ گورونانک جی یہ خلعت باندھکر شہر کے دروازے کے باہر جا بیٹھے جب سات دن گزر گئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ کیسا درویش ہے اور جس کے خلعت پر تیس سیپارے لکھے ہوئے ہیں[۱]۔"

سردار جی بی سنگھ جی ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل (آنجہانی) نے اس چولہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"چولہ صاحب کے مہاتم کی دو[۲] مطبوعہ کتابیں بھی ملتی ہیں ان میں مذکور ہے کہ یہ چولہ سری گورونانک جی کو کرتارپور میں ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے پہننے کے لئے بعض خاص ہدایات بھی دی تھیں[۲]۔"

بعض سکھ وِدوانوں نے بھائی بھگیرتھ کی وار کا حوالہ نقل کرکے یہ ظاہر کیا ہے کہ جب گورونانک جی مہاراج نے تبلیغ کا سلسلہ شروع کرنے کا پروگرام بنایا تو انہیں ایک چولہ حاصل ہوا تھا جسے پہن کر انہوں نے لوگوں میں اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کیا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"بھائی بھگیرتھ نے سری گورونانک جی کی وار لکھی ہے۔ اور اس وار کی ایک پوڑی یہ ہے :-

بابا دیئیں نہائیکے سچ کھنڈ میں پہتا جائی

بشن دیو[۳] خوش ہوئے کے گورمنتر دے کلا بدھائی

ٹوپی۔ چولہ۔ برن[۴] نے بھیٹا دے گل سیلی پائی

وئیں وچوں نکل کے رنگ مجیٹھی بشن دھرائی

---

[۱] جیون چرتر سری گورونانک دیو جی ہندی صفحہ ۱۰۵ [۲] رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۷ء

[۳] مشہور سکھ بزرگ پنڈت تارا سنگھ جی نروتم نے بیان کیا ہے کہ گورونانک جی گرنتھ صاحب میں اپنے گورو بشن کہے (گورمت نرنے ساگر صفحہ ۵۷۲)

[۴] ورن دیوتا سے مراد خواجہ خضر ہے ملاحظہ ہو پراتن جنم ساکھی واشو کہ جلد اول صفحہ ۷۵ و ۷۶ صفحہ ۲۱۱ :-

بیٹھے قبر استھان ہیں درشن کو الٹی لوکائی
واہگورو ست نام دے چار بید کو سار بتائی

پڑھی نماز میت ہیں دولت خان عظمت آزمائی
رہت فقیری دھار کے مردانہ بالا سنگائی

کھنڈ برہمنڈہی سیل کر بھوجل تاری خلق سبائی
کل جگ نانک کلا دکھائی[1]

گیانی گیان سنگھ جی کے نزدیک بھائی بھگیرتھ کی وار کی یہ ۳۲ ویں پوڑی ہے۔
مشہور و معروف سکھ ودوان سنتوکھ سنگھ جی نے گورو جی کے اس چولہ کا آسمان سے نازل ہونا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

تہ چھن "خلک" اکاش تے اتر یو گور ڈھگ آئے
رنگ نہ جانیو جاوئی اچرج بنیو بنائے[2]

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے بھائی سنتوکھ سنگھ جی کے اس بیان کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"جس "چولہ" کا یہاں نانک پرکاش میں ذکر ہے اس کا آسمان سے اترنا مذکور ہے[3]"

ایک اور صاحب کا یہ بیان ہے کہ :-

"بھائی سنتوکھ جی کے بقول یہ چولہ آپ کو حبشہ (اتھوپیا) آتے ہوئے عرش سے اترا تھا"[4]

ایک اور سکھ باوا گنیش سنگھ نے اس بارہ میں بیان کیا ہے کہ :-

---

[1] بھی کھوج حصہ چہارم صفحہ ۸۷
[2] نانک پرکاش اترادھ ادھیائے ۱۷
[3] نانک پرکاش سمپادت صفحہ ۲۰۵
[4] رسالہ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء

بابے ہمت اک خلکا اجابا | انزیو بھرتے بتے شتابا
رنگ نہ جاں کر جانیو جائی | کچھ کر جاہیں ردا لبمائی
سو خلکا پربھ گر میں پائیب | رنگ قدرتی جاہیں عجائب[1]

باوا گنیش سنگھ جی کے اس بیان سے یہ امر واضح ہے کہ گورونانک جی کے لئے بطور خلعت کے یہ چولہ آسمان سے اترا تھا اور گوروجی نے اسے الہٰی حکم کے ماتحت زیب تن کیا تھا

گورونانک جی کے سوانحی حالات پر مشتمل ایک کتاب نول کشور پریس لکھنو والوں نے ۱۹۰۳ء میں جنم ساکھی گورونانک شاہ کے نام پر اردو میں شائع کی تھی۔ اس میں ایک مقام پر مرقوم ہے کہ:۔

"گورومہاراج کو نرنکار کا بذریعہ وحی آسمانی کلام ربانی پہنچا کہ اے نانک جی تمہارے واسطے خلکا ملتا ہے۔ اس کو پہن کر بادشاہ کو راستی پہ لاؤ ... ...
ست گورومہاراج نے کلام ربّانی سُن کر نرنکار کے آگے متھا ٹیکا۔ ست گورومہاراج نے اس خلقہ آسمانی پر جب نظر کی تو پانچ قسم کے حروف تحریر تھے"[2]

گورونانک جی کا ایک شبد جنم ساکھیوں میں درج ہے جس میں آپ نے کفنی (یعنی خلقے یا خلکے) کی بہت تعریف بیان کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

پیرمت مرید ہوے رہنگ | کفنی ٹوپی من شبد گھنگ
بھتا دریا کر دیوے پریتی | ہبج بیس ہناں سکھ منانی
ہر کو سوگ کیتا اہارنگ | پہرے کفنی سب دشٹ بڈا رنگ
سن نگرے بستی رہائی | تو کفنی کی جگت پائی
گٹھنبھ بھید ہوا اکیلا | نانک پہر کفنی بھیا سہیلا[3]

۱؎ گورو نانک سورج ودے جنم ساکھی صفحہ ۳۹۸ :: ۲؎ جنم ساکھی گورونانک شاہ اردو صفحہ ۳۷۷ ::

۳؎ پراتن جنم ساکھی صفحہ ۲۹ و جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۱۹ اردو ::

سوڈھی مہربان جی کے بقول بھی گورونانک جی نے سفروں پر روانہ ہوتے وقت چولہ پہن لیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

"ڈیرہ لٹائے کفنی پہن نکلیا سے"[1]

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس چولہ کے آسمان سے اترنے کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ :

"باوا نانک صاحب اپنا چولہ وصیت نامہ کے طور پر اپنی یادگار چھوڑ کر ایک سچّا اور حقیقی پیغام دُنیا کو پہنچا گئے۔ اب جس کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں وہ دیکھے اور جس کے کان سن سکتے ہیں وہ سُنے۔ باوا صاحب کی تمام باتوں کا مخرج وہی نور تھا جس کو وہ ایک سوتی کپڑے پر قدرتی حرفوں سے لکھا ہُوا حق کے طالبوں کے لئے چھوڑ گئے۔ درحقیقت وہی آسمانی چولہ قدرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ازلی ہادی کے فضل سے ان کو ملا تھا جس سے اس کمال تک پہنچ گئے۔ جس کو دُنیا کی آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں بلکہ دُنیا نہیں چاہتی کہ اس نور کا ایک ذرّہ بھی پرتو ان کے دلوں پر پڑے۔"[2]

چولہ صاحب کے آسمان سے اترنے کی دُوسری توجیہہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ آسمان سے چولہ اترنے کی یہ توجیہہ بھی کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گورونانک جی کو خواب یا کشف میں قرآن شریف کی آیات والا چولہ عطا کیا ہو۔ اور گورو جی نے بعد کو اپنے اس خواب یا کشف

---

[1] جنم ساکھی گورونانک جی صفحہ ۹۲ [2] ست بچن صفحہ ۹۰

میں حاصل شدہ خلعت اور چولہ کے نمونہ پر خود ہی ایک چولہ اپنے لئے تیار کروالیا ہو کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا تعالےٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے عموماً اپنے کشوف اور رؤیا کو ظاہرہ طور پر بھی پورا کرنے کی سعی کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب میں اپنے پیارے بیٹے کو ذبح کرتے دیکھنا اور پھر بیدار ہونے پر اپنے خواب کو پورا کرنے کے لئے سچ مچ ہی اسے ذبح کرنے کے لئے تیار ہو جانا اسی جذبہ کے ماتحت تھا۔ نیز خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک کشف کو پورا کرنے کی غرض سے رسولِ خدا کے ایک صحابی حضرت سراقہؓ کے ہاتھوں میں باوجود اس کے کہ اسلام نے مردوں کے لئے سونا پہننا ناجائز قرار دیا ہے کسریٰ کے کنگن پہنانا بھی اسی روح کا آئینہ دار ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی کہ وہ اپنے خوابوں اور کشفوں کو ظاہرہ طور پر بھی پورا کر دیا کرتے ہیں چنانچہ اس امر کے پیش نظر حضور نے گورو جی کے اس عرشی چولہ سے متعلق اس امکان کا بھی اظہار کیا ہے کہ گورو جی نے یہ چولہ خود عرشی چولہ کے نمونہ پر تیار کرلیا ہو۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ :-

دکھایا گیا ہو بحکم خدا　　یہ ممکن ہے کشفی ہو یہ ماجرا
بحکم خدا پھر لکھایا گیا　　پھر اس طرز پر یہ بنایا گیا[1]

ایک اور مقام پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ :-

"یہ بھی ممکن ہے کہ باوا صاحب کو یہ قرآنی آیات الہامی طور پر معلوم ہوگئی ہوں، اور اذن الٰہی سے لکھی گئی ہوں۔ لہٰذا بموجب آیت مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی وہ سب فعل خدا تعالےٰ کا فعل سمجھا گیا ہو۔ کیونکہ قرآن آسمان سے نازل ہوا ہے اور ہر ایک ربانی کلام آسمان سے ہی نازل ہوتا ہے۔"[2]

---

[1] ست بچن صفحہ ۱۴　　[2] ست بچن صفحہ ۲

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے یہ حقیقت بھی بیان فرمائی ہے کہ :

" ایسے چولے باوا نانک صاحب کے زمانہ میں وہ فقیر بنایا کرتے تھے جن کا دعویٰ تھا کہ ہم اسلام میں محو ہیں پس باوا صاحب کا یہ چولا آپ کو صرف مسلمان ہی بناتا بلکہ کامل مسلمان بناتا ہے۔

اِسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی رسم تھی* ... ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنم ساکھیوں میں بھی لکھا ہے کہ چونکہ باوا صاحب نیک بخت آدمی تھے[1] اور بڑی مردانگی سے ہندوؤں سے قطع تعلق کر بیٹھے تھے[2] مرد میدان بھی بڑے تھے ... اس لئے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ چولہ انہوں نے بنایا تھا۔ یہ ان کی کرامت ہے کہ گویا کہ یہ چولہ آسمان سے اترا ہے"[3]

ایک اور مقام پہ حضور فرماتے ہیں کہ :-

" خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ چولہ انہوں نے بنایا تھا۔ یہ ان کی کرامت ہے گویا کہ چولہ آسمان سے اترا ہے"[4]

گورونانک جی نے اپنے کلام میں اس امر کا ذکر کیا ہے کہ آپ نے خودی کو مٹا کر ایک چولہ سلوایا تھا۔ جیساکہ ان کا ارشاد ہے کہ :

---

* ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ گورونانک جی کے زمانہ میں بہاؤ الدین کے عقیدت مند لوگ ایسے چولے پہنا کرتے تھے۔ (رسالہ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء)

[1] گورو جی نے خود کو آدمی ہی بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ :-

" ہم آدمی ہاں اک دمی مہلت مہت نہ جانا" (دھناسری محلہ ۱ ص ۶۶۰)

[2] گورو جی نے ہندوؤں سے متعلق یہاں تک بیان فرمایا ہے کہ :

" نال کراڑاں دوستی کوڑی کوڑے پائے" (گورو گرنتھ صاحب سلوک محلہ ۱ ص ۱۴۱۲)

[3] نزول المسیح ص ۲۰۵ [4] تریاق القلوب ص ۲۰۷۔

ہومیں مار نوار یا بیتا ہے چولہ گور بھنی پھل پایا پاشہ کے امرت بولا[1]

یعنی:۔ میں نے خودی اور خود روی کو مٹا کر اپنے لئے ایک چولہ سِلوایا ہے اور اپنے اللہ تعالےٰ کے اذن سے یہ پھل پایا ہے کہ مجھے اپنے مالک کے میٹھے اور زندگی بخش بول بھی مِل گئے ہیں۔

ساکھی چولہ صاحب مصنفہ بیدی انوپ سنگھ جی میں یہ مرقوم ہے کہ:۔

"آپ جی نے ... . اپنے چولہ صاحب پر تیس سیپارے قرآن (شریف) کے

اور اردو اور عربی فارسی کی آیات اور دوسرے قدرتی حروف ابجد کے حساب کے چھاپے

اور عرب کے راجدھانی میں جا کر آسن لگا دیا"[2]

گویا کہ قرآن شریف کی آیات والا چولہ گوروجی نے خود تیار کروایا تھا

گوروجی نے اس دارفانی میں تقریباً پون صدی عمر گذاری ہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں چولے سلوائے ہوں گے اور پہنے ہوں گے اور آپ نے اپنی شادی کے موقعہ پر تو خاص طور پر اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق ضرور نئے کپڑے تیار کروائے ہوں گے اور مختلف تیوہاروں اور تقریبوں پر بھی نئے کپڑے پہنے ہوں گے گوروجی کا ان تمام کپڑوں یا چولوں کو نظر انداز کر کے صرف ایک ہی چولہ کے سلوانے کا ذکر کرنا۔ اور یہ فرمانا کہ یہ چولہ انہوں نے اپنی خودی اور خودروی کو مٹا کر اور مار بھگا کر سلوایا تھا۔ اور اس کے ذریعہ اپنے مالک حقیقی کا زندگی بخش کلام کا پھل پایا تھا ظاہر کرتا ہے کہ گوروجی کا یہ چولہ عام اور معمولی چولہ نہ تھا بلکہ اسے خاص اہمیت اور عظمت حاصل تھی۔ اور گوروجی نے یہ چولہ الٰہی منشا کے ماتحت تیار کروایا تھا اور چونکہ اس چولہ کو آپ نے خواب یا کشف کے ذریعہ ملنے والے چولہ کے نمونہ کے طور پر تیار کروایا تھا اور اس پر خدا تعالےٰ کا زندگی بخش کلام اور آیات درج تھیں اس لئے اسے آسمانی چولہ یا آسمان سے اُترا ہوا چولہ قرار دے دیا گیا ہے اور اس سے متعلق یہ بات شہرت پا گئی کہ گوروجی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور خلعت کے مِلا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ گورو

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ سوہی محلہ ۱ ص ۷۲۹
[2] ساکھی سری چولہ صاحب جی ص ۳۔

نانک جی نے اپنے کلام میں اپنے لئے سلوائے گئے۔ چولہ کو اپنے رب العزت کے اذن کا پھل بیان کیا ہے اور اس کے ذریعہ خدائے واحد اور مالک حقیقی کے زندگی بخش کلام "شبد کے امرت بولا" کا علم حاصل ہونا واضح کیا ہے۔

الغرض گورو جی کے اِس عرشی چولہ کے آسمان سے اترنے کی جو توجیہہ حضور علیہ السّلام نے بیان کی ہے وہ حقیقت کے مطابق ہے۔ اور گورو جی کا اپنا کلام اور طرز عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے اور ساری دُنیا کے راست بازوں کا مسلک بھی یہی ہے کہ وہ کشف یا خواب میں دیکھی گئی باتوں کو عالم شہود میں ظاہرہ طور پر پورا کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے پس یہ بھی بعید نہیں کہ گورو جی نے کشف میں ملے ہوئے چولہ کے نمونہ پر اذن الٰہی کے مطابق خود ہی ایک چولہ تیار کر لیا ہو۔ اور چونکہ وہ خدائی حکم کے مطابق تیار کیا گیا تھا اس لئے اسے آسمانی چولہ یا عرشی چولہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

گورو نانک جی کو کشف میں خدا تعالےٰ کا دیدار

جب ہم گورو جی کے کلام اور ان کے سوانحی حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ گورو نانک جی نے عالم کشف میں اپنے رب العزّت کا دیدار پایا تھا چنانچہ اس بارہ میں گورو جی کا یہ ارشاد قابل غور ہے کہ :۔

ڈھاڈی سچے محل خصم بلایا [1]

یعنی : گورو نانک جی کو اللہ تعالےٰ نے اپنے دربار میں بلایا تھا جنم ساکھیوں کے قلمی نسخوں میں مرقوم ہے کہ :۔

گورو نانک جی دُھر پہنچا دربار جہاں تخت بیٹھا مہا جا گرتار [2]

جنم ساکھی بھائی بالا کے ایک مقام پر یہ بیان کیا ہے کہ :۔

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ ماجھ کی وار محلہ ۱ ص ۱۵۰ [2] جنم ساکھی قلمی ورق ۲۸۶

"گورو نانک جی نے کہا کہ ہم نے اپنے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ سچّا صاحب سچّے تخت پر بیٹھا ہے۔ پربل جوت اور اسچرج روپ ہے جس کے درشن کرنے سے دبدھا (کدورت) دُور ہوتی ہے۔ اس سے دکھ درد بھی رفع ہوتا ہے۔ اور راحت حاصل ہوتی ہے۔"[1]

اس کے علاوہ اور بھی متعدد کتب میں یہ مرقوم ہے کہ گورو نانک جی کو خدا تعالیٰ کے حضور رسائی حاصل ہوئی تھی اور انہیں اپنے رب العزّت کی طرف سے ایک خلعت ملا تھا اور گورو جی کا خدا تعالیٰ کے حضور جانا اور خلعت حاصل کرنا کشفی ماجرہ ہی ہے۔

گورو جی نے خود بھی اپنے کلام میں خواب کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا دیدار پانا بیان کیا ہے، چنانچہ گورو گرنتھ صاحب[2] میں بھی آپ کا یہ واضح ارشاد ہے کہ :-

سپنے آیا بھی گیا میں جل بھر یا روئے

آئے نہ سکاں تجھ کن پیارے   بھیج نہ سکاں کوئے

آؤ سبھاگی نیند ڑیئے مت سَہ دیکھاں سوئے[2]

یعنی۔ ایک مرتبہ گورو نانک جی کو خواب میں دیدارِ الٰہی نصیب ہوا۔ جب وہ جاگے تو ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں ان کا رب العزّت ایک ایسے مقام پر ہے جہاں وہ خود اس مادی جسم کے ساتھ نہیں جا سکتے۔ اور نہ کسی قاصد کو ہی بھیج سکتے ہیں۔ پھر آپ نیند کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے نیند تو ہی آ جا شاید تو ہی پھر دیدارِ الٰہی کا ذریعہ بن جائے۔ گورو جی کے اس فرمان کے آخری حصّہ کا ترجمہ شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ :

"اے خوش قسمت نیند تو ہی آ جا۔ شاید سوتے میں خواب کے ذریعہ ہی حقیقی مالک خدا تعالیٰ کے درشن ہو جائیں۔"[3]

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۶۷، جنم ساکھی بھائی بالا اردو صفحہ ۳۲۶ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ وڈہنس محلہ ۱ صفحہ ۵۵۸ [3] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۵۵۸

الغرض گورو نانک جی کے اس ارشاد سے یہ واضح ہے کہ غیر مجسم اور لامحدود اللہ تعالےٰ کا دیدار خواب میں ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے اور خود گورو نانک صاحب اس بارہ میں ذاتی تجربہ بھی رکھتے تھے ورنہ یہ مادی آنکھیں لامحدود اور غیر مجسم خدا کو دیکھنے پر قادر نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مادی شکل اور صورت نہیں ہے اور نہ کوئی انسان اسے ان مادی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ اس لئے خواب یا کشف میں انسان کو اللہ تعالےٰ کی جو شکل یا صورت نظر آتی ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ تمثیلی ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اس شکل میں متمثل ہو کر اِنسان کے سامنے آتا ہے۔ گورو نانک جی کے کلام سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی نے اپنے ربّ العزّت کو رؤیا یا کشف میں انسانی شکل میں متمثل دیکھا تھا چنانچہ گورو جی نے خود ہی اپنے رب العزت کا وہ حلیہ یوں بیان فرمایا ہے کہ

تیرے بنکے لوئن دنت ریسالا　　سوہنے نک جن لمبڑے بالا
کنچن کایا سوئنے کی ڈھالا　　سوئن ڈھالا کرشن مالا جپہو تسں سہلیو [1]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں اس شبد سے متعلق یہ مذکور ہے کہ:۔

"تیرے نین بانکے اتے دند سوہنے ہن رسیالا۔ اس دا گھر سوہنے (وال) لمے۔ سونے دی دیہہ۔ جسم سونے دا۔ ڈھلیا ہوا ہے۔ کرشن دی مالا۔ کرشن وانگ گوڑھا رنگ مالا۔" [2]

سوڈھی مہربان جی بیان کرتے ہیں کہ گورو نانک جی خدا تعالےٰ کے حضور گئے تھے تو اس وقت انہیں خدا تعالےٰ کا دیدار ایک اِنسان کی شکل میں ہُوا تھا جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"نرنجن پور کھ تخت پر بیٹھا ہے۔ سفید داڑھی ہے۔ سُرخ لباس ہے سنہری پلنگ ہے اس پر سفید توشک بچھی ہوئی ہے۔ اس پر خالق ارض و سماء بیٹھا ہوا ہے۔

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ وڈہنس محلہ ا صفحہ ۵۶۷　[2] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۵۶۷

بڑا تکیہ ہے۔ اردگرد زمین سبز رنگ کی ہے یعنی سرخ۔ سیاہ۔ سفید۔ مونگے سبز رنگ کے بچھاونے بچھائے ہوئے ہیں "[1]

یہ حلیہ بھی در اصل گوروجی نے خواب یا کشف میں ہی دیکھا ہے ورنہ خدا تعالےٰ تو غیر مجسّم ہے اس کی کوئی شکل یا صورت نہیں ہے

پس حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ غیر مجسم لامحدود۔ غیر مادی لطیف اور وراء الوریٰ ہے۔ اس کی کوئی بھی شکل نہیں ہے اور نہ وہ ان مادی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اس بارہ میں خود گورونانک جی کا اپنا ہی یہ ارشاد ہے کہ:۔

جوگی سُن دھیاون جیتے الکھ نام کرتار
سوکھم مورت نام نرنجن کایاں کا آکار[2]

یعنی:۔

" جو سمجھ میں نہ آسکے۔ جتنے جوگی ہیں وہ ربّ العزّت کو سُن (نروان) روپ میں یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کرتار الکھ نام والا ہے۔ پھر بھی جس کی شکل (ان مادی آنکھوں کو) نظر نہیں آتی اور نام نرلیپ ہے۔ اسے جسمانی شکل والا جان کر دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (جوگی لوگ آنکھیں بند کر کے خدا تعالےٰ کی شکل کو انسانی شکل میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں)[3]

پس گورونانک جی نے اپنے مندرجہ بالا شبد میں یہ بات بالصّراحت بیان کردی ہے کہ اللہ تعالےٰ غیر مجسم۔ لامحدود۔ اور وراء الوریٰ ہے اسے کسی مجسم یا شکل میں تصوّر کرنا اور پھر اس مادی شکل کو ان مادی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کرنا۔ ایک فعل عبث ہے۔

اس سلسلہ میں گوروجی کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ:۔

۱؎ جنم ساکھی سری گورونانک جی صفحہ ۹۸ ۲؎ گوروگرنتھ صاحب۔ راگ آساکی وار سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۶۶
۳؎ شبدارتھ گوروگرنتھ صاحب صفحہ ۴۶۶

اُں اڈول اتول مرارے ۔ رکھن ہیں ڈھائے پھر اسارے

روپ نہ ریکھا مت نہیں تیت شبد بھید نہتی آٹنداٰ[1]

ایک اور مقام پر آپ کا ارشاد ہے کہ :۔

اورنشٹ اگوچر نام اپارا ۔ ات رس میٹھا نام پیارا[2]

گورو نانک جی کے ان شبدوں سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر مجسم اور وراء الوریٰ ہے انسانی آنکھ اسے دیکھنے سے قاصر ہے البتہ اسے خواب میں روحانی آنکھوں کے ذریعہ کسی متمثل شکل میں ضرور دیکھا جاسکتا ہے۔ اور اس کی وہ شکل حقیقی نہیں بلکہ تمثیلی ہوتی ہے جس کا انسان کی اپنی روحانی کیفیت سے بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔

گورو گرنتھ صاحب کے متعدد شبدوں اور شلوکوں سے اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی کوئی مادی شکل اور صورت نہیں ہے اور وہ اروپ ہے اس لئے صرف روحانی آنکھوں سے ہی دیکھا جاسکتا ہے۔ انسان کی یہ مادی آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

لوّنْ لوِنْ ڈِٹھ پیاس نہ بوجھے موگھنی

نانک سے اکھڑیاں بیئن جنی ڈسندر ماپری[3]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں اس کے معنے یوں بیان کئے گئے ہیں کہ :۔

"میں نے اپنی آنکھوں سے مجسمہ نور ذات باری تعالیٰ کو دیکھا ہے اور مجھے اسے دیکھنے کی پیاس بہت ہے ... ان مادی آنکھوں سے میرا مالک حقیقی نظر نہیں آتا کیونکہ وہ محبت کی (روحانی) آنکھیں اور ہیں۔ جن کے ذریعہ میرا مالک نظر آتا ہے"[4]

ایک سکھ ودوان نے گورو گرنتھ صاحب کے مندرجہ بالا شبد کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ

---

[1] گورو گرنتھ صاحب۔ راگ مارو محلہ ا ص ۱۰۴۲ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ا ص ۱۰۳۴
[3] گورو گرنتھ صاحب راگ ڈوہنس محلہ ۵ ص ۵۷۷ و راگ مارو دی وار محلہ ۵ ص ۱۱۰۰ [4] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص ۵۷۷

"وہ آنکھیں اور ہیں۔ وہ آنکھیں احساسات کی آنکھیں ہیں جن سے ہم آسانی سے مراقبہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کو محسوس کر سکتے ہیں۔"[1]

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ ان مادی آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا کیونکہ یہ آنکھیں تو محدود ہیں ان کے ذریعہ لامحدود خدا تعالےٰ کو دیکھنا ایک محال امر ہے[2]۔ البتہ ایک باخدا اور خدا نما انسان اپنی روحانی آنکھوں سے عالم کشف میں اسے کسی تمثیلی شکل میں ضرور دیکھ سکتا ہے۔

گورونانک جی کا اس سلسلہ میں یہ بھی واضح ارشاد ہے کہ :

اوہ دیکھے اونہاں نظر نہ آوے بہتا ایہہ وڈانڑ[3]

یعنی اللہ تعالےٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے لیکن خود نظر نہیں آتا۔

سکھ ودوانوں نے بھی رب العزّت سے متعلق اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے چنانچہ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ فرماتے ہیں کہ :۔

"خدا تعالےٰ ان مادی آنکھوں کا موضوع نہیں ہے۔ جو لوگ کسی خاص مقام یا بیکنٹھ وغیرہ میں اس کا قیام بیان کرتے ہیں وہ غلطی خوردہ ہیں۔"[4]

---

[1] رسالہ گورمت پرکاش امرت سر مئی ۱۹۶۰ء

[2] گورونانک جی نے اس سلسلہ میں ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے کہ انسان کی آنکھیں دنیا کی سب مادی چیزوں کو دیکھ سکتی ہیں مگر خود کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ جیسا کہ اُن کا بیان ہے کہ :۔

"ان سدھوں نے کہا کہ اور تو سب کچھ نظر آتا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ کیوں دکھائی نہیں دیتا۔

تب باباجی نے فرمایا گورپرساد۔ گورو کی مہربانی سے نظر آتا ہے جس طرح آنکھوں کی پتلیاں تمام کو دیکھتی ہیں مگر خود کو نہیں دیکھتیں لیکن اگر شیشہ کے سامنے رکھیں تو خود کو بھی دیکھتی ہیں اسی طرح مہاراج کی طاقت سے سب کو دیکھتا اور خود کو نہیں دیکھتا۔ لیکن اگر گورو کے شبد کو مدّنظر رکھتا ہے تو خود کو بھی دیکھتا ہے (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ) پس جب یہ حقیقت ہے کہ مادی آنکھیں خود کو دیکھنے سے معذور ہیں تو وہ ورامی الوریٰ اور غیر مجسم رب العزّت کو کیونکر دیکھ سکتی ہیں

[3] گورو گرنتھ صاحب جپ جی پوڑی ۳۰ ص ۷ ❊ [4] گورمت سدھاکر ص ۳۷۱ ❊

مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"خدا تعالیٰ ان آنکھوں یا اس سمجھ سے جانا نہیں جا سکتا وہ تو ان حقیر چیزوں سے بہت بلند اور بالا ہے۔"[1]

جنم ساکھی بھائی بالا میں گورو نانک کا یہ واضح ارشاد ہے کہ :-

صاحب کسے نہ دیکھیا سب قدرت کیئے بنائے

قدرت انت نہ پائیا سب لکھ پڑھ تھکی گئے[2]

جنم ساکھی سری گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان کے ایک مقام پر گورو نانک جی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ :-[3]

"دیکھن سار کھا۔ ار دیکھنے گوچرا پرمیشر ناہیں۔"

پس جب یہ حقیقت سکھ مذہب میں تسلیم کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر مجسم لطیف اور وراء الورٰی ہے۔ ان مادی آنکھوں سے نظر نہیں آ سکتا تو اس صورت میں گورو نانک جی اس کے دربار میں کیونکر گئے۔ جب کہ وہ کسی ایک جگہ مقیّد بھی نہیں ہے۔ بلکہ ان تمام آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ :-

میرے لال جیو تیرا انت نہ جانا

تو جل تھل مہیئل بھرپور لینا تو آپے سرب سمانا[4]

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ :-

تو سبھنی تھیں جتھے ہوں جائیں ساچا سرجن ہار جیو[5]

اس صورت میں ان کا خدا تعالیٰ کے دربار میں جانا اور خلعت حاصل کرنا اور گورو جی کا اپنے کلام میں اپنے غیر مجسم خدا تعالیٰ کا حلیہ بیان کرنا سب روحانی رموز اور

---

[1] رسالہ سنت سپاہی امرتسر جون ۱۹۵۳ء [2] جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۲۴ جنم ساکھی اردو ص ۱۶۰ [3] جنم ساکھی گورو نانک جی ص ۲۳۳
[4] گورو گرنتھ صاحب۔ راگ سوہی۔ محلہ ۱ ص ۷۳۰-۷۳۱ [5] گورو گرنتھ صاحب۔ راگ آسا۔ محلہ ۱ ص ۴۳۸ ؂

روحانی کرشمے ہی ماننے پڑیں گے۔ جنہیں اس مادی دُنیا اور اس کی مادی چیزوں سے وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس مسئلہ کی تشریح میں مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"گورو نانک جی کا خدا تعالےٰ کے دربار میں جانا اور بخشش حاصل کرنا وغیرہ باتیں روحانی دُنیا کے کرشمے ہیں۔ سچ کھنڈ کوئی ٹھوس ملک یا ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس کی کوئی شکل و صورت بھی نہیں ہے پھر وہ ہر جگہ ہے۔ اللہ تعالےٰ موجود ہے اور جب اس کی ہستی کا ٹھکانا بیان کیا جائے۔ تو کہا جاتا ہے کہ "سچ کھنڈ" میں . . . . .

. . . . اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ سچ کھنڈ کوئی مادی دیش ہے لیکن وہ ہمیشہ ادیش (لامکان) ہے اور پھر سرب دیشی (ہر جگہ) ہے۔ گورو جی کا وہاں جانا۔ درشن کرنا۔ حکم ملنا۔ خلعت حاصل کرنا۔ سب روحانی امور ہیں۔ ہماری عقل محدود ہے۔ جو دیش (مکان) اور کال (وقت) سے وابستہ ہے ہماری سمجھ میں نہ آسکنے کی وجہ سے یوں بیان کیا جاتا ہے کہ گویا وہ ملاقات جسمانی ملاقات کی طرح ہو رہی ہے۔ گورو نانک جی نے خود بھی اس بات کا پتہ دیا ہے۔ وہاں بلایا جانا سروپاؤ (خلعت) ملنا۔ امرت دان ہونا وغیرہ الفاظ ہمیں سمجھانے کے لئے استعمال کئے ہیں۔[1]"

"گویا کہ گورونانک جی کا خدا تعالیٰ کے دربار میں جانا۔ دیدار پانا۔ اور خلعت حاصل کرنا ایسی باتیں ہیں۔ جن کا اس عالم شہود سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سب روحانی رموز ہیں جو عالم رؤیا یا عالم کشوف سے متعلق ہیں۔ اور ان روحانی رموز کو عام لوگوں کے فہم اور ادراک کے مطابق بنانے کی غرض سے ایسے عام فہم الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ گویا کہ یہ سب کچھ اس مادی دنیا میں آباد لوگوں کی ملاقات کی طرح ہو رہا ہے۔

---

[1] گورونانک پرکاش سمپادت صـ ۳۷۲

ایک عیسائی عالم پادری ڈبلیو ایم رائبرن ایم اے کا بیان ہے کہ :۔

" غالباً انہیں رؤیا ہوئی۔ جو مشرق میں کبھی کبھی دینداروں کو ہوا کرتی ہے۔ اس رؤیا میں نانک نے دیکھا کہ وہ خدا کے حضور میں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گورو نانک پر اس وقت ایک خاص انکشاف ہوا۔ انہوں نے خدا کی آواز سنی جو انہیں دینی کاموں کی دعوت دے رہی تھی"۔[1]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورو جی کے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ :۔

" یقین ہے کہ نانک تھا ملہم ضرور"[2]

یعنی۔ یہ یقینی بات ہے کہ گورو نانک جی صاحب الہام تھے اور خدا تعالے ان سے ہمکلام ہوتا تھا۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سکھوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جن کے نزدیک گورو نانک جی کا رب العزت کے دربار میں جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کی نقل ہے۔ چنانچہ سردار کرم سنگھ ہسٹورین کا بیان ہے کہ :۔

" یہ بتلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ تمام جھگڑا مسلمانوں کی معراج کی روایت کی نقل ہے"۔[3]

ایک سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" اگر مہاتما بدھ نے اپنے گورو کو پڑھایا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالے سے ملنے کے لئے آسمان پر گئے تو جنم ساکھی کے مصنف نے گورو جی کی عظمت جتانے کے لئے اور ان کی روحانی طاقت کی تشہیر کی غرض سے انہیں پاندھے کا استاد ظاہر کیا۔ اور ان سے پاندھے کو پڑھایا۔ اسی طرح ڈیس بپردیش والی ساکھی میں اس نے گورو جی کو

---

[1] سکھوں کے گورو اور ان کی تعلیم صفحہ ۹ [2] ست بچن صفحہ ۴۳
[3] کتک کہ وساکھ صفحہ ۰۲

خدا کے پاس بھیجا۔ یہاں پر ساکھی کے مصنف نے حضرت محمدؐ اور حضرت ابراہیمؑ سے متعلق ساکھیوں کو توڑ مروڑ کر گورونانک جی سے وابستہ کرنے کی کوشش کی"

گویا کہ سکھوں میں ایسے خشک قسم کے وِدوان بھی موجود ہیں کہ جن کے نزدیک گوروجی کا خدا تعالےٰ کے حضور جانا وغیرہ باتیں غلط اور بے حقیقت ہیں اور یہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کی نقل میں وضع کی گئی ہیں۔

خواب یا کشف میں اللہ تعالیٰ کا دیدار

جہاں تک عالم رؤیا یا عالم کشوف میں ربّ العزّت کے دیدار پانے کا تعلق ہے اسے ناممکن یا محال قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ بزرگان دین اور اولیائے کرام کے سوانحی حالات سے عیاں ہے کہ وہ عالم رؤیا اور عالم کشوف میں اپنے رب العزت کا دیدار پاتے رہے ہیں۔ خود حضرت بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ۔ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بھی ایسی روایات پائی جاتی ہیں جن سے یہ امر واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خواب میں اللہ تعالےٰ کا دیدار حاصل ہوا تھا چنانچہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ :۔

رَائیتُ رَبی فی صورۃٍ شابٍ اَمردٍ قططٍ لَہٗ وفرۃٌ
من شعرد فی رجلیہ نعلان من ذھبٍ ؂

ترجمہ : میں نے اپنے رب کو ایک بے ریش نوجوان لڑکے کی شکل میں دیکھا جس کے داڑھی اور لمبے لمبے گھنے بال تھے اور دونوں پاؤں میں سونے کی جوتیاں تھیں۔

گورونانک جی کا یہ فرمان بھی اسی خیال کی تائید کرتا ہے کہ :۔

ؔ دکار دھار ص۱۲ ؔ الیو تیت رحجڑ ھر ص۱۷ ؔ موضوعات کبیر ص۴۶

تیرے بنکے لوئن دنت رلیسالا سوہنے نک جن لمبڑے والا
کنچن کایا سوئنے کی ڈھالا سو ون ڈھالا کرشن مالا جپہو تسیں سہلیو[1]

یعنی:۔ "نرنجن پور کھ تخت پر بیٹھا ہے سفید داڑھی ہے سُرخ لباس ہے سنہری پلنگ ہے اس پر سفید توشک بچھی ہوئی ہے۔ اس پر خالق (ارض وسما) بیٹھا ہوا ہے[2]"

خدا تعالیٰ کا یہ حلیہ بھی درحقیقت عالم کشوف سے ہی متعلق ہے ورنہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ کی کوئی شکل وصورت نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

رأیت ربّ العزّت فی المنام علیٰ صورت اُمّی[3]

یعنی۔ میں نے اپنے ربّ العزّت کو خواب میں اپنی مادر مہربان کی صورت میں دیکھا ہے

اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند سے متعلق بھی یہ روایت مشہور ہے کہ آپ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔ چنانچہ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بچپن کی عمر میں خواب دیکھا تھا کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی گود میں ہیں۔ ان کے دادا صاحب مکرم نے اس خواب کی یہ تعبیر فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہت علم عطا کرے گا اور بہت شہرت دے گا[4]

ایک سکھ ودوان سردار جی بی سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:۔

"صوفی فقیروں کے حالات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ... ... وہ پیغمبر صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دیدار یا عرش پر اللہ تعالیٰ کے دیدار پایا کرتے تھے اور اس بات کا ہونا ناممکن نہیں۔ ... تصوّف کی کتب ان خوابوں میں ہوئے تجربات اور حال اور بے خودی کے دیداروں سے یا (VISIONS) کے حالات سے بھری پڑی ہیں"۔[5]

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ وڈہانس محلہ ا ص ۵۶۷۔ [2] جنم ساکھی گورو نانک ج ۸ ص ۸۔ [3] بحر المعانی ص ۶۲۔ [4] سوانحمری مولوی محمد قاسم صاحب ص ۳۔ [5] رسالہ پنجابی ساہت مارچ ۱۹۴۴ء۔

الغرض جہانتک کسی نیک اور برگزیدہ انسان کے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یا اللہ تعالیٰ کے دیدار پانے کا سوال ہے اسے ناممکن قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ بزرگان دین اور صوفیاء کرام کے سوانحی حالات میں اس قسم کی متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ انہیں خواب یا کشف کے ذریعہ اس قسم کی زیارتیں اور دیدار حاصل ہوئے۔ تاریخ احمدیت میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خدا تعالیٰ کی زیارت کرنا تاریخ احمدیہ کا مشہور واقعہ ہے اس صورت میں اگر یہ تسلیم کیا جائے جیسا کہ خود گورونانک جی نے فرمایا ہے کہ انہیں خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا تھا۔ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ایسا دیدار محال نہیں بلکہ ممکن ہے البتہ ہر خواب تعبیر طلب ہوتی ہے۔ اور اس کا کوئی نہ کوئی مقصد بھی ہوتا ہے اس صورت میں یہ امر قابل غور ہوگا کہ اگر کسی شخص کو عالم خواب یا عالم کشف میں چولہ حاصل ہو تو اس کی کیا تعبیر ہوگی۔ جب ہم اس بات کے پیش نظر تعبیر الرویا کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص خواب میں یہ دیکھے کہ اسے چولہ دیا گیا ہے یا چولہ پہنایا گیا ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اس کی زندگی کا بیشتر حصہ سفروں میں گزرے گا جیسا کہ مرقوم ہے کہ:-

"قباء پوشاک۔ لباس امراء کا ایک خاص قسم کا لباس۔ جو دوہرا ہوتا ہے۔
ابن سیرین رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبا موٹے کپڑے کی خواب میں پناہ اور قوتِ سفر ہوتی ہے۔"[1]

یہ تعبیر بھی گورونانک جی کے بابرکت وجود میں پورے طور پر صادق آتی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سفر کی قوت ایسی بخشی تھی کہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ آپ نے سفروں میں ہی گزار دیا۔ اور ان سفروں میں بھی گوروجی زیادہ تر اسلامی ممالک میں ہی رہے۔ جیسا کہ

---

[1] کامل التعبیر ۲۶۰

ایک سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ :۔

"گورونانک جی نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ اسلامی ممالک میں ہی بسر کیا ہے۔"[1]

ایک سکھ ودوان نے گوروجی کے سفروں سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"آپ نے پرچار کے کاموں میں بڑے دکھ اٹھائے۔ ان دنوں جبکہ سٹیمرز، ہوائی جہاز اور ریلیں تو کجا پکی سڑکیں بھی نہیں تھیں۔ اور راستوں میں ندیاں، پہاڑوں، ڈاکوؤں، راکشوں، اور خونخوار جانوروں سے بھرپور جنگل۔ سمندر۔ ریگستان۔ دلدلیں۔ گڑھے وغیرہ تھے۔ دور دراز کے ممالک کا سفر کیا۔ چالیس سال تک دور دراز کے ممالک جاکر اور لوگوں کی مادری زبانیں سیکھ کر ان کے دیشیوں کی زبان میں تبلیغ کی۔ انہیں خدا تعالےٰ سے واصل ہونے کا راہ بتاتے ہوئے زندگی گزار گئے۔"[2]

الغرض اللہ تعالےٰ نے گورونانک جی کو خواب میں چولہ دے کر یہ بتلادیا تھا کہ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ سفروں میں ہی گزرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان سفروں میں بھی حضور نے زیادہ تر سفر سکھ ودوانوں کے بقول اسلامی ممالک کے ہی کئے اور مسلمانوں سے اپنا تعلق واضح کیا ہے۔

پس کسی بزرگ کا خواب میں اللہ تعالےٰ کا دیدار پانا۔ یا کوئی چیز حاصل کرنا ایسی باتیں ہیں کہ جن سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے راستباز اور صداقت شعار بزرگ گزرے ہیں جن پر یہ کیفیت طاری ہوتی رہی۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کا دیدار پاتے رہے ہیں[*]۔ البتہ

---

[1] گوردگرنتھ تے پنتھ منڈ [2] رسالہ "امرت" امرتسر نومبر ۱۹۳۶ء

[*] اس بارہ میں ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کو ایک بچہ کی شکل میں دیکھا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔
"میں نے سولہ مرتبہ خدا تعالےٰ کے درشن کئے ہیں اور کئی مرتبہ بات چیت بھی کی ہے ..... میں نے دیکھا کہ ایک دھواں سفید رنگ کا میرے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا ایک انسانی شکل کا آدمی بن کر میرے سامنے تقریباً چار فٹ کے فاصلہ پر کھڑا ہوگیا اور مجھے فرمایا کہ:۔
"تیری یہ حالت دیکھ کر میں خود بڑا پریشان ہو رہا ہوں کہ میں تجھے کس طرح یقین دلاؤں کہ اگر تو میرے ساتھ محبت کرتا ہے تو میں بھی تجھ سے پیار کرتا ہوں ..... اسی طرح خدا تعالےٰ نے اور متعدد باتیں کیں اور میری گود میں ایک بچہ بن کر بیٹھ گئے ..... میرے دل میں اس وقت پیار کی لہریں بڑے زور سے ٹھاٹھیں مار رہی تھیں۔ میں نے خدا کو اپنے سینے سے لگایا اور بہت پیار کیا" (گورمت پرکاش فروری ۲۰۰۰ء)
خدا تعالےٰ کو اس طرح بچہ کی شکل میں دیکھنے کا تعلق بھی اس مادی دنیا سے تسلیم نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مادی لحاظ سے ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔

اس بارہ میں یہ امر ضرور قابل غور ہوگا کہ خواب یا کشف میں نظر آنے والی اللہ تعالےٰ کی شکل اور صورت کو مادی اور حقیقی شخص قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ تو محض ایک تمثیلی شکل ہوتی ہے جس کا تعلق خاص اس نیک بندے کی اپنی حالت سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ غیر مجسم، لا محدود، لا مکان اور لطیف در لطیف اور وراء الوریٰ ہے۔ وہ کسی انسان کو خواب یا کشف کے ذریعہ متمثل ہو کر ہی دکھائی دیتا ہے اور اس کا اس طرح متمثل ہونا ہر صاحب کشف یا صاحب رؤیا کی اپنی روحانی حالت کے مطابق ہوتا ہے۔

ایک سکھ ودوان نے تمثیلی شکل و صورت سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"لنگ شریر (یعنی تمثیلی جسم) انسانی جسم کی طرح ہی نظر آتے ہیں۔ مگر وہ ہڈیوں اور چمڑے کے محسوس اور مادی جسم نہیں ہوتے۔"[1]

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب کوئی شخص خواب یا کشف میں کسی تمثیلی نظارے یا شکل کو دیکھتا ہے تو وہ یہی محسوس کرتا ہے کہ گویا کہ وہ مادی نظارے اور مادی شکلیں ہیں، اسی وجہ سے رُؤیا یا خواب میں ہونے والے اللہ تعالےٰ کے دیدار کو انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی مادی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس بارہ میں گورو گرنتھ صاحب کا یہ ارشاد ہے کہ

"تھہ بھیا پرگاس مٹیا اندھیارا جیوں سورج رَیْن کراکھی
اوشٹ اگوچر الکھ نرنجن سو دیکھیا گورمکھ آکھی"[2]

یعنی۔ وہاں روشنی ہو جاتی ہے۔ اور اندھیرا مٹ جاتا ہے۔ جس طرح کہ سورج رات کے اندھیرے کو دُور کر کے دن چڑھا دیتا ہے اور نہ نظر آنے والے وراء الوریٰ لطیف سے لطیف اور انسانی عقل اور سوجھ بوجھ سے بلند و بالا خدا تعالےٰ کو نیک بندے مرشد کامل کے توسط سے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ :۔

---

[1] گورونانک پرکاش سپارت ص ۷۹۹ [2] گورو گرنتھ صاحب راگ سری کی وار محلہ ۴ ص ۸۷

اندر اندر گھٹنا ہیں سو پربھ ڈٹھا رام [1]
کہ نانک ہر سہیوں من مانیا سو پربھ نینی ڈٹھیا

اس سلسلہ میں یہ حقیقت بھی بیان کی گئی ہے کہ :۔

لوین لوئنی ڈٹھ پیاس نہ بوجھے مو گھنی
نانک سے اکھڑیاں بئین جنی ڈسندو ماپری [2]

گورو گرنتھ صاحب کے ان مندرجہ بالا شبدوں میں بھی خدا تعالےٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کا خدا تعالےٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا بیان کیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ وہ ان مادی آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ محض روحانی آنکھیں ہی اسے دیکھ سکتی ہیں گورو گرنتھ صاحب میں انسانوں کی اس روحانی آنکھ کو تیسری اور دل کی آنکھ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

اندھا سوئے جے اندھ کماوے تس ردے سہ لوچن ناہیں [3]

یعنی :۔

"تیسری آنکھ۔ تقویٰ کی عقل۔ جس کے دل میں روشنی نہیں ہوتی۔ روحانی علوم" [4]

گورو گرنتھ صاحب کے ایک اور مقام پر یہ کہا گیا ہے کہ :۔

دھن سو تیرے بھگت جنی توں ڈٹھا [5]

یعنی۔ اے مولا تیرے وہ نیک اور مقدس بندے مبارکباد کے مستحق ہیں جنہیں تیرا دیدار نصیب ہو۔

گورو گرنتھ صاحب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ خدا تعالےٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے صرف

۱؎ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ آسا۔ محلہ ۵ ص۴۵۲
۲؎ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ وڈہنس چھنت محلہ ۵ ص۵۷۷ دماروں کی وار محلہ ۵ ص۱۰۹۹
۳؎ گورو گرنتھ صاحب۔ وار ملار سلوک محلہ ۱۔ ص۱۲۸۹ ۴؎ گورمت پربھاکر ص۱۵۹
۵؎ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ رام کلی کی وار۔ محلہ ۵ ص۹۶۵

خدا تعالیٰ کا دیدار ہی نہیں پایا کرتے بلکہ اپنے ربّ العزّت سے عزت کا خلعت بھی حاصل کیا کرتے ہیں، چنانچہ گورونانک جی فرماتے ہیں کہ:

ست گور سیوے آپنا ہوں سد قربانے تاس
کھڑ درگاہ پہنائیے مکھ ہرنام نواس [1]

یعنی۔ جو لوگ اپنے خالق اور مالک اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار ہیں میں ان کے ہمیشہ یا سو بار قربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیک بندوں کو اپنی درگاہ بلا کر خلعت بخشتا ہے

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں گورو جی کے اس مندرجہ بالا شبد کے پیش نظر یہ بیان کیا گیا ہے کہ:۔

"رب کے حضور (انہیں) لے جا کر اپنی عزّت کی پوشاک پہنائی جاتی ہے" [2]

ایک اور مقام گورو جی نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

سچّی کارے سچ ملے گورمت پلے پائے
نانک در پر دھان سو درگاہ پیدھا جائے [3]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں درگاہ پیدھا جائے کے یہ معنے مذکور ہیں کہ:۔ "عزت کا لباس پہنایا جاتا ہے" [4]

اس بارہ میں ایک اور مقام پر یہ بھی مرقوم ہے کہ:۔

جن کو ہو آکر پال ہرسے ست گور پیریں پاہیں
تن ایتھے اودھے مکھ اُجلے ہر درگا پیدھے جاہیں [5]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں اس کے یہ معنے مذکور ہیں کہ:۔

---

[1] گورو گرنتھ صاحب۔ سری راگ محلہ ا ص۲۱ [2] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص۲۱
[3] گورو گرنتھ صاحب سری راگ۔ محلہ ا ص۱۹ [4] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص۱۹
[5] گورو گرنتھ صاحب۔ راگ سری کی وار۔ محلہ ۴ ص۸۹۔

"وہ اس جہان اور اگلے جہان سرخرو ہیں۔ سروپائے کرعزت کے ساتھ"

گورو گرنتھ صاحب کے ان مندرجہ بالا اقوال میں بھی خدا تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ لوگوں کا اپنے رب العزت کے دربار میں رسائی حاصل کرنا اور سروپاؤ (خلعت) پانا بیان کیا گیا ہے۔ اور گورو نانک جی اس بارہ میں خود صاحب تجربہ بھی تھے۔ کیونکہ انھوں نے اپنے رب العزت کے دربار میں رسائی حاصل کی تھی۔ اور خلعت پایا تھا۔ جس پر قرآن شریف کی آیات درج تھیں۔ اور گورو جی کا وہ خلعت ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور (بھارت میں) آج بھی سکھوں کے پاس موجود ہے۔ الغرض اس تمام بحث کا خلاصہ اور نچوڑ یہی ہے کہ سکھ کتب اور خود گورو نانک جی کے اپنے بیان کردہ کلام سے ثابت ہے کہ آپ کو (خواب میں) اپنے ربّ العزّت کا دیدار نصیب ہوا تھا۔ اور ایک خلعت ملا تھا جسے چولہ صاحب کے نام سے موسوم کیا گیا۔

یاد رہے کہ سکھ کتب میں خوابوں سے متعلق یہ حقیقت بالصّراحت بیان کی گئی ہے کہ انہیں بھی قدرت نے علم بخشنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں تو اس بارہ میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ:۔

کب دیکھوں پربھ آپنا آتم کے رنگ
جاگن تے سپنا بھلا بسیئے پربھ سنگ [۲]

یعنی میں روحانی رنگ میں اپنے ربّ العزّت کو کب دیکھ سکتا ہوں۔ اس بیداری سے وہ خواب بدرجہا بہتر ہے جس میں انسان کو اپنے خالق اور مالک اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو اور قرب حاصل ہو۔ اس بارہ میں گورو گرنتھ صاحب کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:۔

[۳] سجن مکھ انوپ اٹھے پہر نہالساں ۔ سُتڑی سو سہُ ڈِٹھ تے سپنے ہوں کھنیۓ

یعنی۔ سوتے میں انسان غیر مجسم لطیف اور لامحدود خدا تعالیٰ کے درشن کر سکتا ہے۔ اور میں نے بھی نیند کی حالت میں اپنے ربّ العزّت کو دیکھا ہے اور میں ایسے خواب پر قربان ہوں۔

---

[۱] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۹۔ [۲] گورو گرنتھ صاحب راگ بلاول محلہ ۵ صفحہ ۸۱۶ [۳] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو کی وار محلہ ۵ صفحہ ۱۱۰۰

ایک سکھ وِدوان نے خوابوں سے متعلق یہ حقیقت بیان کی ہے کہ :-

"کبھی کبھی خواب اصلیت کو واضح کرتے ہیں اور آنے والے واقعات سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ تمام خواب جھوٹے اور فضول نہیں ہوتے۔"[1]

ایک اور ودوان رقم طراز ہیں کہ :-

"خواب سب کے سب جھوٹے نہیں ہوتے اور انسانی خبر رسانی کے کئی روحانی طریق قدرت نے مقرر کئے ہوئے ہیں جنہیں بے پرواہی سے معجزہ یا وہم قرار دے کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اور ان پر غور نہیں کیا جاتا۔"[2]

نامدھاری سکھوں کے رسالہ "ست جگ" نے حال ہی میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"خوابوں کو اچھا نہ سمجھنے والی کو کیا معلوم تھا کہ یہ خواب کیا کیا رنگ دکھاتے ہیں۔ کہاں کہاں لے جاتے ہیں۔ کن کن پریتم کی گلیوں کے درشن کراتے ہیں۔"[3]

مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے خوابوں کے بارہ میں یہ اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ :-

"کئی نیک مردوں اور عورتوں کو سچے خواب ..... آتے ہیں۔ الغرض یہ مخفی طاقت ہے اکاش بانی امرت کا جھرنا۔ الہام روحوں وغیرہ کی کئی شکلوں میں یہ گپت شکتی (مخفی طاقت) ظاہر ہوتی ہے۔"[4]

اس بارہ میں قرآن شریف میں یہ ارشاد ہے کہ :-

ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیاً او من وراۓ
حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم[5]

یعنی۔ اللہ کا یہ طریق ہے کہ وہ اپنے بندوں پر اپنے روحانی علوم وحی لقاء۔ اور رؤیا اور کشوف کے ذریعہ ظاہر کیا کرتا ہے۔ وہ کسی سے بھی دو بدو باتیں نہیں کرتا۔ مفسرین نے

---

[1] رسالہ زگینا امرت سر دسمبر ۱۹۵۱ء گلغید ھر جتیکار ص ۳۷۲ [2] خالصہ سماچار امرت سر ۱۸ اپریل ۱۹۴۶ء [3] رسالہ ست جگ ۲۱ جنوری ۱۹۶۱ء
[4] رسالہ سنت سپاہی امرت سر اپریل ۱۹۵۱ء [5] سورۃ شوریٰ ع ۵ پ ۲۵)

من ورائ حجاب کے معنے عام طور پر رؤیا اور کشوف کے ذریعہ علم کا حاصل ہونا بیان کئے ہیں کیونکہ رؤیا اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ گویا کہ ان کے ذریعہ پردہ میں اللہ تعالےٰ اپنے علوم کا اظہار کرتا ہے۔

گورونانک جی کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ سلطان پور میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گئے اور جماعت میں شامل ہوئے تو نصف نماز ادا ہونے کے بعد گوروجی کو اللہ تعالےٰ نے بذریعہ کشف اس بات کا علم دے دیا کہ قاضی صاحب اور نواب صاحب دونوں ہی حضوری قلب سے نماز ادا نہیں کر رہے۔ اس لئے آپ اس وقت نماز سے الگ ہو گئے چنانچہ گمیانی گیان سنگھ جی کا بیان ہے کہ :-

ستادہ ہوئے جب کہ نصف نماز کیا قلب نواب کا کشف راز[1]

سردار گورمکھ سنگھ جی ناظم پٹیالہ نے لکھا ہے کہ

"آپ بسم اللہ پڑھکر جماعت کے ساتھ کھڑے ہو گئے لیکن عین حالت سجود میں الگ جا بیٹھے۔"[2]

گویا کہ گوروجی نماز کے خلاف نہ تھے۔ اگر آپ نماز کے خلاف ہوتے تو بسم اللہ پڑھکر جماعت کے ساتھ کھڑے نہ ہوتے۔ ہاں آپ نے ریاکاروں کے ساتھ نماز پڑھنا مناسب نہ سمجھا۔ اور خدا تعالےٰ کے اس فرمان کو ملحوظ رکھا

واركعوا مع الراكعين[3]

یعنی : خالص پرستش کرنے والوں سے مل کر خدا کی خالص پرستش کرو[4]

اسیطرح کا ایک اور واقع ایک سکھ وروان سنت آتما سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ :- "ایک بار ایک پٹھان نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کی خادمہ سے کسی نے دریافت

---

[1] تواریخ گورو خالصہ اردو ص۲ [2] نانک پرکاش اردو مصنفہ گورمکھ سنگھ ص۵۲ [3] قرآن شریف سورہ بقرہ ع۵
[4] تفسیر صغیر ص۱۲ ۔

کیا کہ میاں صاحب کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ کچھ خریدنے گئے۔ وہ پٹھان چونکہ نماز پڑھ رہا تھا اس لئے (اس کی بات سُن کر) چپ رہا۔ اس نے نماز سے فارغ ہو کر خادمہ کو بلایا کہ تُو نے جھوٹ کیوں بولا ہے۔ میں تو نماز پڑھ رہا تھا۔ اور تجھے معلوم تھا۔ اس خادمہ نے کہا آپ نے نماز کے دوران عراق میں گھوڑے خریدنے کی طرف توجہ پھیری ہوئی تھی اس لئے میں نے سچ کہا ہے۔"[1]

گویا کہ اس خادمہ کو کشفی طور پر علم ہو گیا کہ خان صاحب خالص نماز ادا نہیں کر رہے تھے اس سے یہ امر واضح ہے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے سکھ وِدوانوں کے بقول گورونانک جی کو کشف کے ذریعہ اس امر کی اطلاع کر دی تھی کہ نواب دولت خان اور اس کا قاضی حضورِ قلب سے نماز ادا نہیں کر رہے۔ اسی طرح اس پٹھان کی خادمہ کو بھی کشف کے ذریعہ اس سے آگاہ کر دیا تھا کہ خان صاحب نماز کے لئے مصلّٰی پر کھڑے تو تھے مگر ان کی توجہ عراق میں گھوڑے خریدنے کی طرف تھی۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کشوف کے ذریعہ اس قسم کی اطلاعیں دیتا رہا ہے۔

الغرض ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ سکھ وِدوانوں نے بھی خوابوں کو علوم حاصل کرنے کا ایک ذریعہ سمجھا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طریق سے اپنے نیک بندوں کو بہت سے علوم اور گیان بخش دیا کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ اور نیک بندے جو خواب دیکھتے ہیں۔ وہ محض خواب خیال ہی نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے ساتھ حقیقتوں کو لئے ہوتے ہیں[2]۔ اسی لئے بسا اوقات وہ اپنے ان خوابوں کو ظاہرہ طور

---

[1] ساکھی پردان صفحہ ۵۲۶

[2] مشہور سکھ وِدوان بھائی دیر سنگھ جی نے اپنی مشہور و معروف تصنیف "سبھاگ جی" میں جو ہمارے زمانہ میں سسٹم ۱۹۳۱-۳۲ میں گیانی کے کورس میں بھی شامل تھی۔ بیان کیا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کی اہلیہ محترمہ کو خواب کے ذریعہ پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ گورو صاحب کے جملہ بیٹے مارے جا ئیں گے (ملاحظہ ہو سبھاگ جی دا سدھار صفحہ ۱) نیز ماتا سھرائی جی کو ان کی وفات کی خبر مرنے سے پہلے خواب میں مل گئی تھی (ملاحظہ ہو سبھاگ جی دا سدھار صفحہ ۲۵-۱۲۷) رام رائے کے عقیدتمندوں کی روایت ہے کہ رام رائے کو ان کی سوتیلی والدہ نے پیدا ہوتے ہی زمین میں زندہ دفن کر دیا تھا گورو ہر رائے جی کو یہ سب ماجرا خواب کے ذریعہ معلوم ہو گیا تھا انہوں نے گڑھا کھود کر اسے زندہ نکالا تھا (ملاحظہ ہو رام رائے چمتکار صفحہ ۱۱ جنتکاری گنج نو در رام رائے صاحب صفحہ ۵ گورو رام رائے کا سنکھیپت جیون صفحہ ۵) گیانی گیان سنگھ جی نے بھی خواب کے ذریعہ حقیقت کا علم حاصل ہونا تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۰۶)

پر پورا کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔

باوا ابہال سنگھ جی بھلے نے گورونانک جی کا عالم کشف میں خدا تعالےٰ سے ملاقات کرنا اور چولہ پانا اور عالم کشف میں حاصل شدہ اس چولہ کا عالم شہود میں ظاہر ہونا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:۔

"نرنکار جی نے بذریعہ الہام حکم دیا کہ اے نانک جی تم میرے پاس آؤ۔ تب گوروجی مہاراج کی سمادھی لگ گئی۔ (یعنی مراقبہ میں چلے گئے) جسم مبارک ایک تصویر کی طرح نظر آنے لگا اور گورو صاحب اپنے باریک سروپ میں جس کو دید میں سوکھشم (لطیف) سریر کہتے ہیں سچ کھنڈ میں تشریف لے گئے اور آستان بوس درگاہ مقدس ہوئے۔ تب نرنکار نے کہا کہ اے نانک جی تم میری آرتی کرو۔ تب گوروجی نے راگ دھناسری میں ایک شبد آرتی بحضور کردگار دست بستہ عرض کی ... ... آرتی سری کرتار پروردگار نے سنی۔ مہربان ہوئے۔ ایک خلعت فاخرہ بخشا۔ حضور نے گلے میں پہن لیا۔ جس قبا پر بے شمار حروف علوم عرب و سنسکرت وغیرہ کے لکھے ہوئے تھے[1] جو کہ کسی عالم فاضل سے پڑھے نہیں جاتے تھے۔ بے شک وہ علوم[2] جس قدر دنیا کے تختہ

---

[1] باوا ابہال سنگھ جی نے چولہ پر سنسکرت کا لکھا ہونا بھی بیان کیا ہے۔ یہ بات انہوں نے جنم ساکھی کے کسی ایڈیشن کی بنا پر لکھی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ چولہ صاحب پر سوائے عربی میں قرآن کی آیات کے سنسکرت وغیرہ کا ایک لفظ بھی نہیں ہے البتہ قرآن کریم کی آیات موٹے اور باریک قلموں سے عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں میں ضرور لکھی ہوئی ہیں۔ عین ممکن ہے عربی زبان اور اس کے مختلف رسم الخطوں سے ناواقف لوگوں نے الگ الگ زبانیں سمجھ لی ہوں۔ باوا ابہال سنگھ کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ سکھ انہیں پڑھ نہیں سکے۔ ہم نے خود اس چولہ صاحب کے ۲ دو مرتبہ پاکستان بننے سے قبل ڈیرہ بابا نانک جا کر درشن کئے ہیں اس پر سوائے عربی کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ٭

[2] قرآن شریف سے ناواقف اور عربی زبان سے نابلد لوگوں کا چولہ صاحب پر درج شدہ قرآن شریف کی آیات کو پڑھ نہ سکنا کوئی عجیب بات نہیں اس بارہ میں سردار جی بی سنگھ جی ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل نے بیان کیا ہے کہ اکثر سکھ قرآن شریف پڑھنے سے قاصر تھے جب کہ انہوں نے گورو ہرسہائے کے قرآن شریف کے ذکر میں بیان کیا ہے کہ:۔
" پنجاب میں ان (یعنی گورونانک جی کے) دنوں میں عربی نسخ کا رواج تھا جس کی نستعلیق شکل فارسی کتابی حروف تھے اور خط کتابت میں شکستہ حروف استعمال کئے جاتے تھے گورمکھی اور شاستری جاننے والے جو پوتھی کو پڑھنے کے لئے بلائے گئے ہوں وہ ضرور عربی یا شکستہ کے پڑھنے سے قاصر ہوں گے حقیقت میں یہی وجہ ان کی نہ پڑھ سکنے کی ہے۔" (پراچین بیڑاں ص۱۶)

پر ہیں۔ ملا کہ حروف مرکب ہیں اپنی ذات پور صفات کی حکایات منظم روایات مقدس اس چولہ یعنی پیراہن پر شہنشاہ حقیقی کے کاتب قدرت سے لکھے ہوئے تھے اور اکال پورکھ نے بھی ارشاد فرمایا کہ اے نانک صاحب اب تم دُنیا کو ہدایت کرو۔ ... ...

سری بالا جی سناتے ہیں کہ اس قدر گفتگو و ملاقات کے بعد سری گوروجی اپنے جسم استھول مبارک میں تشریف لائے۔ جب مہاراج نے اپنی بیرونی چادر کو جسم شریف سے پلٹا تو چولہ مذکورہ بالا کو دیکھ کر میں اور مردانہ دنگ رہ گئے اور نرنکار کے رنگ میں محو و مدہوش ہو گئے۔ سری حضور کے چہرے کا رنگ ہزار ہا جواہر و لال کندن طلاء سے بھی زیادہ چمک دمک مار رہا تھا وہ چولہ۔ قبا جس کو پنجابی میں چولہ صاحب کہتے ہیں۔ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں نزد بیدی صاحبان کے ہے۔ اب وہ آئینہ وار صندوق میں بند ہے۔ جو عام و خاص درشن کرتے ہیں۔"[1]

اس مندرجہ بالا اقتباس میں یہ بات بالصراحت اور بالتفصیل بیان کی گئی ہے کہ گورو نانک جی کو مراقبہ کی حالت میں یعنی عالم کشف میں اپنے خالق اور مالک خدا تعالےٰ کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایک چولہ خلعت کے طور پر دیا اور گوروجی نے اسے زیب تن کر لیا۔ اور جب گوروجی عالم کشف سے عالم شہود میں لوٹے تو وہ چولہ بھی وجود میں آگیا اور گوروجی کے دونوں ساتھی بھائی بالا اور بھائی مردانہ یہ نظارہ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ گوروجی کا وہ مقدس چولہ اب ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں بیدی صاحبان کے پاس موجود ہے اور سکھ لوگ بڑی عزت اور عقیدت سے اس کے درشن کرتے ہیں۔ بیدی انوپ سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" ایک دن گوروجی وئیں ندی میں جو کہ سلطان پور کے نزدیک ہی بہتی ہے نہانے کے لئے گئے جب اس وئیں ندی میں غوطہ لگایا تو تین دن الوپ رہے ... آپ خدا تعالےٰ

---

[1] خورشید خالصہ اردو صفحہ ٦٣

کے حضور گئے تو گورو مہاراج کو نرنکار کے پاس مول منتر اور اداسی لباس کی چھ[۱] چیزیں سری چولہ صاحب سیلی۔ ٹوپی۔ مالا۔ پوتھی۔ اور کھڑائیں حاصل کر کے تیسرے دن باہر آ گئے[۱]

سکھ دروانون کے بقول یہ چولہ تو ڈیرہ بابا نانک میں محفوظ ہے مگر سیلی اور ٹوپی انند پور صاحب میں ہے۔ اور مالا پوتھی اور کھڑائیں گورو سر سہائے میں ہیں[۲]۔

بہت ممکن ہے کہ موجودہ زمانہ کے مادہ پرست اور خدا تعالےٰ سے دور انسان جو ہر بات میں عقل کو حاکم بناتے ہیں اور دین کو بھی اپنی ناقص عقل کے تابع لانے میں کوشاں رہتے ہیں اس امر کو محال سمجھیں اور اس امر پر ہنس دیں کہ بھلا خواب یا کشف میں حاصل شدہ کوئی چیز بھی عالم شہود میں وجود اختیار کر سکتی ہے۔ کیونکہ ایسی اشیاء تو خواب یا کشف کی حالت بدلتے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس مادی دُنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن کشفی اور روحانی رموز سے واقف خدا تعالےٰ کے نیک بندے اور فرستادے خوب جانتے ہیں۔

کہ پردے میں قادر کے اسرار ہیں　　　کہ عقلیں وہاں ہیچ و بے کار ہیں

اسلامی لٹریچر اور خود سکھ کتب سے اس قسم کے متعدد مثالیں ملتی ہیں کہ خدا تعالےٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کو خواب یا کشف میں حاصل شدہ اشیاء کئی بار اس مادی دُنیا میں بھی وجود اختیار کر جاتی رہی ہیں تا یہ بات لوگوں کے مشاہدہ میں آسکے کہ اللہ تعالےٰ قادر مطلق ہے اور اسے سب قدرتیں حاصل ہیں۔ وہ نیست سے ہست بھی کر سکتا ہے چنانچہ حضرت اسمٰعیل شہید بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ حضور تین کھجوریں ایک ایک تناول فرما رہے ہیں۔ جب حضور بیدار ہوئے تو مونہہ میں کھجوروں کا ذائقہ موجود تھا[۳]۔ نیز تذکرۃ الاولیاء میں مرقوم ہے کہ عبداللہ جلاءؒ ایک مرتبہ بھوکے پیاسے مدینہ شریف پہنچے اور اسی حالت میں بغیر کچھ کھاتے پیے سو گئے۔ رات

---

۱ ساکھی سری چولہ صاحب ص۲، ۲ ساکھی سری چولہ صاحب ص۵ بہ ۳ صراط مستقیم مجتبائی ص۱۷۵

کو خواب میں آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضورؐ نے آپ کو ایک روٹی دی۔ عبداللہ جلاء نے خواب میں آدھی کھالی اور آدھی بچ گئی۔ جب وہ جاگے تو وہ بقیہ آدھی روٹی ان کے ہاتھ میں تھی۔[1] اسی طرح کا ایک واقعہ حسن بصری سے بھی پیش آیا تھا جو یہ تھا کہ اُن کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہتا تھا۔ وہ بہت بیمار ہوگیا آپ اس کی تیمارداری کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے تلقین کی کہ وہ اسلام کو قبول کرلے اور آتش پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کا پرستار بن جائے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی طرف متوجہ ہو تو اس نے کہا آپ اسے ایک چٹھی لکھ دیں کہ اللہ تعالےٰ اس کے سابقہ گناہوں کے لئے اس سے کوئی باز پرس نہ کرے اور کوئی عذاب نہ دے۔ اس صورت میں وہ مسلمان ہونے کے لئے تیار ہے چنانچہ آپ نے ایسی چٹھی لکھدی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہوگیا۔ اور وہ چٹھی اس کی وصیّت کے مطابق اس کے ساتھ ہی دفن کردی گئی۔ جب حسن بصری صاحب اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے اور گھر لوٹے تو رات کو سوتے وقت انہیں خیال آیا کہ انہیں ایسی تحریر دینے کا کوئی حق نہ تھا یہ تو بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے اسی فکر میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ رات کو انہوں نے خواب میں اس نومسلم سے ملاقات کی۔ وہ بہت خوش و خرّم تھا اس نے وہ چٹھی آپ کو لوٹا دی، اور کہا کہ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جملہ گناہ بخش دیئے ہیں اور اسے اپنی آغوش رحمت میں لے لیا ہے۔ آپ نے وہ چٹھی واپس لے لی۔[2] جب آپ بیدار ہوئے تو وہ چٹھی ان کے ہاتھ میں تھی۔ گویا کہ دفن شدہ چٹھی انہیں خواب میں ملی اور ان کے بیدار ہونے پر اس عالم شہود میں بھی وجود اختیار کر گئی۔

اس قسم کی اور بھی متعدد مثالیں اسلامی لٹریچر میں موجود ہیں اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے ایسے معجزے دکھاتا رہا ہے۔

---

[1] تذکرۃ الاولیاء ص ۳۷۴ [2] تذکرۃ الاولیاء ص ۲۰

سِکھ کتب کی رُو سے عالم کشوف میں حاصل شدہ چیزوں کا عالم شہود میں وجود اختیار کرنا

سِکھ کتب میں بھی اس قسم کی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ خواب یا کشف میں حاصل شدہ چیزیں یا ان کے اثرات اس مادی دنیا میں بھی وجود اختیار کر جاتے رہے ہیں۔ چنانچہ سِکھ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ گورو نانک جی جب بغداد تشریف لے گئے تھے تو وہاں انہوں نے پیر صاحب کے بیٹے کو آنکھ جھپکنے میں لاکھوں آسمان اور لاکھوں زمینیں دکھادی تھیں اور واپسی پر اپنے ساتھ گرم گرم حلوہ کی ایک کڑاہی بھی لائے۔ اور وہ گرم گرم حلوہ وہاں بیٹھے لوگوں نے بھی کھایا۔ چنانچہ بھائی گورداس جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

نال لیتا بیٹا پیر دا اکھیں میٹ گیا ہوائی   لکھ آکاش پتال لکھ اکھ پھرک وچ سب دکھلائی

بھر کچکول پرشاد دا دھروں پتالوں لئی کڑاہی   ظاہر کلا نہ چھپے چھپائی [1] *

---

[1] واراں بھائی گورداس وار یکم پوڑی ۳۶

* بھائی گورداس جی کے اس بیان پر ایک سِکھ ودوان نے یہ تنقید بھی کی ہے کہ :-

"بغداد میں دستگیر کے بیٹے کو گورو مہاراج نے یہ گیان کروا دیا کہ اکاشوں اور پتالوں (یعنی زمینوں اور آسمانوں) کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ یہ بے شمار ہیں۔ اگر گیانی جی کی دلیل کو درست تسلیم کر لیا جائے کہ "دھروں پتالوں لئی کڑاہی" سے مراد سب سے نچلے پتال سے ہے تو اس سے گورو جی کا اپنا سدھانت ردّ ہو جائے گا۔ گورو جی نے تو کوئی بھی آخری کا پتال تسلیم نہیں کیا۔ صرف بے شمار یا لاکھوں ہی بیان کئے ہیں "نال لیتا بیٹا پیر دا" کا واضح مطلب یہی ہے کہ گورو جی نے اسے دلیل سے لاجواب کر کے اپنے ہم خیال بنالیا۔ اپنے ساتھ لے لیا۔ اور اسے لاکھوں آسمان اور لاکھوں زمینیں اسلامی دین سے آنکھیں بند کر کے نظر آنے لگے۔ اور گورو جی کا تیار کردہ حلوہ کس نے کھایا۔ یہی گورو جی کا معجزہ ہے" (اخبار جتھیدار ۳۰ اگست ۱۹۶۸ء)

یہ خوب تاویل کی گئی ہے۔ مگر یہ درست نہیں کہ بے شمار جہانوں کا عقیدہ اسلام کے خلاف ہے۔ بلکہ یہ عین اسلام ہے قرآن شریف کی پہلی آیت میں ہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام تعریفوں کا مستحق بے شمار جہانوں کا رب ہے جس نے بے انت اور ان گنت جہان پیدا کئے ہیں۔ ایک سِکھ ودوان گیانی اودھم سنگھ جی کے بقول تو خود گورو نانک جی نے بھی لاکھوں زمینوں اور لاکھوں آسمانوں کے ثبوت میں قرآن شریف سے ہی سند پیش کی تھی۔ (ملاحظہ ہو سچا گورو صفحہ ۱۸۲) پس یہ بات اسلام کے خلاف نہیں بلکہ عین اسلام ہے اسے اسلام کے خلاف سمجھنا اسلام سے ناواقفیت بہم پہنچانا ہے۔

بھائی گورداس جی کے علاوہ اور بھی متعدد سکھ مصنفین نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔[1] بعض نے تو اس کا تعلق عالم کشف سے ہی تسلیم کیا ہے۔ ان کے نزدیک عالم شہود سے اس کا کوئی واسطہ نہیں ہے کیونکہ عالم شہود میں آنکھ جھپکنے کے وقفہ میں لاکھوں آسمانوں اور لاکھوں زمینوں کو دیکھنا یا وہاں پہنچنا ممکنات میں سے نہیں ہے۔ ان کے نزدیک گورو جی پیر کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے کر کہیں بھی نہیں گئے تھے۔ بلکہ وہاں بیٹھے بیٹھے ہی مراقبہ کی حالت میں لاکھوں آسمان اور لاکھوں زمینیں اسے دکھلادی تھیں۔ اور کشف یا مراقبہ میں حاصل شدہ جلوہ عالم شہود میں بھی وجود میں آگیا تھا جیسا کہ بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ :۔

کیہو کر لوچن موندو دوئی ! چھو جو دیکھ لیؤ اب سوئی
مُندرت نین کئے تن جب ہی اپر اکاش دکھائیو تب ہی
کتک دوس تہہ بیچ وہارے بہر اورنبھ ماہیں پدھارے

... ...

تؤ تپا نشچے آدہے جیسے کارج کرہو اب تب ایسے
سنگت میں پنجامرت ہوئی تہہ لے کر چلیئے سوئی

... ...

جب کچکول پور تہہ لینا سری گور پیر پیالن کینا
بوجھن کین پیر ست تائیں لکھ پتال نبھ دیکھے جائیں
کے نفیر تے جھوٹھ الائے ہٹ کے تورن تم چل آئے
دست گیر سن ادھبت بانی بسم رہیو کچھو بات نہ بھانی
ایہہ نہال گھٹکا بیتی کوڈ بیٹھے رہے اٹھے نہ دوڈ[2]

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا ص ۵۴۳۔ جنم ساکھی اردو ص ۶۳۲ گورو نانک سورج ودے جنم ساکھی ص ۴۷۲ گورمت اتہاس گورو خالصہ ص ۴۸ تواریخ گورو خالصہ ص ۴۳۲۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۲۹۔ دشو نور ص ۲۵۶۔ جیون برتانت گورو نانک جی ص ۲۰۲

[2] گورو نانک پرکاش اتراردھ ادھیائے ۵

نیز مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ گورو جی اس مجلس میں بیٹھے ہی انتر دھیان ہو کر مراقبہ میں چلے گئے تھے اور لاکھوں آسمان اور لاکھوں زمینیں مراقبہ کی حالت میں دیکھی تھیں نہ کہ اس مادی دنیا میں۔ اور اس مراقبہ میں حاصل شدہ جلوہ عالم شہود میں وجود پا گیا تھا۔ جیسا کہ اُن کا بیان ہے کہ :-

آکھے نانک سچ سُن پیر جلال سادات !
کہے تاں چلو آپ ہی کہے تاں دیہو سنگات
آکاشاں آکاش لکھ پاتالاں پاتال !
سبھناں دے سرِ رب اک سب دی کرے سبنھال
دتا بیٹا پیر نال ذوالجلالی نام

مجلس اندر بیٹھیاں ہوئے انتر دھیان
اک پلک دے پھڑکنے ڈِٹھے لکھ آکاش

کئی پیغمبر دیکھ کے منیا پیر تراس
... ...

اک اک تھاؤں کڑاہ لے ماسہ ماسہ تول
پور گیا کچکول اس پیر ہویا حیران

آئے پل میں اوس تھاں جتھے بیٹھا پیر !
گلاں سُن۔ کچکول بکچھ ہویا پیر ظہیر[1]

الغرض گورو نانک جی کا پیر کے بیٹے کو لاکھوں آسمان اور لاکھوں زمینیں آنکھ جھپکنے میں دکھانا کشف یا خواب سے ہی تعلق رکھتا ہے اس مادی دنیا میں تو کوئی بھی انسان آنکھ جھپکنے میں لاکھوں آسمانوں اور لاکھوں زمینوں کو دیکھنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ ہاں کشف یا خواب

---

[1] تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۳۳۲

میں ایسا ممکن ہے۔ چنانچہ مشہور سکھ ودوان پروفیسر کرتار سنگھ جی نے اس واقعہ کو خواب سے ہی تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ جب پیر کا بیٹا لاکھوں زمینیں اور لاکھوں آسمان دیکھنے کے بعد حلوے کی گرم گرم کڑاہی لئے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ تو اپنے باپ کے پاس بغداد شریف کے قبرستان میں ہی بیٹھا ہے۔ اس نے تمام واقعہ اپنے باپ کو سنایا۔ جب پیر کے بیٹے نے کہا کہ اسے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ برسوں اڑان کرتا رہا ہے تو پیر جی نے اس کا جو جواب دیا پروفیسر صاحب موصوف کے الفاظ میں یہ تھا کہ :-

"پیر نے کہا کہ نہیں! تُو تو تھوڑے منٹ ہی سویا ہے اور تمام وقت یہاں ہی تھا"[1]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیر کے بیٹے نے آنکھ جھپکنے کے عرصہ میں جو لاکھوں زمینیں اور لاکھوں آسمان دیکھے تھے ان کا تعلق اس مادی دنیا سے نہ تھا بلکہ اُس نے نیند کی حالت میں خواب کے ذریعہ ایسا نظارہ دیکھا تھا اور خواب میں ایسے نظاروں کا دیکھا جانا ناممکنات میں سے نہیں ہے اور اس طرح خواب میں حاصل شدہ گرم گرم حلوہ اس عالم شہود میں بھی وجود میں آگیا تھا جو قادر مطلق کی نیست سے ہست کرنے کی ایک تجلی ہی تھی۔ کشفی دنیا سے واقف کاروں کے نزدیک یہ بات محال نہیں ہے بلکہ ممکنات میں سے ہے۔

ایک اور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ پیر کے بیٹے نے یہ بے شمار زمینیں اور آسمان اس نے وہاں بیٹھے تھوڑے سے وقت میں ہی آنکھیں بند کر کے دیکھے تھے اور پھر خود ہی یہ بیان کیا تھا کہ :-

"میں نے سچ مچ دیکھا ہے لیکن جو دیکھا ہے وہ یہاں سے مختلف تھا۔ وہاں مجھے مدّت اور زمانہ اور طرح محسوس ہوا ہے۔ آنکھیں کھلنے پر میں نے کتنا ہی زمانہ گزر گیا محسوس کیا ہے۔ اور آنکھیں کھلنے پر تو یوں معلوم ہوا کہ یہاں کا وقت بہت ہی تھوڑا گزرا ہے"[2]

---

[1] جیون نہا گورو نانک جی ص ۳۲۶   [2] گورو نانک چمتکار ص ۱۷۰

بھائی ویر سنگھ جی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس وقت غیب سے حلوہ وجود میں آ گیا تھا۔ کیونکہ جب پیر کے بیٹے نے آنکھیں بند کی تھیں وہاں کوئی بھی حلوہ دینے والا نہیں آیا تھا۔[1] ایک سکھ ودوان رقم طراز ہیں کہ :۔

"گورو جی نے پیر کے بیٹے کو ایک کٹورا پکڑنے کو کہا اور آنکھ جھپکنے میں آنکھیں بند کر کے ہوا ہو گئے۔ اور جسم وہاں ہی تھے لیکن توجہ چلی گئی اور آنکھ جھپکنے میں یہی سب کچھ اسے دکھلا دیا۔ اور جہاں جائیں وہاں ہی پرشاد ملے اتنی جگہ گئے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے وہ بڑا کٹورا سارا ہی بھر گیا۔ آنکھیں کھولیں تو بھرا ہوا کڑاہ پرشاد کا کٹورا پیر کے بیٹے کے ہاتھ میں تھا۔"[2]

ایک اور سکھ ودوان رنجیت سنگھ کھڑگ کا بیان ہے کہ :۔

"پیر کے بیٹے کو یوں محسوس ہوا کہ وہ اڑ رہا ہے۔ بے شمار عرشوں اور فرشوں میں سے گزر رہا ہے اور بے شمار سورجوں، چاندوں، زمینوں کو پیچھے چھوڑتا چلا جا رہا ہے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں اور اس کا جسم شل ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں تو اس نے ساری حقیقت اپنے باپ کو سنائی۔ اور پتالوں سے حاصل کی گئی پرشاد کی کڑاہی بھی دکھائی۔"[3]

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی گورو جی کی آنکھیں بند کر کے لاکھوں آسمان اور لاکھوں زمینیں پیر کے لڑکے کو دکھلانا اور پرشاد کا عالم وجود میں آنا بیان کیا ہے۔[4] ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ پیر کے لڑکے کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں اور تھوڑی دیر بعد جب اس نے آنکھیں کھولی تھیں تو اس نے اپنے والد کو سب حقیقت بتائی تھی اور پرشاد کے طور پر حاصل ہوا حلوہ بھی دکھایا تھا۔"[5]

---

[1] گورونانک چمتکار صـ ۱۷۰ [2] رسالہ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء [3] رسالہ سنت سپاہی امرتسر
[4] ساکھی پرمان صـ ۴۹ و گوردوارہ گزٹ مئی ۱۹۶۶ء [5] رسالہ سیس گنج جولائی ۱۹۷۰ء

گورونانک جی کی زندگی سے متعلق اسی قسم کا ایک اور واقعہ سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ :-

"ایک مرتبہ دوپہر کے وقت گورونانک جی لیٹے ہوئے تھے اور گورو انگد جی اُن کے پاؤں دبا رہے تھے اس وقت گورونانک جی کے پاؤں سے تھوڑا سا خون ٹپکا۔ اور کچھ جھریٹیں سی بھی نمودار ہو گئیں۔ گورو انگد جی نے دیکھکر دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔ گورو جی نے بتایا کہ ایک ابابی بکریوں کے پیچھے پیچھے کیرتن سوہلا پڑھ رہا تھا۔ ہم اس کے پیچھے سنتے تھے اور ہمارے پاؤں ننگے تھے اس طرح کانٹے لگنے سے یہ جھریٹیں پڑ گئی ہیں۔ اور خون بھی ٹپکا ہے۔"[1]

گویا کہ سوتے ہوتے گورو جی نے خواب میں ایک نظارہ دیکھا اور خواب میں ہی گورو جی کے پاؤں میں کانٹے لگنے سے کچھ جھریٹیں پڑ گئیں۔ اور خون بھی ٹپکا۔ جو عالم شہود میں بھی وجود اختیار کر گیا۔

اس سلسلہ میں سکھ تاریخ ایک اور واقعہ پیش کرتی ہے جو یہ ہے کہ چوہدری شمیر نام کے ایک شخص نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ وہ ایک چنڈال گھرانہ میں پیدا ہوا ہے اور اس کے ہاں بہت سے بال بچے بھی ہوئے ہیں۔ ایک دن وہ اپنے بچوں کو ساتھ لئے گھر سے باہر گیا اور پیلوؤں کے درخت پر چڑھکر اس کا پھل کھانا شروع کیا۔ اور خوب پیٹ بھر کر پیلوں کھائے اتفاق سے اس درخت کی ٹہنی ٹوٹ گئی اور دھڑام سے نیچے آگرا۔ اور گرتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی تو اس کا منہ پیلوؤں کے بیجوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اس خواب سے متعلق سوچ بیچار کر ہی رہا تھا کہ اُسے پاخانہ کی حاجت ہوئی۔ جب وہ بیت الخلاء میں گیا اور اس کی حیرانگی کی حد نہ رہی۔ کیونکہ اس کے پیٹ سے پیلوؤں کے بیج اور چھلکے خارج ہو رہے تھے اور جب وہ ہاتھ مونہہ دھونے کے لئے گیا تو اس کے دانتوں سے بھی خواب میں کھائے ہوئے پیلوؤں کے

---

[1] بانی پرکاش ص ۱۲ نانک پرکاش اتراردھ ادھیائے ۴۸۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۵۶۳ مطبوعہ ۱۸۷۱ء ۔ سورج جو دے جنم ساکھی ص ۵۲۵

بیج اور چھلکے برآمد ہوئے۔ گویا کہ خواب میں کھائے گئے پپیوں کے بیج اور چھلکے اور اس کے جاگنے پر عالم شہود میں بھی وجود میں آگئے۔[1]

اسیطرح کا ایک واقعہ بھگت جے دیو جی سے متعلق بھی سکھ کتب میں مرقوم ہے کہ چنانچہ ایک سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ:-

"ایک مرتبہ بھگت جے دیو جی نظم لکھ رہے تھے کہ کسی بلند پرواز میں چلے گئے قلم جہاں تھا وہاں ہی رک گیا۔ آنکھیں بھی جھپکنے سے رہ گئیں۔ بے حس و حرکت ہو گئے ... کرشن جی مہاراج نے ساکھیات درشن دیئے ... اور جے دیو جی کی نامکمل نظم پوری کر دی۔ اور چل دیئے۔ جب درشن بند ہوئے اور بھگت جی مراقبہ کی حالت سے لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی ادھوری اور نامکمل نظم مکمل ہو چکی ہے"۔[2]

اس واقعہ سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ کشف یا مراقبہ کی حالت میں حاصل شدہ چیزیں عالم شہود میں وجود میں آسکتی ہیں۔ جے دیو جی کو مراقبہ میں کرشن کا ملنا اور ان کی ادھوری نظم کو مکمل کرنا اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔

مشہور آدابی ودوان مہاتما کلیان داس جی بیان کرتے ہیں کہ بعض سکھ بزرگ مراقبہ کی حالت میں گورونانک جی کے درشن کرتے اور ان سے کڑاہ پرشاد حاصل کرتے رہے ہیں اور وہ کڑاہ پرشاد ان کے مراقبہ کی حالت میں جانے کے بعد عالم شہود میں بھی وجود اختیار کر جاتا رہا ہے۔ جسے وہ بزرگ دوسرے سکھوں میں بھی تقسیم کر دیتے رہے ہیں۔[3]

اسی طرح کا ایک واقعہ سنت اندر سنگھ جی چکرورتی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے گمانی رام نام کے ایک سکھ کو پکڑ کر خوب مارپیٹ کی۔ جب وہ مارنے والے رات کو سوئے تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ انہیں دھرم راج کی درگاہ میں پیش کیا گیا ہے اور ان

---

[1] گورپرتاب سورج رت ۶ انسو ۵۶ تواریخ گوروخالصہ ص۲۹۵ اکلغیدھرچمتکار ص۴۲۱ سوساکھی ساکھی ۵۶ و رسالہ گوردوارہ گزٹ نومبر ۱۹۶۵ء
[2] رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۶ء
[3] سچی کھوج حصہ اول ص۲۳۱ و ص۲۳۲۔

کے سروں میں خوب جوتے مارے گئے ہیں جب وہ بیدار ہوئے تو اس مار پیٹ کے اثر سے ان کے سر لال سُرخ ہو رہے تھے اور درد بھی کافی تھا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ خواب میں انہیں مار پڑی ہے۔ لیکن عالم شہود میں ان کے سروں میں درد ہو رہا ہے۔[1]

سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام گورو نانک جی کے چولہ سے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

مگر یہ بھی ممکن ہے اے پختہ کار	کہ خود غیب سے ہو یہ سب کاروبار
کہ پردے ہیں قادر کے اسرار ہیں	کہ عقلیں وہاں ہیچ و بے کار ہیں[2]

یعنی:۔

اسی عجز میں تھا تذلل کے ساتھ	کہ پکڑا خدا کی عنایت نے ہاتھ
ہوا غیب سے ایک چولہ عیاں	خدا کا کلام اس پہ تھا بے گماں
شہادت تھی اسلام کی جابجا	کہ سچا وہی دین اور رہنما
یہ لکھا تھا اس میں بہ خطِ جلی	کہ اللہ ہے ایک اور محمدؐ نبی[3]

ایک اور مقام پر حضور علیہ السّلام نے اس کی یوں تشریح فرمائی ہے کہ:۔

"بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اور خدا نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، مگر خدا کی بے انتہا قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد بست نہیں کی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتیں صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں۔"[4]

یعنی:۔

" ہم باوا صاحب کی کرامت کو اس جگہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ یہ چولہ اُن کو

---

[1] نامدھاری رتناس حصہ اوّل صفحہ ۵۹-۵۸۔ [2] ست بچن صفحہ ۱۴۔ [3] ست بچن صفحہ ۱۴
[4] ست بچن صفحہ ۳۴

غیب سے مِلا تھا اور قدرت کے ہاتھ نے اس پر قرآن شریف لکھ دیا۔[1]"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے اور وہ قادر مطلق ہے خود گورو گرنتھ صاحب میں بھی اللہ تعالےٰ کو سرب شکتی مان اور سرب کلا سمرتھ بیان کیا گیا ہے جس کے معنے یہی ہیں کہ اس کے لئے کوئی بھی بات انہونی یا ناممکن نہیں وہ نیست سے ہست کرنے پر بھی قادر ہے۔[2]

الغرض گورو گرنتھ صاحب میں بھی اللہ تعالےٰ کو بے انتہا قدرتوں کا مالک تسلیم کیا گیا ہے اس لئے اگر اس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے گورو نانک جی کے لئے کوئی چولہ غیب سے ظاہر کر دیا ہے تو یہ بات اس کے لئے انہونی یا محال نہیں ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں تو یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ کوئی انسان پیدا نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ابتداء میں انسانوں کو اپنی قدرتِ کاملہ سے بغیر ماں باپ کے ہی پیدا کیا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

مائیں نہ ہوتی باپ نہ ہوتا کرم نہ ہوتی کایا\
ہم نہیں ہوتے تم نہیں ہوتے کون کہاں تے آیا[3]

یعنی :-

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے\
ایک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کو مندے[4]

پس جب یہ حقیقت گورو گرنتھ صاحب میں تسلیم شدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ابتداء میں بغیر ماں باپ کے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ روح کی بھی تخلیق کی ہے۔ کیونکہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ روح بھی نہ تھی جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

---

[1] ست بچن ص۶۵

[2] ۔ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ گوڑی محلہ ۵ ص۲۶۵۔ راگ بلاول محلہ ۵ ص۸۱۱۔ راگ مارو محلہ ۱ ص۱۰۲۱۔ راگ کانڑا محلہ ۵ ص۱۲۹۸۔

[3] ۔ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ رام کلی۔ نام دیو ص۹۷۳ [4] گورو گرنتھ صاحب راگ پربھاتی۔ کبیر ص۱۳۴۹

نند بند نہیں جیو نہ جندو[1]

تو ایسے قادر مطلق خدا تعالیٰ کے لئے کسی چولہ کو غیب سے ظاہر کر دینا کونسی مشکل بات کہی جا سکتی ہے۔

ایک سکھ ودوان سردار تیجا سنگھ جی ریٹائرڈ چیف جسٹس ہائی کورٹ پیپسو نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو جی کے نظریہ کے مطابق صرف خدائے واحد ہی ازلی اور ابدی ہے۔ مادہ اور رُوح اس کے پیدا کردہ ہیں۔ تمام طاقتوں کا مالک اور مسبب وہ خود ہی ہے اسی نے دنیا بنائی ہے اور وہی اس کی پرورش اور بندوبست کرتا ہے۔ کوئی بھی طاقت اس کے علاوہ یا اس کے برابر نہیں ہے۔"[2]

اس سے بھی اللہ تعالیٰ کا نیست سے ہست کرنا ثابت ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ بغیر مادہ کے لاکھوں آسمان اور لاکھوں زمینوں کو پیدا کر سکتا ہے۔ اور انسان کی روح کی تخلیق بھی محض اپنے امر سے کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی چولہ کا اپنی قدرت سے وجود میں لے آنا کوئی مشکل نہیں ہو سکتا۔

تاریخ احمدیت کا مشہور واقعہ

تاریخ احمدیت کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضورؑ نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضاء و قدر سے متعلق لکھ کر ان پر دستخط کرانے کے لئے قادر مطلق جل شانہٗ کے حضور پیش کئے ہیں۔ اور اس قادر مطلق نے جو اس وقت ایک حاکم کی شکل میں متمثل تھا، اپنے قلم مبارک کو سُرخ سیاہی میں ڈبو کر اوّل اس سُرخی کو حضور علیہ السلام کی طرف چھڑکا اور بقیہ چھینٹے

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۱ صـ۱۰۳۵
[2] جپ جی مترجم صـ۴۹

سیاہی کا قلم کے مُنہ میں رہ گیا۔ اس سے ان احکامات پر دستخط کئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ حالت کشف جاتی رہی۔ اور جب حضور نے دیکھا تو اس سیاہی کے کئی تازہ بتازہ قطرات حضور کے کپڑوں پر موجود تھے۔ یعنی وہ سرخی جو ایک کشفی امر تھا۔ خارج میں بھی وجود اختیار کر گئی[1] جب یہ سرخی کے چھینٹے خارجاً وجود میں آگئے۔ اس وقت حضور کے ایک مخلص مرید اور خادم حضرت عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضورؑ کے پاس بیٹھے حضور کے پاؤں دبا رہے تھے ان کی ٹوپی پر بھی سُرخی کے بعض چھینٹے پڑ گئے اور وہ اس بات پر بہت ہی حیران ہوئے انہوں نے اس بارہ میں ایک حلفیہ بیان بھی دیا۔[2]

الغرض یہ ایک حقیقت ہے کہ عالم رؤیا یا عالم کشوف میں حاصل شدہ کسی چیز کا اس عالم شہود میں وجود اختیار کر جانا ایک ایسی بات ہے۔ جو اسلام اور سکھ مذہب دونوں میں مسلّم ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ہی خدا تعالےٰ سے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ نیست سے ہست کرنے پر قادر ہے اور ہم مسلمانوں میں بھی خدا تعالےٰ کے نیست سے ہست کرنے کی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اور سکھوں میں بھی ایسی روایات پائی جاتی ہیں۔ جن سے اللہ تعالےٰ کا نیست سے ہست کرنا واضح ہو جاتا ہے۔ اب دانشور اور عقلمند لوگ یہ بات بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر چوہدری شمیر ایسے ایک عام سکھ کے لئے خواب میں کھائے گئے ہیلوٹوں کے بیج اور چھلکے اس مادی دنیا میں وجود پکڑ سکتے ہیں تو گورو نانک جی کو کشف یا مراقبہ میں حاصل شدہ مقدس چولہ عالم شہود میں وجود کیوں نہیں اختیار کر سکتا۔ گورو جی کی روحانیت تو سکھی مسلمات کی رو سے بھی چوہدری شمیر کی روحانیت سے کہیں بلند اور بالا تھی۔ اور گورو جی کا عرفان بھی چوہدری شمیر سے کہیں زیادہ تھا۔ گورو ارجن جی کا یہ ارشاد خود سکھ ودوان بھی گورو نانک جی سے ہی وابستہ کرتے ہیں:۔

سب تے وڈا ست گور نانک جن کل راکھی میری[3]

---

[1] سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۳۲
[2] الفضل ۲۶ دسمبر ۱۹۱۲ء
[3] گورو گرنتھ صاحب راگ سوہی محلہ ۵ صفحہ ۷۵۰

اس لئے ان کے واسطے عالم کشف یا خواب میں ملے کسی چولہ کا عالم شہود میں وجود اختیار کر لینا ناممکن قرار نہیں دیا جا سکتا۔

چولہ صاحب پر مختلف زبانیں

باوا نہال سنگھ جی نے بھی اور بعض دوسرے سکھ مصنفین نے بھی گورونانک جی کے اس مقدس چولہ کے ذکر میں بغیر سوچے بچارے اور چولہ صاحب دیکھے یہ بیان کیا ہے کہ اس پر عربی زبان کے علاوہ سنسکرت وغیرہ دوسری زبانیں بھی موجود ہیں۔ لیکن یہ بات سراسر خلاف واقعہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سکھ ودوانوں نے خود ڈیرہ بابا نانک جا کر چولہ نہیں دیکھا اور یونہی یہ بات وضع کر لی ہے۔ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے ڈیرہ بابا نانک کے اس تاریخی اور مقدس چولہ پر قرآن شریف کی پاکیزہ آیات کے علاوہ دوسری کوئی زبان نہیں ہے۔ ہم نے خود بھی دو مرتبہ (پاکستان بننے سے قبل) ڈیرہ بابا نانک جا کر یہ چولہ اچھی طرح دیکھا بھالا تھا۔ اس پر سوائے قرآن مجید کی پاکیزہ آیات کے اور کچھ بھی نہیں ہے ہاں وہ آیات عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں میں ضرور لکھی ہوئی ہیں نیز بعض آیات کو باریک قلم سے لکھا گیا ہے اور بعض کو جلی سے۔ عین ممکن ہے کہ عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں سے ناواقف لوگوں نے انہیں مختلف زبانیں تصور کر کے یہ لکھ دیا ہو کہ اس پر عربی اور سنسکرت وغیرہ مختلف زبانیں موجود ہیں۔ نیز بعض اسمائے الٰہی وغیرہ ابجد کے طریق پر ہندسوں میں بھی لکھے ہوئے ہیں۔

اس ضمن میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر گورونانک جی کے اس چولہ پر کوئی اور زبان درج ہوتی یا قرآن شریف کی مقدس آیات کے علاوہ کوئی اور بات لکھی ہوتی تو وہ ضرور گورونانک جی کی بیان کردہ بانی سے ہی ہونی چاہیئے تھی یعنی کہ کم از کم گورو جی کے بیان کردہ مول منتر کو جسے متعدد سکھ الہامی ہی تسلیم کرتے ہیں، ضرور درج کیا جاتا مگر تعجب کی بات ہے کہ جن لوگوں نے اس چولہ صاحب پر سنسکرت وغیرہ کا ہونا بیان کیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی گورو جی کی اپنی بانی کا درج ہونا تسلیم نہیں کیا۔

مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب (غیر مبائع) ایک مرتبہ ایک آریہ ہندو ڈاکٹر کو اپنے ساتھ لے کر ڈیرہ بابا نانک اس چولہ کا مشاہدہ کرنے کی غرض سے گئے۔ وہاں جا کر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے بقول اُس آریہ ڈاکٹر نے اس چولہ کو دیکھنے کے بعد چولہ صاحب کے متولی سے یہ کہا کہ :-

"مہاراج یہ کیا بات ہے کہ چولہ صاحب پر قرآن ہی قرآن لکھا ہوا ہے اور وید کوئی نہیں نہ اس پر گورمکھی لکھی ہوئی ہے۔ وہ بولے کہ گورمکھی تو اس لئے نہیں کہ لفظ گورمو کھی گور اور مکھ (منہ) کے دو لفظوں سے مرکب ہے جو زبان گورو کے مکھ یعنی منہ سے نکلی وہ گورمکھی کہلائی۔ باقی رہا قرآن کا لکھا ہونا سو مہاراج وہ توحید کے عاشق تھے اس لئے توحید کی آیتیں لکھ لیں" [1]

جنم ساکھی بھائی بالا سے یہ راہنمائی ملتی ہے کہ گورونانک جی کی زندگی میں بھی جن لوگوں نے اس چولہ صاحب کو گہری نظر سے دیکھا تھا اور جو قرآن شریف جانتے تھے اور عربی رسم الخط سے واقف تھے یہ شہادت دی تھی کہ اس پر سوائے قرآن شریف کی مقدس آیات کے اور کچھ بھی نہیں ہے چنانچہ اس جنم ساکھی کے ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ جب گورو جی یہ چولہ پہن کر عرب دیش گئے تو وہاں کے لوگوں نے اچھی طرح دیکھنے کے بعد یہ کہا تھا کہ اس پر قرآن شریف کی آیات ہی درج ہیں۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

"سری گوروجی وہ خلعت پہن کر اس شہر کے دروازے کے باہر جا بیٹھے جب سات دن گزر گئے تو لوگوں نے کہا کہ دیکھو بھائی یہ کیسا درویش ہے۔ اس کے اوپر قدرتی قرآن کے تیس پارے لکھے ہوئے ہیں۔ جب ان لوگوں نے اچھی طرح دیکھا تو بادشاہ کو جا کر خبر دی کہ اے بادشاہ شہر کے باہر ایک درویش بیٹھا ہے اس کے گلے میں ایک خلعت ہے۔ جس پر تیس پارے قرآن کے لکھے ہوئے ہیں" [2]

یعنی :- "لوگوں نے بادشاہ کو جا کر اطلاع دی کہ ایک درویش ہمارے شہر میں آکر مقیم ہوا ہے

---

[1] مجدد اعظم حصہ اوّل صہ ۴۲۸ [2] جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۱۹۸۔ جنم ساکھی اردو صہ ۲۹۳

اور اس کے خلعت پر تیسوں سپارے قرآن کے لکھے ہوئے ہیں۔"[1]

ان حوالہ جات سے یہ حقیقت واضح ہے کہ چولہ صاحب پر قرآن شریف کی مختلف آیات ہی درج تھیں اور کسی دوسری زبان کا کوئی لفظ نہ تھا۔ اور چولہ صاحب پر مختلف زبانوں سے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ بعد کی ملاوٹ ہے۔ کیونکہ اگر فی الحقیقت اس چولہ صاحب پر قرآن شریف کی عربی آیات کے علاوہ سنسکرت وغیرہ متعدد زبانیں ہوتیں تو گوروجی کے گلے میں پہنے ہوئے اس چولہ کو اچھی طرح دیکھنے والوں کی نظر سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ اور وہ اس کا ذکر ضرور کر دیتے کہ گوروجی نے ایک ایسا چولہ پہنا ہوا ہے جس پر قرآن شریف کی آیات کے علاوہ بعض اور زبانیں بھی درج ہیں۔ چونکہ عرب کے لوگ عربی زبان سے واقف تھے اور انہیں اس کا بخوبی علم تھا کہ عربی زبان مختلف رسم الخطوں میں لکھی جاتی ہے اس لئے انہیں اس بارہ میں کوئی مغالطہ نہیں لگ سکتا تھا۔ اور سکھ اس سے ناواقف تھے۔ اس لئے انہوں نے چولہ صاحب پر مختلف رسم الخطوں میں لکھی ہوئی آیات کو مختلف زبانیں سمجھ لیا ہو تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان پروفیسر سندر سنگھ جی ایم ایس ای نے یہ بیان کیا ہے کہ چولہ صاحب پر قرآن شریف کی آیات مختلف زبانوں میں درج ہیں۔ گویا کہ پروفیسر صاحب موصوف نے عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں کو ہی مختلف زبانیں سمجھ لیا ہے۔[2]

مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتوکھ سنگھ جی کے بقول بھی عرب کے لوگوں نے گوروجی کے گلے میں قرآن شریف کی آیات والا مقدس چولہ دیکھکر یہی شہادت دی کہ اس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:

پاتشاہ کے جائے اگاری — قرن سنائے دین سدھ ساری
وہر ایک آیو درویش — سنیو نہ پکھیو خلک گرایسا
ہین قرآن کے تیس سپارے — تاں پہ لکھ راکھے ہیں سارے

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی ص۱۱۵ [2] مختصر ومکمل تواریخ گوروخالصہ ص۶

اچھر پنج پر کاریں جوڑ   لکھے سرب نیکی بدھ سوڑ[1]

بھائی سنتو کھ جی کے اس بیان سے بھی یہی واضح ہے کہ چولہ صاحب پر قرآن شریف کی آیات ہی عرب کے مختلف رسم الخطوں میں درج ہیں اور یہ شہادت خود عربوں نے دی ہے جو عرب کے مختلف رسم الخطوں سے بخوبی واقف تھے جنہیں بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے " اچھر پنج پر کار ہیں جوڑ " کے الفاظ میں بیان کیا ہے ۔ یہ پانچ قسم کے حروف اصل میں عرب کے مختلف رسم الخطوں سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

ایک اور سکھ ودوان باوا گنیش سنگھ جی بیدی نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

پور سمیپ لکھ کر تھل سندر   بیٹھت بھئے تہاں گن مندر
لوگن جیسے بلو کیو آئی   نرکھ رہے من میں لبھائی
پاتشاہ پے جائے سناوا   نیو فقیر بہر اک آوا
خلکا عجب تاہیں گرما ہیں   ایسے سنیو لکھیو کب ناہیں
تیس سپارے بیچ قرآنا   سو سب لکھے تاہیں پر جانا
پانچ پر کا حرف جے آہیں   سو بہت ہیں سب ہی تاہیں[2]

باوا گنیش سنگھ جی نے یہ جو کچھ بیان کیا ہے وہ بھائی سنتوکھ سنگھ جی سے مختلف نہیں ہے اس سے بھی یہ یہی واضح ہے کہ عرب لوگوں نے یہی کہا تھا کہ گورو جی کے چولہ پر قرآن شریف کی آیات عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں میں درج ہیں

لالہ سنت رام جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

عربی اس تے لکھی تمام   پڑھ پڑھ دیکھے خلقت عام
ہو رہیا درس صبح و شام   سب کر رہے دیدار جی[3]

ایک اور صاحب جگدیش رام صاحب فقیر نے لکھا ہے کہ :۔

---

[1] نانک پرکاش اترارد ھ ادھیائے ۱۷   [2] گورو نانک سودر جودے جنم ساکھی صہ ۳۹۸

[3] الفت میلہ چولہ صاحب صہ ۲

سونے وانگ دیوے چمکارا ڈٹھا ایہہ عجیب نظارا
اُتے لکھیا کلمہ سارا رب جو ٹھپا لایا اسے
گورو نانک صاحب دا چولہ عربی نال جڑیا ہے[1]

اس کے علاوہ چولہ صاحب کی مہاتم کی پوتھی میں مرقوم ہے کہ :-

آکاش بانی آئی ! گورو نانک تائیں
جلدی عرب نوں جائیں پھڑ کے دھرم دی ڈھال
ساڈی لے جا نشانی ! ایہہ لو چولہ نورانی
اُتے حرف قرآنی چھپیا کلمے دا جال
اتے تیس سپارے چھپیا کلمہ پیارے
لکھے علم دی چارے لگا ریشم لال ![2]

یعنی :- ایہہ چولہ اکاش تھیں اتر پڑا۔ گورو نانک پہن کر سمادھی لگائی۔
(یعنی مراقبہ میں چلے گئے)[3]

اس حوالہ سے بھی یہ واضح ہے کہ چولہ صاحب پر صرف قرآن شریف کی آیات ہی درج ہیں نیز گورو جی نے جب مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا تھا تو یہ چولہ انہوں نے اپنے رب العزت کے حکم کی بناء پر زیب تن کر رکھا تھا۔ اس میں چار علموں کا بھی ذکر کیا گیا ہے وہ چار علم کسی دوسری زبان سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ وہ چار علم چار رسم الخط ہی ہیں جن میں کہ چولہ صاحب پر قرآن شریف کی مختلف آیات لکھی ہوئی ہیں۔ عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں سے ناواقف لوگ اگر انہیں مختلف علم سمجھ لیں تو یہ کوئی مضائقہ نہیں۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ جی سے بھی اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ مکہ معظمہ کے سفر میں گورو نانک صاحب نے یہ چولہ پہنا ہوا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

---

[1] نیا تصہ چولہ صاحب دا ص ۳ [2] چولے دے مہاتم کی پوتھی مصنفہ بدی بھگوان سنگھ [3] ایضاً

"حاجیاں پوچھیا کہ خلکا جو گل پایا ہے۔ ایہہ کیا ہے۔ بابے کہیا خلکا مرد دی کفنی ہے۔ جے اپنے دِل نوں مردہ کریں تاں پھریں۔ جیسے خلکا تن دے عیب چھپانو دا ہے تیسے سب دے عیب نوں پوشیدہ رکھے لئے ہُنر نوں ظاہر کرے تے اپنے ہنر نوں پوشیدہ کرے تے عیب نوں ظاہر کرے"[1]

درج ہے کہ سکھ ودوانوں نے "خلکا" کے معنے "خلعت" اور "خلعت" کے معنے "چولہ" ہی تسلیم کئے ہیں[2]۔ اس لحاظ سے یہی واضح ہے کہ گورو نانک جی نے اپنے سفر مکہ کے دوران خدا تعالےٰ سے ملا ہوا خلعت یعنی قرآن شریف کی مقدس آیات والا چولہ پہنا ہُوا تھا۔

ایک اور سکھ بزرگ گیانی دت سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب گورو جی مکہ شریف گئے تھے تو اس وقت آپ نے سر پر ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور چولہ بھی زیب تن کیا ہوا تھا جیسا کہ اُن کا بیان ہے کہ:۔

گل چولہ سر کلاہ سہائی عصا ہاتھ ادھک چھب جائی

سنے سنے مکے بس آئے دیکھی سگل نیاں کی جائے[3]

مشہور و معروف سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی کے بقول بھی گورو نانک جی جب مکہ معظمہ گئے تھے تو انہوں نے چولہ پہنا ہوا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"اک اکال روپ گورنانک دوتی ڈوم مردانہ

سیلی۔ ٹوپی۔ چولہ۔ نیلا رکھت حاجیئن بانا[4]

ایک اور مقام پر گیانی صاحب موصوف نے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"عرب میں (گورو جی) عصا۔ استادہ۔ مصلیٰ۔ کتاب۔ پیراہن نیل رنگ کھیتل رنگ۔ سیلی۔ یہ فقیری پہراوا خود رکھتے اور اپنے ساتھیوں کو رکھاتے رہے"[5]

---

[1] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ قلمی ورق ۲۷، ۳۲۔ مطبوعہ ص ۳۴۹ [2] مہان کوش ص ۱۱۲۴، نانک پرکاش سچاودت ص ۹۱۱
[3] نانک پربودھ ص ۳۰۲۔ [4] پنتھ پرکاش بسرام ۹ ص ۵۳۔ [5] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۹۶

گوروجی کا پیراہن بھی اصل میں چولہ ہی تھا جسے پہن کر گوروجی نے اسلامی ممالک کا سفر کیا تھا موجودہ زمانہ کے سکھ سر پر ٹوپی پہننا سکھ مذہب کی تعلیم کے سراسر خلاف سمجھتے ہیں اسی وجہ سے وہ پگڑی اختیار کرتے ہیں۔ لیکن گورونانک جی کا اور دوسرے گوروصاحبان کا اپنے سر پر ٹوپی پہننا خود سکھ ودوانوں کو بھی مسلم ہے۔[۲]

ایک اور سکھ ودوان باباگنیش سنگھ جی کے بقول جب گورونانک جی مکہ معظمہ گئے تھے تو آپ نے ایک الفی بھی پہنی ہوئی تھی۔[۳]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے الفی کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"الفی :۔ کفنی ۔ فقیروں کا لمبا چولہ۔ ... ... جس پر اللہ کے نام کا الف لکھا ہونے کی وجہ سے یہ اصطلاح ہے۔"[۴]

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ گوروجی جب اسلامی ملکوں کا دورہ کر رہے تھے تو آپ نے کفنی[۵] خرکہ یا گودڑی پہنی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب آپ اسی حالت میں قندھار گئے تو بھائی جی کے بقول وہاں کے بعض لوگوں نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ نے یہ کفنی کیوں پہنی ہوئی ہے۔[۶] تو آپ نے جواب دیا تھا کہ :۔

"مُردے کو پہناتے ہیں کفن، اور کفنی پہناتے ہیں ان کو جو لوگوں کے نزدیک مرگئے ہوں۔"[۷]

بھائی جی نے اس ضمن میں یہ حقیقت بھی تسلیم کی ہے کہ کفنی اور خرکہ وغیرہ چیزیں مسلمان فقراء سے وابستہ ہیں وہی ان کو اختیار کرتے ہیں۔ غیر مسلم فقیروں کا ان سے کوئی تعلق نہیں

۱؎ سوانح مری گورو نانک جی ص۶۳ ۲؎ گوردوارے درشن

۳؎ گورونانک سور جبے جنم ساکھی ص۲۱۶ ۴؎ مہان کوش ص۲۵۲ ۵؎ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے کفنی کے متعلق بیان کیا ہے کہ "فقیروں کے گلے کا ایک لباس جو کفن کی شکل کا ہوتا ہے جو لوگ خود کو مُردہ خیال کرتے ہیں وہ کفنی پہنتے ہیں۔" (مہان کوش ص۲۲۲)

۶؎ گورونانک چمتکار میں مرقوم ہے کہ "ان دنوں اکثر فقیر دوسرے فقیر سے ملنے پر کفنی گودڑی ٹوپی وغیرہ فقیری نشانیوں کے معنے دریافت کیا کرتے تھے۔" (گورونانک چمتکار ص۱۸۲) ۷؎ گورونانک چمتکار ص۱۸۲

ہے[1]۔ الغرض یہ واضح ہے کہ جب گوروجی نے اسلامی ملکوں کا سفر اختیار کیا تھا تو گوروجی نے خلعت یا چولہ پہن رکھا تھا ... اور وہ خلعت یا چولہ وہی تھا جو پراچین سکھ کتب کی رو سے گوروجی کو ربّ العزت نے خلعت دیا تھا۔ اور آج کل ڈیرہ بابا نانک میں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی طرف سے چیلنج

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ہر اس شخص کے لئے تین ہزار روپیہ انعام مقرر فرمایا ہے جو یہ ثابت کر سکے کہ چولہ صاحب پر قرآن شریف کے علاوہ سنسکرت یا کوئی اور زبان بھی درج ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم نے بار ہا کھول کر دیکھ لیا کہ تمام چولہ پر قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت لکھا ہؤا ہے اور بعض جگہ آیات کو صرف ہندسوں میں لکھا ہؤا ہے مگر زبور اور سنسکرت کا نام نشان نہیں ہر یک جگہ قرآن شریف اور اسمائے الٰہی لکھے ہیں۔ جو قرآن شریف میں ہیں ... ... چولہ موجود ہے جو شخص چاہے جا کر دیکھ لے اور ہم تین ہزار روپیہ نقد بطور انعام کے دینے کے لئے تیار ہیں اگر چولہ میں کہیں وید اور اس کی شرتی کا ذکر ہو۔ یا بجز اسلام کے کسی اور دین کی بھی تعریف ہو۔ یا بجز قرآن شریف کے کسی اور کتاب کی بھی آیتیں لکھی ہوں۔"[2]

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی بھی شخص کو آج تک جرأت نہیں ہوئی۔ البتہ سکھوں میں ایسے دو دوان ضرور پیدا ہو گئے جنہوں نے چولہ صاحب کو اچھی طرح دیکھ بھال کر کے یہ شہادت دی کہ اس پر عربی زبان میں صرف قرآن شریف کی آیات ہی درج ہیں چنانچہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے پنتھ پرکاش کے

---

[1] گورونانک چمتکار صہ ۱۸۳
[2] ست بچن صہ ۳۶

بعد کے ایڈیشنوں میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"چولے پر قرآن شریف کی آیات کے علاوہ اور کوئی کشیدہ نہیں ہے"[1]

بعض اور کتب میں بھی یہ مرقوم ہے کہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود گورو نانک جی کے چولہ پر صرف قرآن شریف کی آیات ہی درج ہیں۔[2]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقلید بعض دوسرے مسلمانوں کی طرف سے بھی اس قسم کے چیلنج دیئے گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ ثابت کردے کہ گوروجی کے اس مقدس چولہ پر قرآن شریف کی آیات کے علاوہ کچھ اور بھی لکھا ہے تو اسے انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ مولانا عبدالرؤف صاحب مبلغ اسلام دیندار انجمن کراچی نے بیان کیا ہے کہ:۔

"بعض جنم ساکھیوں میں لکھا ہوا ہے کہ چولہ پر عربی۔ ترکی۔ فارسی ہندی، سنسکرت پانچ زبانیں لکھی ہیں۔ یہ تحریف ہے۔ شہادت میں آج خود یہ چولہ موجود ہے۔ اگر اس پر عربی آیات کے سوا کسی اور زبان کا کچھ لکھا ہو تو دیندار انجمن پانچ ہزار روپیہ بطور انعام دینے کے لئے تیار ہے۔"[3]

گورو نانک جی کا دوسرا چولہ

سنہ ۱۹۶۹ء میں گورو نانک جی کا پانچ صد سالہ جنم دن سکھ دنیا نے بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے منایا تھا۔ اس وقت بھارت اور دوسرے ممالک سے علاوہ پاکستانی سکھوں اور نانک پنتھیوں کے آٹھ دس ہزار کے قریب گورو نانک جی کے عقیدت مند ننکانہ صاحب آئے تھے ان میں مشہور سکھ لیڈر گیانی کرتار سنگھ جی بھی تھے گیانی جی نے

---

[1] پنتھ پرکاش ایڈیشن ۵ ص ۵۵ و گیانی گیان سنگھ ادھیشن [2] تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۵۳۔ انبا سکھ گورو جابال ص ۸۶ گوردوارے درشن ص ۲۰۰۔ گوردھام دیدار ص ۲۰۱ و گوردھام سنگرہ ص ۶۵ [3] سکھ مسلم اتحاد ص ۲۷۔ دعوت اسلام سکھ یاتریوں کے نام ص ۱۱

گوردوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب میں گوروجی سے متعلق ایک تقریر کی تھی۔ اس میں یہ بات خاص طور پر بیان کی تھی کہ قرآن شریف کی آیات والے گورونانک جی کے دو چولے ہیں۔ اور یہ دونوں ہی سکھوں کے قبضہ میں ہیں ایک مشہور چولہ تو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں بیدیوں کے پاس ہے اور دوسرا موضع چولہ ضلع امرتسر میں ہے گیانی جی نے دوران تقریر یہ بھی فرمایا تھا کہ اس گاؤں کا نام چولہ اسی چولہ صاحب کی وجہ سے مشہور ہوا ہے۔ گیانی جی نے دوران تقریر یہ بھی بیان کیا تھا کہ یہ دوسرا چولہ انہوں نے خود موضع چولہ جا کر دیکھا ہے اس پر جابجا پہلے چولہ کی طرح ہی قرآن شریف کی آیات درج ہیں[1]۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے گوروجی کے چولہ صاحب سے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ چولہ انہیں اپنے مرشد سے حاصل ہوا تھا جیسا کہ حضور کا فرمان ہے کہ :۔

"ایسے چولے باوا نانک صاحب کے زمانہ میں وہ فقیر بنایا کرتے تھے جن کا دعویٰ تھا کہ ہم اسلام میں محو ہیں۔ پس باوا صاحب کا یہ چولہ آپ کو صرف مسلمان ہی نہیں بناتا بلکہ کامل مسلمان بناتا ہے ... اسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی رسم تھی۔ پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا۔ یہ چولہ ان کو دیا تھا[2]"

حضور کے اس فرمان سے یہ واضح ہے کہ یہ چولہ گورونانک جی کو ان کے مسلمان مرشد نے دیا تھا۔ اور گوروجی نے اسے پہن لیا تھا کیونکہ گوروجی ایک کامل اور سچے مسلمان تھے اور گوروجی کے زمانہ میں ایسے چولے پہننا مسلمان اولیاء اور فقراء کی ایک دینی رسم تھی۔

سکھ کتب سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ گورونانک جی کے زمانہ میں اس قسم کے چولے مسلمان فقیر پہنا کرتے ہیں۔ چنانچہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کا بیان ہے کہ جب گوروجی نے قرآن شریف کی آیات والا چولہ پیر بہاؤ الدین کو سونپ دیا

---

[1] ہمارا نانک ص ۴۳ ۔ [2] نزول المسیح ص ۲۰۵

تو انہوں نے اس چولہ کے نمونہ پر دوسرا چولہ بنا کر پہن لیا تھا اور اس چولہ کو احترام سے رکھ لیا تھا۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

دلیا رچ چولہ ٹوپی پہنت اہے ہمیشہ اوپی
سادھو بہاؤالدین کے جو ہیں اب لوبانا راکھت سو ہیں
نانک قلندر کہہ مانت نام بلاگر دان بکھانت[1]

یعنی بہاؤالدین پیر نے گورو جی کے چولہ کے نمونہ پر دوسرا چولہ تیار کروا لیا تھا۔ اور پہن لیا تھا۔

تھا۔ جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ ایک مسلمان بزرگ نے جب مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا تھا تو یہ لباس پہنا تھا کہ :-

"پیر نے قبا (چولہ) پہنا۔ اور کلاہ سر پر رکھا اور ہاتھ میں عصا پکڑا۔ ایک استاوہ لیا۔ پاؤں میں کفش پہنی اور مصلیٰ بغل میں دبایا"[2]

گورو نانک جی کے بیان کردہ کلام سے اس امر کا بھی پتہ چلتا ہے کہ گورو جی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے نیک بندے ایسے چولے پہنا کرتے تھے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ :-

جن کے چولے رتڑے پیارے کنت تنہاں کے پاس[3]

مشہور و معروف سکھ ودوان پنڈت تارا سنگھ جی نروتم بیان کرتے ہیں کہ ایک چولہ گورو نانک جی کو اسلام میں داخل کرنے کی رسم ادا کرتے وقت پہنایا گیا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ

"چولہ گورو نانک جی ... جس ولائت میں دین میں شامل کرنے کے لئے ایک بادشاہ نے گورو نانک جی کو پہنایا تھا۔"[4]

یاد رہے کہ بعض سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کر رہے ہیں کہ گورو نانک جی کا مرشد ایک مسلمان

ہ گورو نانک جی نے خود اپنا نام نانک شاہ ملنگ بتایا ہے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-
"بانی سچ خدائے دی کہے نانک شاہ ملنگ" (جنم ساکھی بھائی بالا ص۳۰۸)

۱۔ پنتھ پرکاش چھاپہ ٹائپ بسرام ۹ ص۵۶ ۲۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۶۶م ۔ ۳۔ گورو گرنتھ صاحب راگ تلنگ محلہ ۱ ص۷۲۲
۴۔ گورتیرتھ سنگرہ ص۲۳۲ ٭

تھا۔ جس کا نام نامی اسم گرامی حضرت مراد تھا۔ گورونانک جی کی ان سے بغداد شریف میں ملاقات ہوئی تھی بلکہ بعض کا تو یہ بھی بیان ہے کہ اس مراد کی گورو جی سے ایک ملاقات پنجاب میں بھی ہوئی تھی اور پھر گورو جی بغداد شریف گئے تھے اور اسے ملے تھے جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ :۔

"سری بینز جی نے بغداد کے کسی کتبہ کا حوالہ دے کر اپنی کتاب ایولیوشن آف دی خالصہ میں بیان کیا ہے کہ گورونانک جی کا گورو ایک مسلمان فقیر تھا۔ جس کا نام مراد تھا۔ یہ فقیر بغداد کا رہنے والا تھا۔ پنجاب میں آکر گورونانک جی سے ملا تھا۔ ... ... اسی سے ملنے کے لئے گورونانک دیو جی خاص طور پر بغداد گئے تھے"[1]

گورو جی ۶ سال تک اس بزرگ کی خدمت میں بغداد شریف رہے تھے۔ اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے تھے۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

"ایک صاحب نوجوان سردار ہرچرن سنگھ جی نرمان ایم اے ہیں۔ آپ ایک کتاب لکھ رہے ہیں جس میں ان کے بقول گورونانک جی کا مرشد یعنی گورو بغداد کا ایک مسلمان پیر تھا۔ جس کی خدمت میں آپ چھ سال رہ کر روحانیت کا سبق سیکھتے رہے۔"[2]

یعنی :۔

"نرمان جی نے کہا کہ .... ان (یعنی گورونانک جی) کا مرشد بغداد کا ایک مسلمان پیر تھا۔ جس کے پاس وہ چھ سال بغداد میں رہ کر روحانیت کا سبق سیکھتے رہے۔"[3]

ایک سکھ نوجوان سردار گور میج سنگھ جی نے ایک مرتبہ ایک سکھ ودوان سنت

---

[1] دھرم تے سداچار صفحہ ۱۳۱۔ [2] اجیت جالندھر۔ گورونانک نمبر ۱۹۶۷ء
[3] اکالی پترکا جالندھر نرنکاری نمبر ۱۹۶۷ء

موہن سنگھ جی نرمل پر یہ سوال کیا تھا کہ :-

"آپ نے گورونانک دیو جی کے گورو فقیر مراد کا تو نام ہی نہیں لیا۔ جس کو ملنے کے لئے گورو جی بغداد گئے تھے"[1]

ایک اور ودوان پروفیسر صاحب سنگھ جی نے بڑی حیرانگی سے لکھا ہے کہ :-

"میرے دانت جڑ گئے ایک سکھ پروفیسر کے مونہہ سے یہ سن کر کہ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ ... گورونانک جی کا گورو مسلمان فقیر مراد تھا"[2]

حالانکہ اس میں حیرانگی یا دانت جُڑنے والی کوئی بات نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے جسے کسی طرح بھی چھپایا نہیں جا سکتا کہ گورونانک جی کا مرشد یا گورو مسلمان بزرگ تھا خواہ اس کا نام مراد ہو یا کوئی اور،

بغداد میں ایک کتبہ آج بھی موجود ہے جس میں "مراد" اور "بابا نانک فقیر" کے الفاظ کندہ ہیں۔ یہ کتبہ عربی، کردی اور ترکی زبان کے ملے جلے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے اس کتبہ سے متعلق لکھا ہے کہ :-

"اس کتبہ کی عبارت ترکی۔ عربی ملی جلی ہے جس کی وجہ سے ترجمہ کرنے میں بہت دقت پیش آتی ہے۔ اس کی تیسری سطر کی عبارت یہ ہے کہ :

"یدی لر امداد ایدوب کلدی کہ تاریخنہ"[1]

اس کا شروع کا لفظ "یدی" ترکی ہے۔ اور اس کے معنے سات ہے۔ اور سانوں نے مدد کی۔ اس سے مراد کئی لوگ سات پیروں نے مدد کی یا سات آسمانوں کے فرشتوں نے مدد کی یا سات زمینوں اور سات آسمانوں نے مدد کی لیتے ہیں"[3]

بغداد میں موجود یہ کتبہ شعروں کی شکل میں ہے کیونکہ اس کی سطور کے آخر میں مجید

---

[1] گورو سندیش مہینا نگر فروری ۱۹۶۴ء [2] دھرم تے سدا چار صفحہ ۱۳۲ [3] گورونانک چمتکار صفحہ ۱۷۵

"جدید" اور "سعید" کے الفاظ ہیں اور اس کتبہ کے آخر میں اصل ہیں گورو نانک جی کے بغداد جانے اور مریدی اختیار کرنے کی تاریخ دی گئی ہے جو ۹۱۷ھ بنتی ہے اور یہ تاریخ ابجد کے حساب سے مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے:۔

"بابا نانک فقیر مرید سعید"

ابجد[1] کے اصول ملحوظ رکھکر دیکھا جائے تو "بابا نانک فقیر مرید سعید" کے حروف کے ۹۱۷ عدد بنتے ہیں۔ جیسا کہ ب۔ ۲ + الف۔ ۱ + ب۔ ۲ + الف۔ ۱ + الف کھڑا۔ ۱ + ن۔ ۵۰ + الف۔ ۱ + الف کھڑا۔ ۱ + ن۔ ۵۰ + ک۔ ۲۰ + ف ۸۰ + ق۔ ۱۰۰ + ی۔ ۱۰ + ر۔ ۲۰۰ + م۔ ۴۰ + ر۔ ۲۰۰ + ی۔ ۱۰ + د۔ ۴ + س۔ ۶۰ + ع۔ ۷۰ + ی۔ ۱۰ + د۔ ۴ = میزان ۹۱۷ (یہ کتبہ کی تاریخ ہے۔)

بعض سکھ ودوانوں نے بھی اس کتبہ سے اس کی تاریخ نکالنے کی کوشش کی ہے انہوں نے بھی اس سے ۹۱۷ عدد ہی مراد لئے ہیں۔ مگر انہوں نے اس کتبہ کے یہ الفاظ نہیں لئے جیسا کہ بھائی ویر سنگھ جی کا بیان ہے کہ:۔

"اس کی تیسری سطر ... کے آخری الفاظ "تاریخہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلی سطر میں تاریخ (سن) ہے اور چوتھی سطر لوں ہے

یا پدی نواب اجرایرا ابی مرید سعید

ابجد کے حساب سے ان الفاظ کی عددِ ترتیب ۲۷ + ۵۹ + ۲۰۵ + ۲۱۵ + ۱۳ + ۲۵۴ + ۱۴۴ = ۹۱۷ بنتی ہے جو کہ کتبہ کے نیچے درج شدہ سن سے مل جاتی ہے۔"[2]

---

[1] سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے ابجد کے بارہ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:۔
"شاعر جب نظم میں تاریخ لکھتے ہیں تو ایسے ذو معنے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ ان میں وہ الفاظ گنتی کا کام بھی دیتے ہیں۔" (مہان کوش ص ۲۰۶)

[2] گورو نانک چمتکار ص ۱۲۵

نانک چمتکار کے فاضل مصنف کا یہ حساب درست نہیں۔ تاہم اس سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ ودوانوں کے بقول بھی اس کتبہ میں اسکی تاریخ دی گئی ہے۔ جس سے گورو نانک جی کے بغداد شریف جانے کا زمانہ متعین ہو جاتا ہے اور وہ ۹۱۷ ہے جو کتبے کے آخر میں بھی درج ہے اور یہ تاریخ کتبہ کے الفاظ "بابا نانک فقیر مرید سعید" سے ہی نکلتی ہے کسی اور طریق سے نہیں اسی وجہ سے بابا اور نانک کے الفاظ میں الف کھڑے بھی دیئے گئے ہیں۔

ایک اور سکھ ودوان سردار کرتار سنگھ جی کرنار سابق پردھان سنٹرل سکھ سنٹرل کمیٹی بغداد نے لکھا ہے کہ :

"کتبہ کی چوتھی سطر یا پدی سے لے کر مرید سعید تک ابجد کے لحاظ سے ۹۱۷ ہجری نکلتا ہے۔ جس سے کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ ۹۱۷ ہجری اور ۱۵۶۸ بکرمی (۱۵۱۱ء) بنتا ہے۔"[۱]

اس کتبہ سے متعلق سردار صاحب موصوف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ :-

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کتبہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت گاہ کے اندر تھا اور بعد کو یہاں لگا دیا گیا ہے جہاں کہ آج کل ہے۔ لیکن اس کی اصل جگہ شیخ بہلول کے مقبرہ کے پاس ہے۔"[۲]

بغداد کے اس فوٹو کا تذکرہ متعدد سکھ ودوانوں نے بھی کیا ہے۔[۳]

۱؎ رسالہ گورو سندیش بیمانگر مارچ ۱۹۶۳ء ۲؎ رسالہ گورسندیش بیمانگر مارچ ۱۹۶۳ء

۳؎ ایوولیوشن آف دی خالصہ (انگریزی) جلد اول ص ۷۲۔ مہان کوش ص ۲۴۸۶۔ نانک پرکاش سمپادت ص ۱۰۵۴ گورو نانک چمتکار ص ۱۲۴، اچھوت چھات سمبندھی گورمت سدھانت ص ۱۴۔ اسلام اور سکھ ازم انگریزی ص ۱۲۳، تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۴۹-۱۵۰، سچا گورو ص ۱۸۳ جیون برتانت گورو نانک جی ص ۲۰۴۔ ساڈا اتہاس ص ۶۷، ص ۷۳ گورو نانک جی دے پتر استھان۔ دھرم سالاں تے گوردوارے ص ۳۷ گورمت بیکچر ص ۸۴۔ گورو نانک جیون جگ تے ایڈیشن ص ۵۵، سکھ ڈائری ۱۹۶۹ء ص ۴۸۔ رسالہ گورسندیش بیمانگر فروری ۱۹۶۴ء۔ اخبار خالصہ سماچار ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء رسالہ سیس گنج جولائی ۱۹۷۰ء، خالصہ ایڈووکیٹ امرتسر ۳۰ ستمبر، اکتوبر ۱۹۶۳ء، نوائے ہندوستان ۲۰ فروری و ۱۷ فروری ۱۹۶۴ء گوردوارہ گزٹ مئی ۱۹۶۶ء ص ۳۹۔ گورو نانک انگریزی مصنفہ سردار ہربنس سنگھ ص ۱۶۵ ہم نے خود اس کتبہ کی عبارت بغداد سے منگوا کر اپنی کتب میں شائع کی ہوئی ہے ملاحظہ ہو گورو نانک جی کا گورو ص ۸۷ سکھ گورو صاحبان اور مسلمان ص ۵۷ ہمارا نانک ص ۴۹ وغیرہ

بغداد کا یہ کتبہ اس طرح ہے :-

کوردی مراد ایلدی حضرت رب مجید
بابا نانک فقیر اولہ تک عمارت جدید
یدی ولیلر امداد ایدوب کلدی یکہ تاریخنہ
یاپدی ثواب اجرہ انی مرید سعید
۹۱۷ سنہ

اس کتبہ سے متعلق ہماری جماعت کے ایک مشہور و معروف سکالر مکرم شیخ عبدالقادر صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ :-

"نیشنل میوزیم کراچی میں جناب مولانا محمد اشرف صاحب اسلامی دور کے کتبات قدیم اردو رسم الخط پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ان کا مرتب کردہ عربی مخطوطات کا ایک مرقع حال ہی میں لندن میں شائع ہوا ہے۔ جس میں عہد بہ عہد رسم الخط کے ارتقاء اور مختلف نسخوں کی تفصیل موجود ہے ان کی خدمت

میں حاضر ہو کر میں نے بابا نانک والے کتبہ کا عکس پیش کیا تو انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ خطِ رقاع ہے اور اُس دَور سے تعلق رکھتا ہے جس کا حوالہ کتبہ میں دیا گیا ہے۔ یہ کتبہ منبت ہے۔ یعنی سطح کو کھود کر الفاظ کو ابھارا گیا ہے۔ پھر انہوں نے بابا نانک فقیر مرید سعید کے متعلق میرے نظریہ کو پرکھا تو وہ درست نکلا انہوں نے فرمایا کہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ حروف پر جو کھڑے الف ہوتے ہیں ان کے اعداد بھی شمار کئے جاتے ہیں۔ بابا نانک فقیر مرید سعید کے اعداد ۹۱۷ بنتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا اگر کتبہ میں ۹۲۷ ہو تو ان کے اعداد کے لکھنے کے لئے درمیان میں جو جگہ چھوڑی گئی ہے وہ زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ ۹۱۷ کی کتابت نہایت درجہ موزوں ہے اگر اس کو ۹۲۷ بنایا جائے تو فعل ناموزوں اور لکھائی بدزیب ہو جائے گی"[1]

سنٹرل سکھ کمیٹی بغداد کے سابق پردھان سردار کرتار سنگھ کرتار کا بیان ہے کہ:-

"یہ کوئی مضبوط پتھر نہیں۔ بلکہ ایک قسم کا ریتلا پتھر ہے۔ الفاظ ابھرے ہوئے ہیں۔ اس پر ترکی زبان میں شعر لکھے ہوئے ہیں ... ... ان اشعار کی صرف چار سطریں ہیں اور آخر میں ان سطروں کے نیچے ۹۱۷ سن درج ہے"[2]

بغداد کے اس کتبہ کے مختلف ودوانوں نے الگ الگ ترجمے بیان کئے ہیں۔ چنانچہ مشہور و معروف بنگالی اندوبھوشن بلیز جی نے اس کے معنے یہ لکھے ہیں کہ:-

---

[1] الفضل ربوہ یکم اپریل ۱۹۷۳ء [2] رسالہ گورو نندیش پینا نگر مارچ ۱۹۶۳ء

مسٹر بلیز جی نے یہ ترجمہ مولانا آغا کاظم شیرازی سے کروایا تھا جیسا کہ ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ :-

"اندو بھوشن بلیز جی نے اس کا ترجمہ مولانا آغا کاظم شیرازی سے کروایا تھا گورو مراد وفات پا گئے بابا نانک فقیر نے اس عمارت کو بنانے میں مدد کی جو کہ ایک نیک بخت مرید کی طرف سے نیک کام تھا۔"[1]

اس کتبہ کا ایک ترجمہ سردار مہان سنگھ ایڈیٹر خالصہ سماچار نے بھی شائع کیا ہے۔ جو بہت ہی عجیب غریب ہے جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"گورو نانک جی بغداد گئے ... وہاں اب تک چبوترہ موجود ہے۔ اور اس پر عربی کا ایک پورا ناکندہ کیا ہوا پتھر لگا ہوا ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت رب مجید گورو نانک کا یہ استھان مراد نام کے مرید نے تیار کیا تاکہ اس کے مرشد کی یہ یادگار قائم رہے اور اس گورو نانک کے اس نیک بخت مرید کا اس یادگار کے قائم کرنے کا ثواب ہمیشہ جاری رہے"[2]

سردار مہان سنگھ نے اس ترجمہ میں محض اپنا عقیدہ ہی ملحوظ رکھا ہے کتبہ کے اصل الفاظ کیا ہیں اور ان کا کیا ترجمہ ہو سکتا ہے اس کی طرف انہوں نے توجہ دینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔

پروفیسر پیارا سنگھ جی پدم نے ڈاکٹر پروفیسر گنڈا سنگھ جی کی طرف اس کتبہ کا یہ ترجمہ منسوب کیا ہے کہ :-

"فقیر یعنی۔ حضرت بابا نانک فقیر اولیاء کی یاد میں یہ عمارت سات پیروں کی مدد سے نئے سرے تعمیر کی گئی اور اس کی تاریخ یہ نکلی کہ نیک بخت فقیر مرید نے فیض کا چشمہ جاری کیا ہے۔ ۹۲۷ھ ہجری۔ گنڈا سنگھ مورخ"[3]

---

[1] رسالہ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء

[2] خالصہ سماچار امرتسر ۲۶ فروری ۱۹۶۴ء [3] سب تو وڈا ست گورو نانک ص ۱۲۰۔

سکھ وِدوانوں نے اس کتبہ کے اور بھی متعدد معنے بیان کئے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں جن کی تفصیل ہماری کتاب "گورو نانک جی کا گورو" اور "ہمارا نانک" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

سکھوں میں بعض ایسے ودوان بھی موجود ہیں جو اس کتبہ کو جعلی اور فرضی قرار دینے میں کوشاں ہیں[1]۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کے کوئی بھی معنے درست تسلیم کئے جائیں یہ اصلیت اپنی جگہ قائم ہے کہ گورو نانک "مرید سعید" تھے اور ان کا گورو ایک مسلمان بزرگ تھا جس کی بعیت کر کے وہ اپنے رب العزت کے واصل ہوئے تھے چنانچہ ان کا اپنا ہی یہ ارشاد ہے کہ:-

ست گورو ٹول واریا جت ملیاں خصم سمالیا
جن کر اپدیش گیان انجن دیا اِنی نیتری جگت نہالیا[2]

ایک سِکھ ودوان پروفیسر صاحب سنگھ جی نے گورو جی کے اس ارشاد کے یہ معنے بیان کئے ہیں کہ:-

"میں اپنے گورو سے قربان ہوں، جسے ملنے سے میں مالک (خدا تعالیٰ) کو یاد کرتا ہوں۔ اور جس نے اپنی تعلیم سے ... ... گیان کا سرمہ دے دیا ہے (جس کی برکت سے) میں نے ان آنکھوں سے دُنیا کی (حقیقت) کو دیکھ لیا ہے ... ... (میرے ست گورو نے) مہربانی کر کے مجھے اس دنیا سے کنارے لگا دیا ہے"۔[3]

---

[1] سردار جی بی۔ سنگھ نے بغداد کے اس کتبہ کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

" ایک سکھ منیں نے بغداد میں نئی جعلسازی کی تصاویر وغیرہ کے ساتھ بیر کا نام مجھے لغلول سنایا ہے اب عربی میں بغل۔ گدھے اور گھوڑی سے پیدا ہوئے خچر کو کہتے ہیں۔ لہٰذا کسی خچر پیر کی پرانی قبر کے ساتھ کے حجرے میں پچھلی جنگ عظیم میں ایک کتبہ لگ گیا اور اس جنگ عظیم میں یعنی ۱۹۳۷ - ۱۹۳۸ء میں بنائی گئی تصویر... ... ایک پانچ گرنتھی کی پوتھی اور رکھ دی ہیں بھی رکھدی گئیں۔ دونوں جنگوں کے درمیان عمارت میں فرق پڑ گیا ہے اور حجرے پر چھت ڈال دی گئی ہے ... دونوں وقتوں کے نقشے میرے پاس ہیں جو خود دیکھنے والوں نے بنائے ہیں" (پنجابی ساہت اپریل سنہ ۱۹۴۴ء)

[2] گورو گرنتھ صاحب۔ رگ آسا کی وار شلوک محلہ ا ص ۵۸۱ [3] آسا دی وار مترجم ص ۲۰۹

ایک اور مقام پر گوروجی فرماتے ہیں:۔

برس گھنٹا میرا پر گھر آیا

بل جاواں گور اپنے پریتم جن ہر پربھ آن ملایا[1]

جو لوگ کسی شخصیت کو گورو نانک جی کا گورو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں انہیں اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر فی الحقیقت گورو نانک جی نے کسی شخص کو اپنا گورو یا مرشد نہیں بنایا تھا تو پھر گوروجی کے ان ارشادات کے کیا معنے لئے جائیں گے اور گوروجی کا یہ فرمانا کہ میں اپنے گورو سے قربان ہوں جس کے ملنے سے ہی خدا تعالےٰ کا وصال ہوا ہوں کیونکر درست قرار دیا جا سکے گا۔

الغرض یہ بعید قیاس نہیں کہ گورو نانک جی کو ان کے مسلمان مرشد سے بھی کوئی چولہ ملا ہو جبکہ سکھ وِدوان گیانی کرتار سنگھ جی کو یہ مسلّم ہے کہ گورو نانک جی کے دو چولے سکھوں کے پاس ہیں۔ تو ان میں سے دوسرا چولہ وہی ہو سکتا ہے جو گوروجی کو مسلمان مرشد کی بیعت کے وقت ملا ہو۔ اور پنڈت تارا سنگھ جی کے بقول گورو نانک جی کو اسلام میں داخل کرتے وقت بھی چولہ پہنایا گیا تھا۔

ایک اور سکھ وِدوان سنت سنگھ دلی نے اس سلسلہ میں ایک عجیب بات بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ بغداد میں گوروجی کی جو یادگار ہے اس میں یہ الفاظ درج ہیں کہ:۔

لا الٰہ الا اللّٰہ عبد اللّٰہ نانک ولی اللّٰہ

یعنی۔ میں عبد اللہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی نہیں ہے اور گورو نانک اس کا سروپ ہیں[2]"

ایک اور وِدوان کا بیان ہے:۔

---

[1] گورو گرنتھ صاحب۔ راگ ملار۔ محلہ ا ص ۱۲۵۵۔ [2] رسالہ گورمت امرت سر دسمبر ۱۹۶۶ء

"چبوترے پر ٹین کی ایک سیاہ تختی لٹک رہی ہے جس پر گورمکھی۔ اردو۔ اور عربی میں اس مضمون کی عبارت درج ہے کہ

"حضرت گورونانک جب سفر کے دوران یہاں آئے تو حضرت بہلول کے مہمان رہے۔ یہاں حضور باباجی نے چالیس دن گزارے"۔[۱]

بھائی ویر سنگھ جی نے بغداد میں گوروجی کے اس یادگاری کتبہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"اسلامی دین کے مرکز میں پانچ صدیوں تک اس یادگار کا قائم رہنا گوروجی کے وہاں جانے اور لوگوں میں احترام حاصل کرنے کی ایک گواہی ہے"۔[۲]

بھائی ویر سنگھ جی نے اس بات کو نظر انداز کر دیا ہے کہ بغداد کے لوگوں نے گوروجی کی یہ یادگار کسی غیر مسلم کی یاد کی طور پر قائم نہیں کی بلکہ وہ تو گوروجی کو ایک مسلمان بزرگ ہی تصوّر کرتے چلے آ رہے۔ چنانچہ مشہور و معروف سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"اکثر راست گو حجاج کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ یہاں (بغداد میں) ایک مکان بھی گورونانک صاحب کی یاد میں بنا ہوا ہے۔ جس کو نانک پیر کے نام سے پکارتے ہیں اور وہاں عموماً لوگ ان کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں"۔[۳]

الغرض بغداد کے لوگوں کا گوروجی کی یادگار قائم کرنا یا کتبہ لگانا اور اس کی حفاظت کرنا کوئی تعجب اور حیرانی کی بات نہیں کیونکہ مسلمان تو گوروجی کو ایک پیر تسلیم کرتے ہیں۔ اس لئے وہ ایسی یادگار اپنے ایک مسلمان بزرگ کی ہی تصوّر کرتے ہیں۔ چار پانچ سو سال کیا اب تو یہ یادگار قیامت تک ہی قائم رہے گی۔ خصوصاً ہم احمدی مسلمان تو گوروجی کا ہمیشہ احترام کرتے ہیں اور آئندہ بھی بفضلِ ایزدی کرتے رہیں گے

کیونکہ گورو جی کا احترام ہمارا دینی اور مذہبی فریضہ ہے۔ ہم انہیں مسلمان بزرگ سمجھتے ہیں۔
اس کے برعکس ہندوؤں اور سکھوں نے گورو جی کی اس تاریخی یادگار سے جو سلوک وہ ایک سکھ ودوان کے بقول یہ ہے کہ:۔

" بغداد میں رہنے والے ہندو سکھ بیوپاری جنہوں نے لاکھوں روپے کمائے ہیں اس تعلق میں کچھ بھی نہیں کر رہے۔ بغداد کا بھارتی سفارت خانہ اس لحاظ سے بالکل ناواقف ہے انہوں نے دریافت کرنے پر بھی ظفر پیامی کو ٹال دیا کہ ایسی کوئی جگہ یہاں نہیں ہے۔ انہیں اس سے متعلق واقفیت عراق کے عقید مندوں نے بہم پہنچائی"[1]

اس کی مرمت وغیرہ بھی مسلمان ہی کرتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ:۔

" پہلے اس جگہ کی حالت بہت خستہ تھی۔ لیکن میرے پہنچنے سے قبل بغداد میں رہنے والے ایک پنجابی مسلمان جناب شریف حسین نے سب مرمت کروادی اور ٹائلیں وغیرہ لگوادی ہیں"[2]

یعنی:۔

" اس عمارت کے دروازے پر مرقوم ہے کہ بابا نانک جی کی یادگار شریف حسین پاکستانی نے بنائی۔ مبارک ہے وہ پاکستانی بھائی شریف حسین جس نے ۱۹۴۷ء کی اتنی خوفناک تباہی کے بعد بھی حقیقی انسانیت کو اپنے سینہ میں جگہ دی"[3]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورو جی کے اس مرشد سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ:۔

بتایا گیا اس کو الہام میں ۔۔۔۔ کہ پائے گا تو مجھکو اسلام میں

---

[1] رسالہ گورمت پرکاش اگست ۱۹۶۱ء [2] رسالہ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء رسالہ گورزلش بیناگر ۱۹۶۸ء و رسالہ پارلیمنٹ گزٹ ۱۹۵۹ء۔ رسالہ گورمت پرکاش ۱۹۶۱ء [3] گورمت پرکاش اگست ۱۹۶۱ء ۞

مگر مردِ عارف فلاں مرد ہے — وہ اسلام کے راہ میں فرد ہے
مِلا تب خدا سے اسے ایک پیر — کہ چشتی طریقہ میں تھا دستگیر
وہ بیعت سے اس کی ہوا فیض یاب — سُنا شیخ سے ذکر راہ صواب[1]

ہم نے اس سلسلہ میں ایک کتاب "گورونانک جی کا گورو" کے عنوان پر شائع کی ہوئی ہے۔ اس میں سِکھ کتب، اور گورونانک جی کے اپنے اقوال پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گورو جی کے گورو ایک مسلمان بزرگ تھے اور یہ بات اب بعض سکھ ودوان بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

سنٹرل سکھ کمیٹی بغداد کے سابق پردھان سردار کرتار سنگھ کرتار کے نزدیک بغداد میں ایک اور کتبہ بھی ہے جو کہ عربی زبان میں ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:-

"شیخ بہلول کی زیارت گاہ کے باہر کے دروازہ کے قریب تھوڑا سا بائیں جانب مغرب کی طرف دیوار کے کونے کے نزدیک ہی سنگ مرمر کے پتھر کا کتبہ لگا ہوا ہے الفاظ اس کے بھی ابھرے ہوئے ہیں، صاف نہیں پڑھا جا سکتا۔ اس پتھر پر عربی زبان میں عبارت درج ہے۔ متعدد مرتبہ اس کا فوٹو لینے کی کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہ ہوتی۔ آخر کار اس کے ابھرے ہوئے الفاظ چھوڑ کر باقی جگہ سیاہی پھیر کر اس کا فوٹو لیا گیا ... ... اس سے زیادہ صاف فوٹو کا لیا جانا مشکل ہے۔ ساری عبارت کا ترجمہ تو حاصل نہ ہو سکا۔ البتہ اس سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ پرانی ہے اور خستہ حالت میں ہے ترکوں کے زمانہ میں کاظم پاشا نے اس کی مرمت ۱۳۲۰ھ میں کی۔ یعنی اسے ایک طرح سے دوبارہ تعمیر کروایا تھا۔"[2]

ایک سِکھ ودوان نے اس بارہ میں عجیب و غریب بات بیان کی ہے کہ:-

"بغداد سے دس بارہ میل دور شریف حسین پاکستانی کی بنائی ہوئی سرخ

---

[1] ست بچن صفحہ ۴۰ [2] رسالہ گورو سندیش بیناگر مارچ ۱۹۶۳ء

اینٹوں کی چھوٹی سی عمارت کے دو کمروں میں سے ایک چبوترے پر کھڑا ہیں۔ ایک نسخہ جپ جی صاحب کا[۱]۔ گورمکھی حروف میں[۲] ایک چلول اور ایک دری کا ذکر تھا۔ اور ساتھ ہی بتایا گیا تھا کہ چبوترے پر لٹک رہی سیاہ تختی پر گورمکھی اردو اور عربی میں[۳] لکھا ہوا تھا۔

"حضرت بابا گورو نانک جب یاترا کرتے ہوئے ادھر تشریف لائے تو وہ حضرت بہلول کے مہمان رہے۔ یہاں حضرت بابا صاحب چالیس دن ٹھہرے[۴]"

اگر بغداد میں اب ایسا کوئی کتبہ ہے۔ تو وہ گورو نانک جی کے زمانہ کا ثابت نہیں ہو سکتا ایک صاحب نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ پیر بہلول صاحب گورو نانک جی کے بغداد سے آجانے کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ اور گورو نانک جی کی یاد میں ہی وقت گزارتے رہے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کے چیلوں نے اس طرح کا کتبہ لگایا کہ:-

HERE SPOKE THE HINDU GURU NANAK TO FAKIR BAHLOL AND FOR THESE SIXTY WINTERS, SINCE THE GURU LEFT IRAN, THE SOUL OF BAHLOL HAS RESTED ON THE

---

[۱] جپ جی کو موجودہ صورت سکھ ودوانوں کے بقول گورو انگد جی نے دی ہوئی ہے کیونکہ اس کے آخر میں ان کا بیان کردہ شلوک درج ہے اور شروع کے شلوک کو بھی بعض سکھ ودوانوں نے گورو ارجن جی کا بیان کردہ تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو جپ جی مترجم سبونا تھ ۱۷۰۱ء کی نوشت و نانک پرکاش اتاردھا دھیائے 52

[۲] سکھوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے نزدیک گورمکھی گورو انگد جی نے ایجاد کی تھی۔ (ملاحظہ اشٹ گورچمتکار ص ۱۴۰ و گورمت اتہاس گورو خالصہ ص ۵۶۔ اتہاس گورو خالصہ ہندی ص ۱۲۴۔ بھائی پرکاش منظوم ص ۲۰۷ گوردھام سنگرو ص ۶۵ مختصر مکمل تواریخ گورو خالصہ ص ۶۹۔ نورکا فنور ص ۳۵۔ رسالہ امرت امرتسر جولائی ۱۵۲۳ء۔

[۳] اردو کا کوئی کتبہ گورو نانک جی کے زمانہ کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اردو زبان شاہجہان کے زمانہ میں وجود میں آئی۔ گورو نانک جی کے زمانہ میں اردو کی موجودہ شکل و صورت نہیں تھی۔ لہٰذا اردو والا یہ کتبہ بعد کی ایجاد ہی کہا جا سکتا ہے

[۴] خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اگست ۱۹۶۱ء

master's word like a bee posted on A DAWN- LIT HONEY - ROSE"

اور اس کا اردو ترجمہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ :۔

"یہ وہ مقام ہے جہاں ہندو فقیر گورو نانک[۱] نے بغداد کے فقیر بہلول سے گفتگو کی تھی یہ ساٹھ سال جب گورو نانک جی بغداد سے چلے گئے۔ بہلول کی روح اپنے مرشد کے اقوال پر ٹپکی رہی یوں جیسے کہ شہد بھرے اور علی الصبح کی روشنی سے چمک رہے گلاب کے پھول پر شہد کی مکھی بیٹھی رہتی ہے[۲]"

اس کتبہ سے متعلق سردار رنجیت سنگھ کھڑگ نے بیان کیا ہے کہ یہ کتبہ اب بغداد میں نہیں ہے۔ ضائع ہو چکا ہے[۳]۔

گورونانک جی کو اعلائے کلمۃ اللہ کی تلقین کس نے کی؟

سکھ کتب سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ گورو نانک جی کو سفر اختیار کر کے اعلائے کلمۃ اللہ کرنے کی تلقین ایک مسلمان اور فرشتہ صورت بزرگ نے ہی کی تھی۔ اور اس کا نام سکھ کتب میں "گوبند لوک" بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

"اک دن اک گوبند لوک آئے ملیا۔" تور کی" جامے وچ بابے جی اس دا وڈا آدر کیتا۔ بٹھایا۔ تاں اوس گوبند لوک نے آکھیا اکنت میں تم نانک نرنکاری ہو۔ نرنکار کا نام پرسدھ کرو۔ کہ مودی خانہ اٹھاؤ تے رہو گے۔ اتنا کہہ کر

---

[۱] سنوبرڈ مصنفہ سوامی آنندہ اچاریہ منقول از سپ تواریخ وڈا است گورنانک ص۱۴۰ نانک پرکاش سمپادت ص۱۰۲۱ رسالہ گورنلیش جولائی ۱۹۶۳ء۔ سنت سپاہی اکتوبر ۱۹۵۶ء نومبر ۱۹۶۱ء

[۲] گیانی گیان سنگھ جی کا بیان ہے بغداد کے لوگ گورو نانک جی کو مسلمان پیر سمجھتے ہیں۔ (تواریخ گورو خالصہ اردو ص۱۴۹)

[۳] سپ تواریخ وڈا است گورونانک ص۱۴۰

اور چلا رہا۔[1]

پادری ڈبلیو ایم رائبرن ایم اے کا بیان ہے کہ :۔

"ایک روایت یوں ہے کہ ایک مسلمان درویش نے کام چھوڑنے کی ترغیب دی"[2]

گوبند لوک سے یہی مراد ہے کہ کسی خدا رسیدہ مسلمان بزرگ نے گورو جی کو دنیاوی دھندے اور کاروبار ترک کر کے اعلائے کلمۃ اللہ کی تلقین کی تھی۔ کیونکہ گورو گرنتھ صاحب میں گوبند لوک کے بارہ میں یہ مرقوم ہے کہ :۔

گوبند لوک نہیں جنمیں مرہیں[3]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں گوبند لوک کی تشریح میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"رب کے بندے بھگت لوگ جنم مرن سے بلند و بالا ہوتے ہیں"[4]

اور بھی متعدد کتب میں "گوبند لوگ" کے معنے بھگت جن اور سادھ جن وغیرہ بیان گئے گئے ہیں۔[5]

مشہور سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

"ایک دن بابا نانک جی اپنی دکان پر بیٹھے تھے کہ ایک سنت صورت الٰہی جس کو کسی نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ بڑا جلال والا آیا۔ بابا جی سے کہا نانک نرنکاری یہ کام تو جیسا چاہیئے تھا ہو لیا۔ آپ کی صلبی نسل بہت زیادہ ہوگی۔ اب وہ کام کرو جس کے لئے دنیا میں آئے ہو۔

وہ فقیر اس سے قبل کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ نانک نرنکاری نام ہی گورو جی کا کسی نے بلایا تھا۔ ... ... اور ست گورو پھر نہ گھر اور نہ مودی خانے کہیں نہیں گئے۔ اور لوگوں کو خدا کے سچے راستہ پر

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۸۹۔ [2] پنجاب کے گورو اور ان کی تعلیم۔ [3] گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۲۹۴ راگ گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۲۱۱۔ [4] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۲۱۱۔ [5] مہان کوش گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۴۱۰۔ گرنتھ گورو گرارتھ کوش صفحہ ۵۳۸۔ گوربانی پرکاش صفحہ ۱۳۹

پر لگانے کے لئے چل دیئے"[1]*

ایک ہندو ودوان ٹی ایل واسوانی کے بقول گورو نانک جی دس برس لگاتار ایک مسلمان شیخ فرید ثانی) سے مل کر اعلائے کلمۃ اللہ کرتے رہے۔ اور اکثر مقامات کے ہندوؤں نے گورو جی کی اس روش کو ناپسند کیا مگر انہوں نے اس کی قطعاً پرواہ نہ کی جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"میں سمجھتا ہوں کہ گورو نانک صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا تھا۔ گورو جی کو مسلمانوں سے میل جول کرنے میں لذت محسوس ہوتی تھی۔ شیخ فرید ثانی) دس سال تک گورو جی کے ساتھ مل کر اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ اکثر مقامات کے ہندوؤں نے اسے ناپسند کیا مگر ایکتا کے اوتار نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی"[2]

ایک اور سکھ ودوان نے بھی گورو جی شیخ فرید کے ساتھ مل کر دس سال تک اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ ادا کرنا بیان کیا ہے[3]

سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی نے اپنے اکثر سفر چولہ "خلکا" یا کفنی پہن کر ہی کئے تھے[4]۔ سکھ کتب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب لوگوں نے گورو نانک جی سے اس کفنی یا خلکا پہننے کی غرض یا حکمت دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ :

"کفنی کہتی ہے کہ میں مردہ کا لباس ہوں۔ اگر جیتے جی مر چکے ہو تو مجھکو پہنو

---

[1] تواریخ گورو خالصہ ص ۱۱۲۔

* گیانی گیان سنگھ جی نے گورو نانک جی کا چولہ پہن کر تبلیغ حق کے لئے سفروں پر جانا بیان کیا ہے ملاحظہ ہو تاریخ گورو خالصہ ص ۱۱۶) یاد رہے کہ گیانی جی نے اسی صفحہ پر اس سے پہلے یہ بیان کیا ہے کہ گورو جی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خلعت "سر پاؤ" ملا تھا اور اس خلعت اور سر و پاؤ کے لئے انہوں نے گورو جی کا شبد بھی نقل کیا ہے۔ جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ :۔ "سچی صفت صلاح کپڑا پایا"

[2] ہفت روزہ مرچی امرتسر ۱۴ر جنوری ۱۹۲۸ء [3] درسیٹ مل گورو نانک ص ۱۱۳ [4] پراتن جنم ساکھی ص ۳۲ جنم ساکھی اردو ص ۱۲۵ جنم ساکھی مائی منی سنگھ ص ۳۵۰ [5] جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۲۵ جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص ۱۲۳۔ ؛

اگر دُنیا کی کچھ حرص دل میں رکھتے ہو تو مجھے کیوں پہنتے ہو دنیا دار ہی بنے رہو[۱]"

اور بھی متعدد سکھ ودوانوں کے بقول گوروجی نے اس "کفنی" یا "خلکا" پہننے کی یہی حکمت بیان فرمائی تھی[۲]

پوراتن جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ گوروجی نے اپنی پہلی اداسی میں ہی چولہ اختیار کیا تھا[۳]

گورونانک جی کے بعد یہ مقدس چولہ کسے ملا؟

گورونانک جی مہاراج جب تک اس دُنیا میں زندہ رہے یہ عرشی چولہ ان کے پاس ہی رہا۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے یہ چولہ گوروانگد جی کے سپرد کر دیا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کتاب ساکھی چولہ صاحب کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ :-

"کتاب ساکھی چولہ صاحب سے یہ بات واضح ہے کہ جب باوا صاحب کا انتقال ہوا تو یہ چولہ انگد صاحب کو جو ان کے پہلے جانشین تھے باوا صاحب سے ملا تھا جس کو انہوں نے گدی پر بیٹھنے کے وقت سر پر باندھا تھا اور ہمیشہ بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔[۴]"

حضور نے اپنے اس ارشاد میں جس کتاب ساکھی چولہ صاحب کا ذکر فرمایا ہے وہ بیدی بھگوان سنگھ ڈیرہ بابا نانک کی تصنیف ہے اس میں اس چولہ صاحب سے متعلق یہ مرقوم ہے کہ :-

"گورو صاحب نے نہال ہو کر (انگد کو گلے لگایا) چولہ گلے سے اتار کر دیا۔ نہال ہوئے اور کھڈور جانے کی تلقین فرمائی[۵]"

اس طرح یہ چولہ گورونانک جی نے اپنے آخری وقت میں گوروانگد جی کے سُپرد

---

[۱] جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۲۵ و جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۲۳ [۲] پوراتن جنم ساکھی ص۲۹ نانک پرکاش ص۹۲۵ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص۷۵ جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۱۸ [۳] پوراتن جنم ساکھی ص۳۲ و گورو نانک سودھ جوت، [۴] ست بچن ص۴۹ ، ۵ ر

[۵] پرسنگھ سری چولہ صاحب کے پرگٹ و پرکاشت ہونے کا مصنفہ بیدی بھگوان سنگھ۔

کر دیا تھا۔

اور بھی بعض سکھ وِدوان یہی بیان کرتے ہیں جیسا کہ ایک مرتبہ بھارت سے شائع ہونے والے بعض سکھ اخباروں نے لکھا تھا کہ :۔

"سچ کھنڈ جانے سے قبل باباجی نے یہ چولہ گورو انگد جی کو بھینٹ کیا تھا"[1]

جب ہم سکھ کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو اس سے بھی یہی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ گورونانک جی مہاراج نے اس دُنیا سے رحلت فرماتے وقت یہ چولہ اپنے وفادار، اطاعت گزار اور مخلص مرید گورو انگد جی کی سپرداری میں دے دیا تھا چنانچہ مشہور سکھ بزرگ بھائی منی سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

"باباجی نے اپنا چولہ رکھدیا اور کہا کہ جو شکت والی ہے وہ اس چولہ کو پہن لے ۔سری چند اور لکھمی داس سے وہ چولہ اٹھایا نہ گیا۔ اور سری گورو انگد جی نے متھا ٹیک کر (یعنی سجدہ کرکے) پہن لیا۔"[2]

بھائی کیسر جی چھبر نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

صاحب گورپائی انگد نوں دتی ۔۔۔ اپنا گودڑا گورو انگد تے پایا
... ...
بچھوں سبھناں ایہہ صلاح کیتی ... ...
گودڑے وچ ہیسی گورپائی ! ۔۔۔ سو گور انگد جی پائی
گودڑا ایس پاسوں موڑ لیجے ۔۔۔ سیوک ہوئے سو ایس نوں کھیجے
سری چند کیہا گودڑا اتار ۔۔۔ لینے لاہ دھر یا سبھا مجھار
دھرم چند نوں کہا تم لیہو اٹھائی ۔۔۔ دھرم چند تے نہ اٹھایا جائی
لکھمی داس جاتے ہتھ پایا ! ۔۔۔ تس تے بھی نہ جائے اٹھایا

---

[1] اکالی پتر کا جالندھر ۶ مارچ ۱۹۶۴ء و اجیت جالندھر ۷ مارچ ۱۹۶۴ء
[2] جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صـ۵۸۴ - اتہاسک پتر سینچی ۲ انک ۳ صـ۳۴

اٹھائے رہیا سارا پروار — گوڑا ہوا ہاتھی دا بھار
بیٹھ سبنھاں مل کری صلاح — سب برکت ہے گوڑ سے ماہ
پہ دنیا ہے گوراس تائیں — اس دا دیا اساں کھائی
اس کو کہیو تو لیہو اٹھائی — جے اٹھاوے تا اس پہرائی
سری چند کہا لیہو اٹھائے — پر وچھنا انگدجی کیتی جائے
مستک ٹیک اٹھاٹ سو لیتا — رل مل سبنھاں تس کو دیتا[1]

ایک اور سکھ ددوان گیانی سردول سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

" اپنا چولہ اتار کر حکم دیا کہ اسے پہن لو ۔۔۔۔ صاحبزادے بہت کوشش کرتے رہے ۔ مگر چولہ نہ پہنا گیا ۔۔۔۔ تب گوروانگدجی کو حکم کیا انہوں نے فوراً چولہ پہن لیا ۔"[2]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ گورونانک جی نے اپنے آخری وقت میں اپنا یہ مقدس چولہ اپنے مخلص مرید اور اطاعت گزار شاگرد گوروانگدجی کو سونپ دیا تھا ۔ گوروجی کے فرزند ارجمند بابا سری چند لکھمی چند اسے حاصل نہ کر سکے حالانکہ انہوں نے اسے حاصل کرنے کی اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی تھی ۔[3]

الغرض ان مندرجہ بالا اقتباسات سے ساکھی چولہ صاحب کے بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ گورونانک جی نے اپنے آخری وقت میں یہ چولہ گوروانگدجی کو دے دیا تھا کیونکہ وہی گوروجی کا وفادار اور مخلص مرید تھا ۔ بھائی منی سنگھ جی کے بقول اس چولہ سے متعلق گورو

---

[1] اتہاسک پتر بینچی ۲ ۔ انک ۳ ۔ ص ۱۹۷ و ص ۱۹۸ ۔ [2] لیکچر ص ۵۵ [3] بعض سکھ کتب میں جو خصوصاً ادا سین فرقہ کے لوگوں نے لکھی ہیں یہ لکھ دیا گیا کہ گوروجی نے اپنا یہ مقدس چولہ اپنے آخری وقت میں اپنے بیٹے سری چند کو سونپ دیا تھا گورونانک وجے گرنتھ منقول از اتہاسک پتر بینچی ۲ ۔ انک ۳ ۔ یاد رہے کہ سکھ ودوان اس امر پر متفق ہیں کہ گورونانک جی کے دونوں فرزند بابا سری چند اور لکھمی چند گوروجی کے وفادار بیٹے نہیں تھے انہوں نے گوروجی کے مسلک کو اختیار کرنا پسند نہیں کیا تھا (گورو گرنتھ صاحب اکالم لکی دار سٹیک جلد ۸ کی ص ۹۶۷ و واراں بھائی گورداس وار ایکم پوڑی ۳۸) ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ : " (گورونانک جی نے) گوروانگدجی کو ۔۔۔ گورپائی دے دی ۔ سری چند جی اور لکھمی چند جی دونوں اس دن سے گوروانگدجی سے کوئی نہ کوئی جھگڑا رکھنے لگ پڑے سری چند نے تو غصہ سے سر کے بالوں میں راکھ ڈال لی جس سے ان کا درجہ گھٹ گیا ۔" (تواریخ گورو خالصہ حصہ ۲۷ ص ۲۲۶)

نانک جی نے "شکست وان" ہونے کی شرط لگائی تھی اور گوروجی کے دونوں فرزند اس چولہ کے اٹھانے اور پہننے کے متحمل نہ ہو سکے تھے۔ اور ان سے یہ چولہ اٹھایا ہی نہیں گیا تھا۔ گورو جی کا اس چولہ سے متعلق اس قسم کی شرط لگانا اور گوروجی کے بیٹوں کا اس شرط کو پورا نہ کر سکنا ثابت کرتا ہے کہ یہ چولہ کوئی عام چولہ نہ تھا بلکہ یہ وہی عرشی چولہ تھا جو گوروجی کو اپنے رب العزت سے خلعت کے طور پر ملا تھا۔ ورنہ انہیں کسی عام چولہ سے متعلق "شکست وان" ہونے کی شرط لگانے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ اور گوروجی کا اپنی وفات کے وقت کسی معمولی اور عام چولہ کو کسی "شکست وان" کی سپرداری میں دینا بھی ایک فعل عبث ہی سمجھا جائے گا۔ ایسے وقت تو انسان اپنی اہم اشیاء اور خاص دستاویزات ہی اپنے رفیق وارثوں اور خاص محبوں کے سپرد کیا کرتے ہیں اور ایک عام چولہ کا گوروجی کے بیٹوں سے اُٹھایا نہ جانا ایک فضول سی بات ہو گی۔

سیّد گلاب شاہ صاحب نے گورو نانک جی کے اس چولہ سے متعلق یہ حقیقت بیان کی ہے کہ :-

پر ہے عجب جو اس چولے تھیں سبق نہ لیندا کوئی
کیا معلوم مخالف اس دے کویں مریدی ہوئی
جو جو رقماں اس نے لکھیاں اچی دینی دلائیاں
بیشک ایسی کلام الٰہی سچیاں آیتاں آئیاں

نالو نالی دسنڑ جس نے پہنیا ساڈے تائیں
اوسدے ظاہر باطن وچ کجھ باجھ اساڈے ناہیں
دینی ثبوت صداقت اپنیوں دانش منداں تائیں
دیکھو کس فرقے نے دکھیا عزت نال اسائیں!

جو تعظیم اساڈی ہن یک قوم مخالف کردی
کپڑے دی تعظیم نہیں ایہہ نہ کسے ہور بشر دی

جس دی اساں نشانی سمجھن ہن تک وچ سنساراں
اپنی عمر اندر اس پہینے کپڑے کئی ہزاراں
اس دی طرف نشان کوئی جے چاہندا رکھوائی
جو کپڑے اوس مر دیاں چھوڑے رکھدے سانجھ اوہائی[1]

الغرض اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ گورو نانک جی کا یہ مقدس اور عرشی چولہ کوئی معمولی قسم کا نہ تھا۔ اس کی عزت و عظمت محض ایک کپڑے کی وجہ نہ تھی۔ اور اسی عظمت کے پیش نظر گورو جی نے اپنے آخری وقت اسے اپنے اطاعت گزار اور فرمانبردار چیلے گورو انگد جی کے سپرد کر دیا تھا ورنہ اس میں کیا شک ہے کہ گورو جی نے اپنی ستر برس کی عمر میں سینکڑوں چولے سلوائے ہوں گے اور پہنے ہوں گے ان میں سے کوئی بھی اس وقت محفوظ نہیں ہے اور جنم ساکھیوں اور دوسری کتب سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ گورو جی کا یہ مقدس چولہ جو گورو جی کو ان کے خالق حقیقی نے خلعت کے طور پر دیا تھا بہت ہی برکتوں کا حامل تھا۔ چنانچہ سکھ مؤرخین کے بقول جب بعض لوگوں نے یہ چولہ گورو جی سے زبردستی چھیننے کی کوشش کی تھی تو وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ حتیٰ کہ گورو جی کی وفات کے موقعہ پر جب ان کے بیٹوں سری چند اور لکھمی نے اس چولہ کو اپنے قبضہ میں لانا چاہا تھا تو ان کی مراد پوری نہ ہو سکی تھی اور وہ اس چولہ کو اٹھا بھی نہیں سکے تھے۔ بھائی کیسر سنگھ جی چھبر نے اس چولہ کے ذکر میں اسے گودڑے کے نام سے موسوم کیا ہے اور اس کے متعلق یہی بیان کیا ہے کہ یہ گورو کے بیٹوں سے اٹھایا نہیں گیا تھا۔ اس سے مراد بھی یہی بابرکت چولہ ہے جو گورو جی نے اپنے آخری سفر کے وقت گورو انگد جی کو سونپ دیا تھا۔ کیونکہ خود سکھ ودوانوں نے گودڑی کے معنے چولہ ہی بیان کئے ہیں[2]۔

سکھ کتب سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ گورو انگد جی کے بعد یہ چولہ یکے بعد دیگرے

---

[1] ذوالفقار جلد اول صفحہ ۵۹ [2] جنم ساکھی گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۲۷۷ حاشیہ

دوسرے سکھ گورو صاحبان کو ملتا رہا اور یہ سلسلہ پانچویں گورو ارجن جی تک بدستور جاری رہا۔ چنانچہ ساکھی چولہ میں مرقوم ہے کہ :۔

" گورو انگد جی گورو امرداس کو اور گورو امرداس نے گورو رام داس کو اور گورو رام داس نے گورو ارجن کو یہ چولہ دیا تھا "[1]

اس سلسلہ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ :۔

" سچ کھنڈ جانے (یعنی اپنی وفات) سے قبل باباجی نے یہ چولہ گورو انگد جی کی بھینٹ کر دیا۔ اور پھر گورو ارجن جی نے اپنی گوریائی میں یہ چولہ بھائی طوطا رام کو دیدیا "[2]

گورو ارجن جی نے خود بھی اپنے کلام میں اپنے گورو ست گورو رام داس جی سے ایک چولہ ملنے کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :

قنیں بھو گیوڑ بھنچیو بھائیو   گور دیبان قبا پہنائیو[3]

شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں گورو ارجن جی کے اس ارشاد کے یہ معنے بیان کئے گئے ہیں :۔

" بھائیو تم خوشی مناؤ کیونکہ میرے گورو نے اپنی کچہری (دربار) میں قبا پوشاک (قبار) پہنا دی ہے "[4]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے گورو ارجن جی کے اس ارشاد کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" گورو کے دربار میں سروپاؤ کی بخشش ملی ہے یعنی خلعت حاصل ہوا ہے "[5]

یاد رہے کہ گورو نانک جی کے اس عرشی چولہ کو سکھ کتب میں خلعت، خلقا، خلکا سروپاؤ وغیرہ کے ناموں سے ہی موسوم کیا گیا ہے۔

---

[1] پرسنگ سری چولہ صاحب۔ ڈیرہ گرنتھ رکا نسخہ ہونے کا مصنف بیدی بھگوان سنگھ

[2] اکالی پتر کا جالندھر مارچ ۱۹۶۶ء - واجیت جالندھر ۱ مارچ ۱۹۶۶ء

[3] گورو گرنتھ صاحب۔ سری راگ محلہ ۵ ص ۷۳۔ [4] شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص ۷۳ [5] گورمت پربھاکر ص ۸۷

گورو ارجن جی مہاراج نے ایک اور مقام پر یہ فرمایا ہے کہ :-

الکھ لکھایا گور تے پایا نانک ایہہ ہر کا چولہ[1]

گورو ارجن جی کے مندرجہ بالا قول سے بھی یہ ظاہر ہے کہ آپ کو اپنے گورو، گورو رام داس جی سے خدا تعالیٰ کا عطا کردہ چولہ حاصل ہوا تھا۔ کیونکہ گور تے پایا" اور" ہر کا چولہ" کے الفاظ واضح ہیں، جو گورو جی کو خدا تعالیٰ کا مقدس چولہ ہونے کی وضاحت کرتے ہیں۔

بیدی انوپ سنگھ جی نے اس چولہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

" کرتار پور میں ہی گورو انگد جی کو گوریائی دی اور اداسی لباس کی ۶ اشیاء (عرشی چولہ۔ سیلی۔ ٹوپی۔ مالا۔ پوتھی اور کھڑائیں) بھی گورو گدی کے ساتھ ہی سونپ دیں۔

اسیطرح گورو انگد جی نے گورو امر داس جی کو گور گدی دیتے وقت دے دیں۔ گورو امر داس جی نے گورو رام داس جی کو گور گدی پر بٹھاتے وقت دے دیں، اور گورو رام داس جی نے گورو ارجن جی کو گوریائی دیتے وقت سونپ دیں"[2]

الغرض گورو ارجن جی نے اپنے کلام میں اس امر کے اشارے اور ذکر کیے ہیں، کہ انہیں ان کے گورو رام داس جی نے خدا تعالےٰ کا عطا کردہ خلعت یا چولہ پہنایا تھا۔ اگر گورو ارجن جی کے ان اقوال پر اور ساکھی چولہ صاحب کے بیان پر غور کیا جائے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ خلعت۔ قباء یا چولہ وہی ہے جو گورو نانک جی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا۔ اور گورو جی اپنی زندگی میں اسے زیب تن کیئے اعلائے کلمۃ اللہ کرتے رہے تھے اور آپ کے بعد یہ چولہ گورو انگد جی کی سپرداری میں آگیا تھا گورو انگد جی نے اسے گورو امر داس جی کو سونپ دیا۔ اور گورو امر داس جی نے اسے گورو رام داس جی کے حوالے کر دیا تھا۔ اور گورو رام داس جی کے بعد یہ چولہ گورو ارجن جی کو مل گیا تھا۔

---

[1] گورو گرنتھ صاحب راگ آسا محلہ ۵ صہ ۴۰۷ [2] ساکھی سری چولہ صاحب صہ ۱۲

جیساکہ گوروارجن جی نے خود بھی بیان کیا ہے کہ ان کے گورو نے اپنے دربار میں انہیں ایک قباء پہنائی تھی۔ اور "ہرکا چولہ" عطا کیا تھا اس کے بعد ساکھی چولہ کے مصنف بیدی بھگوان سنگھ کے بقول یہ چولہ گوروارجن جی نے اپنے ایک سکھ بھائی طوطا رام کے مطالبہ پر اس کے سپرد کر دیا تھا جیساکہ مرقوم ہے کہ

چولہ صاحب گوروارجن پاس رکھے — دھوپ دیپ نئی وید چڑھایا سی
گنگا ماتا جی کت کے آپ سوتر — بستر چولے دے ہے سجایا سی
بھائی طوطا گورسکھ نشچے والا — خراسان ولایت توں آیا سی
... ...
دھدا دھن گوروارجن دیو صاحب — چولہ دیا نکال کے تبھی بھائی
لے کر جات بھیو گورسکھ تبھے — مر ... رن انند بگسنائی
سکھی پرگم ہوئی تس دیس سارے — چولہ صاحب سیوا چت رکھنائی[1]

بیدی انوپ سنگھ نے اسبارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"پانچویں گوروارجن جی سری ہرمندر صاحب کے سردور کی سیوا کر رہے تھے۔ ایک سکھ جو کہ اروڈبنس کا بھائی طوطا رام بلخ بخارے کا رہنے والا بھی سیوا کرنے کے لئے آیا ہوا تھا اس نے بہت سیوا کی ... ...

گوروجی نے اس سکھ کو بلایا اور کہا کہ بھائی سکھا تیری سیوا قبول ہو گئی ہے تو ہم سے کچھ مانگ بھائی طوطا رام نے کہا ..... بینتی کی کہ مہاراج بیٹے بیٹیاں اور دولت تو بہت ہے۔ میرا علاقہ گورسکھی سے خالی ہے کوئی سکھی دان بخشش

گوروارجن سوچ میں پڑ گئے۔ ... ... گوروجی نے ۶ اسبارہ میں سے سری چولہ صاحب اسے دے دیا ... ...

---

[1] پرسنگ ۲، ۳ چولہ صاحب کے پرگٹ و پرکاشت ہونے کا۔

بھائی طوطا رام سری چولہ صاحب کو لے کر اپنے شہر کو چلا گیا اور جتنا عرصہ زندہ رہا وہ سنگت کو درشن کرواتا رہا اور جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے خیال کیا کہ اس کے بیٹے بیٹیاں اس چیز کی بے ادبی نہ کریں کیوں نہ اسے ایک پہاڑ کی غار میں رکھ کر آگے پتھر دے دیا جائے۔ ... اس سکھ نے ایسا ہی کیا۔"[1]

الغرض یہ چولہ بھائی طوطا رام جی کی زندگی تک ان کے پاس ہی رہا۔[2] ان کی وفات کے وقت اسے ایک پہاڑ کی غار میں رکھدیا گیا۔ اور اس غار کا مونہہ ایک بہت بڑے پتھر سے بند کر دیا گیا ممکن تھا کہ اس طرح گورو نانک جی کا یہ عرشی چولہ ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے مفقود ہو جاتا لیکن جلد ہی کابلی مل جی بیدی کو خواب میں گورو نانک جی کی زیارت ہوئی اور گورو جی نے اسے اس چولہ کا پورا ٹھکانا اور نشان بتا کر اسے اپنے پاس لے آنے کی تلقین فرمائی۔ کابلی مل جی نے گورو جی کے بتائے ہوئے نشان کو ڈھونڈ کر یہ عرشی چولہ پہاڑ کی غار سے نکال لیا اور اپنے گھر ڈیرہ بابا نانک لے آئے اس وقت سے یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک کے بیدیوں کے پاس محفوظ ہے جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:-

"بھائی طوطا رام اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل اس چولہ کو ایک پہاڑ میں غار کھدوا کر رکھدیا اور سامنے ایک بڑے پتھر کی سل لگوادی۔ ان کی وفات سے کچھ عرصہ بعد گورو نانک جی نے بابا کابلی مل کو (جو گورو جی کی اولاد میں سے تھے) خواب میں سب کچھ تفصیل سے بتایا اور کہا کہ چولہ صاحب یہاں لے آؤ۔ اور سیوا کرو۔ تب بابا کابلی مل نے اپنے رشتہ داروں سے مشورہ کیا اور پھر دیس پردیس کے مشکل سفر پیدل طے کر کے اسی جگہ سو آن شہر سے چولہ صاحب بڑی عقیدت سے لا کر یہاں (ڈیرہ بابا نانک) میں کھڑ یا جس کے اب درشن کرنے سے گورو نانک جی کے درشن ہوتے ہیں۔ درشن کرتے ہی دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔"[3]

---

[1] ساکھی سری چولہ صاحب کی ص ۵-۴۔ [2] پرسنگ سری چولہ صاحب کے پرگٹ درکاشت ہونے کا [3] گودھا دیدار ص ۲۰۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

جو نانک کی مدح و ثنا کرتے تھے　　وہ ہر شخص سے یہ کہا کرتے تھے

کہ دیکھا نہ ہو جس نے وہ پارسا　　وہ چولہ کو دیکھے کہ ہے راہنما

جو شائق ہے نانک کے درشن کا آج　　وہ دیکھے اسے چھوڑ کر کام کاج [1]

گورو جی کے اس چولہ سے متعلق ایک بھارتی ودوان نے بیان کیا ہے کہ:۔

"جب گورو جی (عرب سے) کرتار پور تشریف لائے تو آپ نے یہ چولہ پہنا ہوا تھا۔ اپنی وفات سے قبل باباجی نے یہ چولہ گورو انگد جی کی بھینٹ کر دیا اور پھر گوسوارجن جی کو گوریائی کے ساتھ ملا جو انہوں نے بھائی طوطارام کو دے دیا۔ جو شہر مین کا باشندہ تھا۔ بھائی طوطارام کے مرنے کے بعد اس کے خاندان نے ملک میں فساد ہوتے دیکھکر یہ چولہ پورن ماشی کے دن ایک پہاڑ کی غار میں رکھدیا۔ ۱۸۱۰ء بکرمی میں سری گورو نانک جی کی نویں پشت سے بابا کابلی مل جی ڈیرہ بابا نانک میں رہتے تھے۔ ... انہیں ایک خواب میں میں یہ چولہ لانے کا حکم ہوا۔ اور بابا کابلی مل جی ۸ پھاگن ۱۸۱۰ء بکرمی میں ڈیرہ بابا نانک سے چولہ صاحب لانے کے لئے چل پڑے۔ شہر مین میں پہنچ کر اور بھائی طوطارام کے خاندان سے معلوم کر کے اس پہاڑ کی غار میں داخل ہوئے اور سری چولہ صاحب جو اسیطرح موجود تھا۔ سر پر اٹھا کر ڈیرہ بابانانک کی طرف چل دیئے راستہ میں شبد کیرتن کرتے ہوئے ۹ سال کے بعد ۱۸۱۹ء میں ۲۰ پھاگن کو بابا کابلی مل جی گورو نانک جی کا چولہ لے کر ڈیرہ بابا نانک میں آگئے۔ اس وقت سے اب تک ۲۱ پھاگن ۱۸۲۰ء سے ہر سال اس چولہ صاحب کا میلہ پانچ دن منایا جاتا ہے۔ ... ... یاتریوں کے لئے یہ مبارک چولہ شیشے کی ایک الماری میں رکھدیا جاتا ہے۔" [2]

---

[1] ست بچن صفحہ ۳۸۔ [2] روزنامہ اکالی پتر کا جالندھر مارچ ۱۹۶۴ء روزنامہ اجیت ۷ مارچ ۱۹۶۴ء

بیدی انوپ سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"گورونانک جی کی نسل سے آٹھویں پشت پر بابا کابلی مل جی ہوئے ہیں جو کہ بہت عبادت گزار تھے۔ آپ کو ... گورونانک جی نے خواب میں درشن دیئے اور کہا کہ ہمارے تن کا لباس بلخ بخارا کے پہاڑ میں ہے۔ وہ جا کر لے آئیں۔ تب بابا کابلی مل جی گورو کا حکم مان کر گئے۔ اور وہاں کی سنگت نے بتایا کہ یہ ٹھیک ہے۔ ہم اپنے بزرگوں سے سنتے چلے آ رہے ہیں کہ اس پہاڑ کی غار میں گورونانک جی کے تن کا لباس ہے۔ لیکن باباجی اس غار سے پتھر نہیں ہٹایا جاتا۔ تب باباجی سوچ میں پڑ گئے۔ رات کو پھر گورو جی نے درشن دیئے اور کہا کہ بچہ گھبرا کیوں گیا ہے .. ..

وہاں سے سری چولہ صاحب لے کر باباجی ۲۰ بھاگن کو ڈیرہ بابا نانک پہنچے"۔[۱]

اس چولہ پر بہت سے رومالی بھی چڑھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک رومال گورونانک جی کی بڑی بہن کے ہاتھوں کا تیار کردہ ہے چنانچہ بھائی پرمن سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :-

"اس چولہ صاحب کے ساتھ ایک رومال وہ ہے جو بے بے نانکی جی نے اپنے پیارے بھائی جگت گورونانک جی کی برات کے روانگی کے وقت دیا تھا۔ اس پر بے بے جی کے مقدس ہاتھوں کی کشیدہ کاری ہے۔ بھگت کبیر جی فرید جی وغیرہ بھگتوں کی تصاویر ہیں لیکن خوبی یہ ہے کہ کشیدہ کاری میں یہ تصاویر دونوں طرف یکساں ہیں۔ چار رومال اور ایک بالا جی کا چھوٹا سا چیور بھی ہے جو بھائی طوطا رام جی نے ساتھ رکھا ہوا تھا"۔[۲]

ایک اور بھارتی ودوان رستم طراز ہیں کہ :-

"یہ چولہ سینکڑے رومالوں میں محفوظ ہے ان میں سے ایک رومال بابا نانک جی کی بہن بے بے نانکی جی کا ہے۔ جو دونوں طرف سے یکساں ہے"۔[۳]

۱۔ ساکھی سری چولہ صاحب ص ۶ ۲۔ گورودھام دیدار ص ۲۰۰ وساکھی سری چولہ صاحب ص ۷

۳۔ اکالی پتریکا جالندھر ۷ مارچ ۱۹۶۴ء

ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی بھی اس چولہ کے درشن کرنے کے لئے گئے تھے۔ اس وقت مشہور سکھ جرنیل ہری سنگھ نلوا بھی مہاراجہ کے ہمراہ تھے۔ اور انہوں نے لاکھوں روپے کی جاگیر بھینٹ کی تھی۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

"شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ جب جنرل ہری سنگھ نلوا کے ساتھ اس چولہ کے درشن کرنے کے لئے ڈیرہ بابا نانک آئے تو انہوں نے بیدی صاحب کو لاکھوں روپے قیمت کی جاگیریں دی تھیں[1]۔"

شیر پنجاب نے اِس چولہ کے ساتھ جاگیر لگانے کے علاوہ ایک قیمتی رومال بھی چڑھایا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ :-

"اس چولہ صاحب پر سینکڑوں بڑی بڑی قیمت کے رومال چڑھے ہوئے ہیں اور بہت قیمتی رومال مہاراجہ رنجیت سنگھ شیرِ پنجاب کا چڑھایا ہوا ہے[2]۔"

چولہ صاحب کا خاکہ یا نقشہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ۱۸۹۵ء میں اپنی مقدس تصنیف میں "ست بچن" کی اشاعت فرمائی[3] اور اس میں گورونانک جی کا اسلام ثابت کرنے کی غرض سے گورو

---

[1] اکالی پتر کا جالندھر ۶۔ مارچ ۱۹۶۴ء۔ [2] گوردوارے درشن ص ۵۸۲

[3] حضور علیہ السلام نے اپنی اس مقدس تصنیف کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کروایا ہے کہ :-

"آٹھواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا کتاب "ست بچن" کی تالیف ہے اس کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو تین سو برس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے میری یہ کتاب سولہ لاکھ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں کہ ان کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا میں اس کتاب میں باوا صاحب کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب در حقیقت مسلمان تھے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے آپ نے دو مرتبہ حج بھی کیا اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف کرتے رہے۔ جنم ساکھیوں میں آپ کے وساہا بیرا سے بعض

گرنتھ صاحب اور دوسری سکھ کتب سے بکثرت حوالہ جات پیش کرنے کے علاوہ اس مقدس چولہ کا خاکہ بھی درج فرمایا۔[۱]

حضور علیہ السلام کے بعد متعدد دوسرے مسلمانوں نے بھی اپنی تصنیفات میں گورو نانک جی کے اس مقدس اور بابرکت چولہ کا خاکہ شائع کیا ہے اور حضور علیہ السلام کی تقلید کرتے ہوئے اسے گورو جی کے اسلام کی ایک زبردست اور واضح دلیل ٹھہرایا ہے۔ بعض نے تو اس ضمن میں حضور علیہ السلام کی کتاب "ست بچن" کا حوالہ بھی دیا ہے۔ چنانچہ سید گلاب شاہ صاحب ساکن گلانوالہ سلہریاں ضلع سیالکوٹ نے اپنی ضخیم کتاب "ذوالفقار" جلد اوّل کے ۵۳ سے ۵۸ تک گورو نانک جی کے اسلام کا تذکرہ کیا ہے۔ جو حضور کی اس کتاب "ست بچن" کی تفسیر پر ہی مشتمل ہے۔[۲] شاہ صاحب نے گورو نانک جی کے اس مقدس چولہ کا خاکہ پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:۔

دعوے نال ایہیں ہاں کہندے جس دا ایہہ پہراوہ!
سی اوہ سچا مسلم صوفی نہ کوئی ہندو باوا
واقعی ہندواس جو من منکر پاک قرآن کرمیوں
چند صدیاں تھیں ہن تک سانبھیا جس عزت تکرمیوں
اوہ عزت توقیر بزرگی اوہ جماعت جانے
جس نے راز دے نال زیارت کیتی ایس زمانے

---

[۲] عجیب بات یہ ہے کہ شاہ صاحب موصوف نے اپنی اس کتاب میں جماعت احمدیہ کے عقاید پر بحث کی ہے۔ اور ان کی تردید کرنے کی ناکام سعی بھی کی ہے۔ (ملاحظہ ہو ذوالفقار جلد اوّل صـ۶۰ سے ۸۲ ۔ (ست بچن صـ۵۲)

حاشیہ صـ۱۱۲ سے آگے: اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تائید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے اور بنفس نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے۔ آخری شادی آپ کی ایک نیک بخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا تھا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کی بھاری یادگار وہ چولہ ہے جس پر کلمہ شریف اور بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گرنتھ نہیں چھوڑا ورنہ اس کے جنم کے لئے کوئی دستہ گ۔ (انجام آتھم ضمیمہ صـ۲۹۸)

[۱] اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل بھی اور بعد کو بھی متعدد لوگوں نے گورو نانک جی کو مسلمان ظاہر کیا ہے مگر جس رنگ میں حضور نے اس مسئلہ کی وضاحت کی وہ اپنی مثال آپ ہے اور اس میں حضور علیہ السلام کو ہی اولیت حاصل ہے ؛؛

اکھیں ویکھ جنہاں نے نقشہ اوسدا کجھ وکھایا!
کجھ تاریخی واقعہ اوسدا وچ "ست بچن" لکھوایا!!
اوس نقشے دی نقل دکھاواں میں بھی تیرے تائیں
تاں توں سمجھیں پہنݨ والا مسلم ہے کہ ناہیں[1]

شاہ صاحب موصوف نے آگے چل کر "ست بچن" میں شائع شدہ چولہ صاحب کا نقشہ بھی درج کیا ہے[2] اور نہایت صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:۔

اکثر اہل اسلاماں نے بھی ایہہ اقرار کرائے
یعنی باوا نانک صاحب ٹھیک مسلماں آئے

... ...

خالص مسلم لکھیا اوس نوں فاضل قادیاں والے
اس دعوے تے لیاندے اوس نے بہت ثبوت اُجالے

پہلا شاہد چولہ صاحب جو وچ ڈیرے آیا
جس دا نقشہ عین بعینی پچھے گیا وکھایا

دے شہادت مینوں پہنیا اوس مسلم حقّانی
جس نے ایہہ پر کجھ نہ لکھیا باجھ کلام ربّانی

واقعی اوہ متبرک چولہ سب آیات قرآنوں
ایس طرح منقش ہویا جو وددھ فکر گمانوں!

غیر مسلماں کد کوئی پہنے ایسے چولے تائیں
جو عاشق اسلام سو اوسدا ہے اے بھیس اتھائیں

---

[1] ذوالفقار جلد اوّل صـ۱۴۰
[2] ذوالفقار جلد اوّل صـ۱۴۱

ہن توڑی وچ ہتھ منواں جاں اوہ چولہ آیا
بڑی کرامت اس دی ہے جو سکھاں سانبھ رکھایا[1]

اک جماعت اہل فضل نے ڈیرے پہنچ اک واری
دے کے نقد زیارت کر کے اوسدی نقل اتاری

پچھے دیکھو اس نقشے وچ باجھ آیات قرآنوں!
ہے کوئی اکھر سنسکرت دا یا کسے غیر زبانوں

جے اوہ مرد ربانا خالص مسلم ہوندا ناہیں
ساری عمر نہ چکی پھردا ایہہ قرآن اٹھائیں

دوم ثبوت جو باوا صاحب خالص مسلم آئے
شعر اوہناں دے کدھ گرنتھوں اس فاضل دکھلائے

میں بھی کجھ کجھ نقل اوہناں دی ایتھے کر دکھلاواں
تاں تسیں سمجھو باوا جی سی مسلم مرد سپاہواں[2]

---

[1] اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ :-

"ہاں یہ اقرار ہمیں کرنا مناسب ہے کہ چولہ صاحب میں یہ صریح کرامت ہے کہ باوجودیکہ وہ ایسے شخصوں کے ہاتھ میں رہا جن کو اللہ اور رسول پر ایمان نہ تھا اور ایسی سلطنت کا زمانہ اس پر آیا جس سے تعصب اس قدر بڑھ گئے تھے کہ بانگ دینا بھی قتل عمد کے برابر سمجھا جاتا تھا مگر وہ ضائع نہیں ہوا۔ ... اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ اس پر نہ ہوتا تو ان انقلابوں کے وقت کب کا نابود ہو جاتا۔ مقدر تھا کہ وہ ہمارے زمانہ تک رہے اور ہم اس کے ذریعہ سے باوا نانک صاحب کی عزت کو بیجا الزاموں سے پاک کریں۔ اور ان کا اصل مذہب لوگوں پر ظاہر کر دیں۔ سو ہم نے چولہ صاحب کو ایسے طور سے دیکھا کہ غالباً کسی نے بھی ایسا نہیں دیکھا ہوگا کیونکہ نہ صرف ظاہری نظر سے کامل طور پر دیکھا بلکہ باطنی نظر سے بھی دیکھا اور تعلیم پاک کلمات جو عربی میں لکھے تھے جن کو ہر ایک سمجھ نہیں سکتا وہ ہم نے پڑھے اور ان سے نہایت پاک نتائج نکالے سو یہ دیکھنا ہم سے پہلے کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اس وقت تک چولہ باقی رہنے کی یہی حکمت تھی کہ وہ ہمارے وجود کا منتظر تھا۔" — (ست بچن صفحہ ۳۷-۱۳۶)

[2] ذوالفقار صفحہ ۵۸ مصنفہ سید گلاب شاہ صاحب۔

سیّد گلاب شاہ صاحب کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تحقیقات نے لوگوں سے خراجِ تحسین وصول کیا۔ اور باوجود عقاید میں اختلاف کے انہیں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ حضور علیہ السّلام نے سکھوں پر ایسے رنگ میں حجت پوری کر دی ہے کہ جس سے کسی بھی حق پسند کے لئے انکار کی گنجائش نہیں۔ بلکہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی اس بارہ میں کامل تقلید کرتے ہوئے گورو جی کے اسلام کو پیش کیا۔ اور اُن دلائل سے ہی کام لیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے پیش کئے تھے۔

سیّد گلاب شاہ کے علاوہ اور بھی جن متعدد دوسرے مُسلمانوں نے گورو نانک جی کے اسلام پر قلم اٹھایا۔ اور انہوں نے بھی اپنی کتب میں گورو جی کے اس مقدس چولہ کا نقشہ پیش کیا ہے۔ اور اسے گورو جی کے اسلام کی ایک زبردست دلیل ٹھہرایا ہے البتہ انہوں نے "ست بچن" کا حوالہ دینے یا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گویا کہ انہوں نے اس تحقیق کو اپنی نجی تحقیق کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ ہمارے اپنے ہی ایک عزیز منشی محمد شفیع صاحب امرتسری نے جو اہل حدیث خیالات رکھتے ہیں، ایک کتاب "اسلامیہ تبلیغی انسائیکلوپیڈیا" کے نام پر شائع کی ہے اس کتاب کے ص۷۵ سے ص۷۹ تک سِکھ کتب کے حوالہ جات سے اسلام کی تائید بیان کی گئی ہے[1] اور وہ سب کے سب حوالہ جات احمدیہ کتب سے ہی لئے گئے ہیں۔ اور گورو جی کے اس مقدس چولہ کا نقشہ بھی دیا گیا ہے۔[2] یہی حال دوسرے مصنفین کا ہے۔ انہوں نے بھی چولہ صاحب کا نقشہ دیا ہے اور

---

[1] اس کتاب میں سکھ مذہب سے متعلق حوالہ جات تو احمدیہ لٹریچر سے لئے گئے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی ص۱۱۱ سے ص۲۰۸ تک احمدیت کے تردید کرنے کی ناکام کوشش بھی کی گئی ہے اور وہی بوسیدہ اعتراضات کئے گئے ہیں جن کے جوابات ہماری طرف سے مدلل طور سے متعدد مرتبہ دئیے جا چکے ہیں۔ اس کے مصنف نے ان جوابات پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی اور اعتراض برائے اعتراض پر ہی عمل کیا ہے۔

[2] اسلامیہ تبلیغی انسائیکلوپیڈیا ص۹۸۔

اسے گوروجی کے اسلام کی واضح دلیل قرار دیا ہے مگر اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ یہ معلومات انہیں کیسے حاصل ہوئی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد مریدوں نے بھی اپنی تصنیفات میں گوروجی کے اس مقدس چولہ کا نقشہ دیا ہے اور یہ امر واضح ہے کہ گورونانک جی کا یہ مقدس اور پاکیزہ چولہ جس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں ان کے اسلام کی ایک زبردست اور واضح دلیل ہے چنانچہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے سابق سردار مہر سنگھ جی مرحوم نے اپنی تصنیفات میں اس چولہ کا نقشہ درج کیا ہے[۱]۔ اس کے علاوہ مکرم سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر "نور" سابق سردار سورن سنگھ جی کی متعدد کتب میں بھی اس چولہ کے نقشے درج ہیں[۳] اور سردار صاحب موصوف نے بھی اس چولہ کو گوروجی کے اسلام کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے[۲]۔ ہمارے ایک مشہور و معروف بزرگ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک کتابچہ "بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی پانچ دلیلیں" کے نام پر شائع کیا تھا۔ اس میں بھی گوروجی کے اس چولہ کا نقشہ دیا گیا ہے[۴]۔ مکرم مولانا مولا دوست محمد صاحب[۵]، مکرم گیانی واحد حسین مرحوم[۶]، مکرم شیخ عبدالقادر مرحوم[۷]، مکرم ملک عبدالرحمٰن خادم مرحوم[۸] اور خود خاکسار نے بھی اپنی بعض کتب میں اس چولہ کا نقشہ دیا ہے[۹]۔ اس کے علاوہ احمدیہ لٹریچر میں بھی اس چولہ کا تذکرہ کیا جاتا رہا ہے۔

---

* سکھ مسلم اتحاد ص۲۶ دعوت اسلام سکھ یاتریوں کے نام ص۱۱ - ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث روپڑ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۶ء و اخبار ساتھی پٹنہ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۸ء رپورٹ جامعہ مسجد درس گاہ مارڈوال شائع کردہ غلام محمد صاحب ۱۹۷۱ء ص۲ اس رپورٹ کے ص۱۳ پر چولہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم سے متعدد اشعار بھی بغیر حوالہ دیئے نقل کئے گئے ہیں ✣

[۱] خالصہ دھرم کے گوروؤں کی تاریخ، بابا نانک علیہ الرحمۃ کا مذہب ص۱۳۶۔ افتخار الاسلام حصہ سوم ص۱۱۳ - [۲] بابا نانک کی سوانح عمری ص۱۰۵ بابا نانک کا مذہب ص۱۳۶ [۳] بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی پانچ زبردست دلیلیں ص۸ [۴] تاریخ احمدیت جلد دوم ایڈیشن دوم ص۲۵۳ [۵] ست بچن چارک ص۱۴ تحریک احمدیت کا سکھوں پر اثر ص۱۷۱۔ [۶] حیات طیبہ ص۱۹۳ [۷] احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک ص۲۲۴ [۸] گورو نانک اور تعلیم وحدانیت ص۱۵ عشی چولہ ص۲۸ سکھ گورو صاحبان اور مسلمان ص۱۴ ہمارا نانک ص۴۲ اور کتاب ہذا کا ص۱۱۷ [۹] اسلام اور گورو گرنتھ صاحب ص۴ گورو نانک اور تعلیم وحدانیت گورمکھی ص۱۴ اسلام اور سکھ گرنتھ گورمکھی ص۲ - [۹] افتخار الاسلام حصہ اوّل ص۹ چونویں پہل گورمکھی ص۵۰ سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ ص۱۵ ایڈیشن دوم ص۲۴ - ہفت روزہ فاروق قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء و ۲۱ اپریل ۱۹۳۲ء ۷ فروری ۱۹۴۰ء ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۳۹ء ست بچن ٹریکٹ نمبر ۱ دسمبر ۱۹۴۵ء الفضل قادیان ۴ جنوری ۱۹۴۴ء الفضل ربوہ ۵ دسمبر ۱۹۶۰ء سالانہ نمبر الفضل ربوہ یکم اپریل ۱۹۷۳ء - مجدد اعظم حصہ اوّل ص۱۲۲ حصہ سوم ص۶۷ ✣

گورونانک جی کے اس مقدس چولہ کا ایک نقشہ یا خاکہ چودھری کرتار سنگھ جی ریٹائرڈ ہیڈماسٹر نے اپنی تصنیف "جغرافیہ ضلع گورداسپور" میں شائع کیا ہے[1]۔ بھارت کے آزاد ہونے سے قبل اور پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے یہ جغرافیہ گورداسپور کے پرائمری سکولوں میں بطور ریڈر کے پڑھایا جاتا تھا اور یہ گورنمنٹ آف انڈیا سے رجسٹری شدہ تھا۔ اس کے پبلشر لالہ ملکھ راج دگل کتب فروش بٹالہ ضلع گورداسپور تھے۔ اس جغرافیہ میں دیا گیا چولہ صاحب کا خاکہ درج ذیل ہے:۔

---

[1] "جغرافیہ ضلع گورداسپور" مصنفہ چودھری کرتار سنگھ ص ۱۰۶
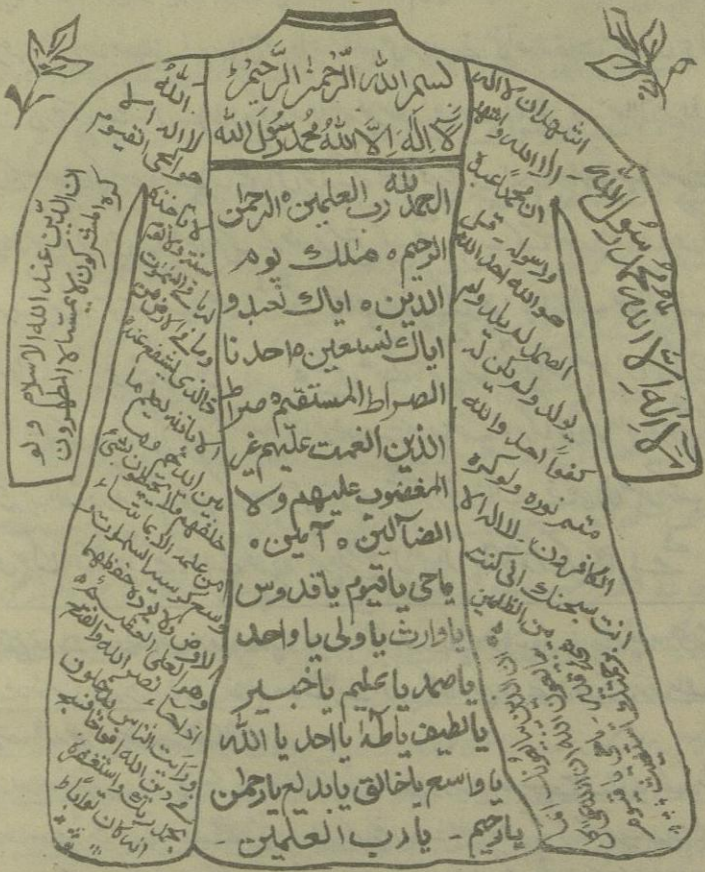
اس کے علاوہ بعض سکھ اخباروں نے گورو نانک جی کی بعض ایسی تصاویر بھی شائع کی ہیں جن میں یہ چولہ گورو جی کے زیب تن دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ امرتسر سے شائع ہونے والے ایک سکھ اخبار ہفت روزہ "سچا ڈھنڈورہ" نے ایک دفعہ اپنے پورن ماشی نمبر میں گورو نانک جی کی بعض ایسی تصاویر لیتھوگرافی میں شائع کی تھیں جن میں گورو جی کو یہ چولہ پہنے دکھایا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ بعض لوگوں نے گورو جی سے یہ چھیننے کی کوشش میں انہیں کیا کیا تکالیف دی تھیں۔ اور وہ گورو جی سے اس چولہ کو الگ نہ کر سکے اور ناکام رہے تھے۔[1] نیز مشہور سکھ اخبار روزنامہ "اجیت" جالندھر نے بھی ایک مرتبہ گورو نانک نمبر میں گورو جی کی ایک تصویر شائع کی تھی جس میں گورو جی کو یہ چولہ زیب تن دکھایا گیا تھا۔ اور اس کے نیچے یہ الفاظ درج تھے کہ:-

"قرآن دیاں آیتاں انکت چولہ پائی"[2]

یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چولہ صاحب کا یہ خاکہ فوٹو نہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام نے خود اسے نقشہ کے طور پر نقل کیا ہے اس کی اصلی ہیئت سے متعلق حضور نے یہ فرمایا ہے کہ:-

"ہم نے خود اپنی جماعت کے ساتھ ڈیرہ بابا نانک جا کر چولہ صاحب کو دیکھا ہے۔ ایسے لطیف اور خوبصورت حرفوں میں قرآن شریف کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں کہ ایسے کپڑے پر اس خوبصورتی کے ساتھ لکھا انسان کا کام معلوم نہیں ہوتا اور جابجا ایسے خوبصورت دائرے ہیں۔ گویا نہایت عمدہ پرکار کے ساتھ کھینچے گئے ہیں۔ اور جس عمدگی سے کسی جگہ موٹے حروف ہیں اور کسی جگہ باریک حرفوں میں قرآنی آیات لکھی گئی ہیں۔ اور نہایت موزوں مقامات میں رکھی گئی ہیں۔"[3]

---

[1] ہفت روزہ "سچا ڈھنڈورہ" امرتسر پورن ماشی نمبر ۱۹۲۶ء

[2] روزنامہ اجیت جالندھر۔ گورو نانک نمبر ۱۹۶۹ء۔

[3] اس عاجز راقم الحروف کو بھی (دو مرتبہ پاکستان بننے سے قبل) یہ چولہ صاحب دیکھنے کا موقع میسر آیا تھا۔ اس میں دائرے واقعہ میں بہت خوبصورت ہیں۔ ایک دائرہ تو درمیان میں ہے جو بہت بڑا ہے اور باقی اس کے دائیں بائیں ادھر چھوٹے ہیں۔ ان سب میں ہندسے ہیں جن میں ابجد کے طریق پر اسماء الٰہیہ اور قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔

پر نظر کر کے تعجب آتا ہے کہ کیونکر ایسے ایک عمولی کپڑے پر ایسی لطافت سے یہ
تمام آیتیں لکھی گئی ہیں اور ایک جگہ کلمہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہایت موٹا اور جلی لکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پڑھنے والوں کے دلوں کو اپنی
لطافت اور حسن سے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ غرض وہ تمام نقوش قدرتی ہی معلوم
ہوتے ہیں اور پھر عجیب تر یہ کہ باوجود صدہا حوادث کے جو ملک پنجاب پر وارد
ہوتے رہے ان سب کے صدمہ سے چولہ صاحب اب تک محفوظ رہا[1]۔ سو بلاشبہ
اوّل درجہ کی کرامت باوا صاحب کا وہی چولہ ہے۔ جن لوگوں نے چولہ صاحب کو نہیں
دیکھا یا غور کے ساتھ نظر نہیں کی وہ اس کی عظمت کو پہچان نہیں سکتے۔ لیکن جو لوگ
غور سے دیکھیں گے ان کو بے شک خدا تعالیٰ کی قدرت یاد آئے گی اور بلاشبہ اس
وقت جنم ساکھی کلاں یعنی بھائی بالا والی جنم ساکھی کا وہ بیان ان کی نظر کے سامنے
آجائے گا جس میں لکھا ہے کہ وہ قرآنی آیات قدرت کے ہاتھ سے چولہ صاحب
پر لکھی گئی ہیں[2]۔

---

[1] خود سکھ مورخین نے یہ بیان کیا ہے کہ سکھوں پر ایک دور ایسا بھی آیا جب کہ انہوں نے مساجد کو مسمار کرنا اور
قرآن شریف کے نسخوں کو جلانا خاص طور پر اپنا شعار بنا لیا تھا اور گورو گوبند سنگھ جی کی طرف منسوب کر کے یہاں تک
کہنا شروع کر دیا تھا کہ :-

مرٹھی گورودیول سیناں گرائنگ   تو ہی اک اکال پرمیر جاپنگ،
مٹے وید شاستر اٹھاراں پورانگ
مٹے بانگ صلوٰۃ سنت قرآنگ . . . .

(دار اگر دینی منقول از نام دھاری کانت نیم صـ ۶۳۲ کویاں دی دھیاٹ[14] ورتمان سکھ راج نیتی صـ۲ من مت پہار د؟[37]
گورمت سدھاکر صـ۱۵۲۔ کتھا اپدیش ساگر صـ۲۳۰ -)

یعنی   مرٹھی گور دیول مسیت ڈھاوے کیے میدانا
بید پوران تجے شاستر پھن ہے قرآنا
بانگ صلوٰۃ ہٹا دے سر مارے سلطانا   (واراں بھائی گورداس وار ۱۲ پوڑی ۱۸)

ایسے حالات میں قرآن شریف کی آیات پر مشتمل چولہ صاحب کا خود سکھوں کے ہاتھوں میں محفوظ رہنا فی الحقیقت اس چولہ
صاحب کی بہت بڑی کرامت ہی ثابت ہوگا ۔

بے بُنیاد باتیں

بعض سِکھ وِدوانوں نے اپنی تصانیف میں اس چولہ کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں جیساکہ سردار گورمیت سنگھ جی ایڈووکیٹ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"MUSLIMS ERECTED SEVERAL SHRINES TO HIS MEMORY AT GURDAWARA " CHOLA SAHIB" VERSES FROM THE HOLY QURAN ARE WRITTEN ON ITS WALLS INSCRIPTIONAL ART"

یعنی۔ مسلمانوں نے ان (گورونانک جی) کی یاد میں کئی مقدس یادگاریں تعمیر کیں۔ گوردوارہ چولہ صاحب بھی جس پر کہ قرآن شریف کی آیات کشیدہ کی ہوئی ہیں۔

گوروجی کا یہ چولہ مسلمانوں کے پاس نہیں بلکہ بیدی کابلی مل جی کی اولاد کے پاس ہے جو کہ گورونانک جی کی نسل سے تھا۔

اسیطرح ایک اور سِکھ وِدوان سردار پیارا سنگھ داتا نے یہ غلط بیانی کی ہے کہ یہ چولہ گوردوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب میں ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط اور بے بُنیاد ہے جیسا کہ داتا جی نے لکھا ہے کہ:۔

"جنم استھان۔ اس جگہ گوروجی کا جنم ہُوا ہے سِکھ حکومت کے عہد میں یہاں ایک عظیم الشان گوردوارہ بنایا گیا۔ یہاں گوروجی کا وہ چولہ موجود ہے جس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔ یہ چولہ ان کو بغداد کی یاترا کے موقعہ پر وہاں کے بادشاہ نے بھینٹ کیا تھا۔"[2]

---

[1] THE VERSATILE GURU NANAK P. 116

[2] سب نے وڈا ستگورو نانک صفحہ ۱۵۹

پس یہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے کہ چولہ صاحب گوردوارہ جنم استھان میں تھا۔ سکھ تواریخ سے گوردوارہ جنم استھان میں اس چولہ کا جانا ثابت نہیں ہے۔ اس چولہ سے متعلق سکھ ودوانوں نے اور بھی متعدد بے بنیاد اور متضاد باتیں بیان کی ہیں جن پر ہم آگے چل کر روشنی ڈالیں گے۔

چولہ صاحب کو مشتبہ اور نابود کرنے کی کوششیں

گورونانک جی کا یہ مقدس اور عرشی چولہ اسلام اور قرآن کریم کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہونے کے علاوہ گورونانک جی کے اسلام کی بھی وضاحت کرتا تھا۔ کیونکہ سکھ کتب میں اس سے متعلق یہ مرقوم ہے کہ یہ گوروجی کو خداتعالےٰ کی طرف سے ایک خلعت کے طور پر ملا تھا۔ اور اس پر جو کچھ بھی لکھا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ گوروجی کے اس مقدس اور تاریخی چولہ صاحب پر صرف اور صرف قرآن شریف کی مختلف آیات اور کلمہ طیبہ وغیرہ ہی درج ہے۔ جس کے معنے سوائے اس کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے کہ اسلام اللہ تعالےٰ کا نازل کردہ مقدس دین ہے اور قرآن شریف اس کی نازل کردہ پاکیزہ کتاب ہے اسی وجہ سے رب العزت نے قرآن شریف کی مقدس آیات والا چولہ گورونانک جی کو خلعت کے طور پر دیا اور اگر اس کی یہ توجیہہ کی جائے کہ یہ چولہ گورونانک جی نے خواب میں اللہ تعالےٰ سے حاصل شدہ چولہ کی طرز پر خداتعالےٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے خواب کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے کی غرض سے خود ہی اس کے نمونہ پر تیار کروالیا تھا تو اس صورت میں بھی یہ ماننا پڑے گا کہ خود گورونانک جی کے دل میں اسلام اور قرآن شریف اور حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص محبت و عقیدت تھی۔ ورنہ وہ اپنے لئے قرآن شریف کی پاکیزہ آیات والا چولہ کبھی بھی تیار نہ کرواتے اور نہ اسے زیب تن ہی کرتے۔ گوروجی کا اس چولہ کو پہن کر ایک دنیا کا چکر لگانا اور لوگوں کو خداتعالےٰ کے دین کی طرف بلانا ایسی باتیں ہیں جو

اظہر من الشمس ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اس بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ :-

وہ پھرتا تھا کوچوں میں چولہ کے ساتھ دکھاتا تھا لوگوں کو قدرت کے ہاتھ
کوئی دیکھتا جب اسے دُور سے تو ملتی خبر اس کو اس نور سے
جسے دُور سے وہ نظر آتا تھا اسے چولہ خود بھید سمجھاتا تھا
وہ ہر لحظہ چولہ کو دکھلاتا تھا اسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا[1]

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جب گوروجی کا یہ مقدس چولہ ان کے اسلام کے ثبوت میں پیش کیا تو غیر مسلم حضرات میں خصوصاً ہندوؤں اور سکھوں میں ایک کھلبلی سی مچ گئی۔ ان کے ودوانوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ گوروجی کے مسلمان ہونے کی زبردست دلیل ہے اور اس کی موجودگی گورونانک جی کو اسلام سے الگ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ چنانچہ لالہ گنڈا رام جی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے گورونانک جی کے مسلمان ہونے کا اعلان فرمایا اور ست بچن کی اشاعت کی تو بعض معزز سکھ صاحبان پنڈت لیکھرام جی کے پاس گئے اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اس کا جواب لکھیں اور پنڈت جی نے ان سے یہ شرط پیش کی کہ پہلے وہ چولہ ان کے حوالہ کیا جائے تاکہ اسے ماچس لگا کر نابود کر دیں اس کے بعد گورونانک جی کے اسلام کا رد کریں گے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ :-

” ذکر اذکار کرتے ہوئے لیکھرام نے کہا کہ (حضرت) مرزا (صاحب) قادیانی نے جو اس چولہ کی جو گورونانک جی مکّہ سے ہمراہ لائے۔ کچھ روپے دے کر مہنت سے لے کر اس پر سے عربی آیات وغیرہ نقل کرلی ہیں۔ اب (حضرت) میرزا (صاحب) گورونانک کو مسلمان قرار دے رہے ہیں۔ مجھے معزز سکھوں نے کہا تھا کہ آپ اس کا جواب تحریر کریں تو میں نے ان سے یہ شرط پیش کی کہ آپ مہنت مذکور سے چولہ لے کر میرے حوالہ کرو۔ میں جلسہ کرکے روبرو عام لوگوں کے

اس چولہ کو ماچس لگا کر جلا دوں گا اور اس کا جواب لکھوں گا۔ انہوں نے مہنت مذکور سے چولہ لینے کی مجبوری ظاہر کی۔ اور میں نے خاموشی اختیار کی۔"[1]

قطع نظر اس کے کہ پنڈت لیکھرام جی کے پاس معزز سکھ گئے یا نہیں نیز انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس کتاب ست بچن کا رد لکھنے کی پنڈت جی سے درخواست کی یا نہیں۔ اس سے یہ بات تو واضح ہے کہ پنڈت لیکھرام ایسا دشمن اسلام اور معاندین متین بھی خوب جانتا تھا کہ جب تک یہ چولہ دنیا میں موجود ہے باباجی کو اسلام سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسکی موجودگی گوروجی کی اسلام سے وابستگی کو آشکار کر رہی ہے۔ اسی لئے انہوں نے سب سے پہلا کام چولہ صاحب کو نابود کرنا بتایا۔ اور اس طرح اپنا پیچھا چھڑا لیا چونکہ چولہ صاحب کو نابود کرنا کوئی آسان کام نہ تھا اس لئے یہ تجویز عمل میں نہ آسکی اور چولہ صاحب ضائع نہ کیا جا سکا۔ البتہ بعد کے سکھ مؤرخین اور مصنفین نے اس چولہ صاحب کی مخالفت بہت شدومد سے شروع کر دی۔ اور گوروجی کے اس عظیم الشان تبرک کا سرے سے ہی انکار کر دیا۔ اور ایسی بے بنیاد اور مضحکہ خیز باتیں سکھ کتب میں داخل کر دیں جن سے خود ان کی اپنی پوزیشن ہی مضحکہ خیز بن کر رہ گئی۔ کیونکہ ان سے بھی یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ گورونانک جی کا یہ چولہ ان کے مسلمان ہونے پر مہر ثبت کر رہا ہے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عقیدت مند ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے اس چولہ سے متعلق اپنے خیالات مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کئے ہیں کہ :۔

"بیچارے ست بچنیے سکھوں نے (اس چولہ) کو کبھی کھول کر بھی نہ دیکھا۔ دوکھن بھوکھن روپ سمجھ کر رکھ لیا۔ بھلا بچاریوں نے تو اپنے لالچ کی خاطر باباجی کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیروکار ثابت کرنے میں شرم نہ کی لیکن سکھوں کو تو غور کرنا چاہئیے تھا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلمے والے کپڑے کو فریبی

---

[1] سوانح عمری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر د تاریخ اریہ سماج ص ۱۰۱)

پجاریوں کے کہنے پر کیوں مانتے ہیں تبھی تو ان کی لاپرواہی اور بے جا حرص نے گوروجی کو اسلام مذہب قبول کرنے والا مسلمانوں سے کہلوایا[۱]"

اس حوالہ سے عیاں ہے کہ گیانی گیان سنگھ جی کے نزدیک بھی چولہ صاحب کی موجودگی گورونانک جی کا اسلام واضح کر رہی ہے۔ گیانی جی اس سلسلہ میں سکھوں اور پجاریوں پر خوب برسے ہیں حالانکہ گیانی جی کا ان لوگوں پر برسنا بے معنی ہے پوجاریوں کا اگر کوئی قصور ہے تو وہ یہ ہے کہ انہوں نے گوروجی کی ایک تاریخی یادگار کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے بزرگوں کی یادگاروں کو محفوظ رکھنے والے لوگ تو مبارکباد کے مستحق ہوتے ہیں سکھ صاحبان اگر گورونانک جی کی ایک تاریخی یادگار کا احترام کرتے ہیں تو اس میں کونسی قباحت ہے اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کی مقدس یادگاروں کا احترام بھی تو مذہب کا ہی ایک حصّہ ہے۔ پس اگر گورونانک جی کا یہ چولہ ان کا اسلام ثابت کر رہا ہے تو اس کی بناء پر گیانی گیان سنگھ جی یا کسی اور سکھ وِدوان کا پوجاریوں اور سکھوں کو کوسنا احسن قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ اسے ایک فضول حرکت ہی کہا جائے گا۔ اس کی بجائے انہیں اس امر پر ٹھنڈے دل اور سنجیدگی سے غور کرنا چاہئیے کہ گورونانک جی کا کیا مسلک تھا۔ اور وہ خود کس مسلک کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔

گیانی صاحب موصوف نے ایک اور مقام پر اس چولہ سے متعلق اپنے خیالات مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کئے ہیں کہ :-

" بیدیوں نے اپنی غرض اور لالچ کی خاطر اس چولہ کو گورونانک جی کا ظاہر کر کے میرزائی (احمدی) اور دوسرے مسلمانوں کو گورونانک جی کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کا مواد دے رکھا ہے۔ کیونکہ اس پر قرآن کی آیات اور دوسری احادیث ہیں۔ جس وجہ سے میرزائی (احمدی) لوگ دُنیا کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ گوروجی اسلام کے ماننے والے تھے اور یہ چولہ

---

[۱] گوردھام سنگرہ ص ۶۵

گوروجی کو خدا تعالیٰ نے بخشا تھا۔ بیدی اور میرزائی (احمدی) مسلمان دونوں کا بیان غلط ہے ....

اصل بات یہ ہے کہ بغداد والے بادشاہ کی بیگم نے گوروجی کی دعا سے بیٹا پیدا ہونے کی خوشی میں یہ چولہ اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے گوروجی کی بھینٹ کیا تھا۔ گوروجی نے اس کی عقیدت مندانہ بھینٹ کو لوٹانا پسند نہ کیا۔ اور پہننا بھی مناسب نہ سمجھا اور سیون شاہ فقیر کو جو کہ گوروجی کا خادم تھا بخش دیا۔ جس نے خود بھی نہ پہنا اور ۱۸۰۳ء بکرمی میں مرتے وقت قلات میں کابلی مل بیدی کو دے دیا جو ان دنوں وہاں تھا"[1]

گیانی جی نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں موجود قرآن شریف کی آیات والا گورونانک جی کا مقدس چولہ ان کے اسلام کی وضاحت کر رہا ہے اور انہیں مسلمان ثابت کر رہا ہے۔ ہم احمدیوں پر یہ الزام دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ گویا ہم اس چولہ سے متعلق دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ یہ گورونانک جی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا۔ گیانی جی کی یہ بات سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے ہی یہ چولہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ حضور سے قبل کسی بھی شخص نے اس چولہ کے بارہ میں کسی تحقیق کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور نہ اسے گورونانک جی کے اسلام کی ایک زبردست دلیل ٹھہرایا۔ اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السّلام کو یہ شرف بخشا کہ انہوں نے گورونانک جی کا یہ چولہ کافی چھان بین کرنے اور خود دیکھنے کے بعد گورونانک جی کے اسلام کی ایک زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا۔ اور سکھوں پر حجت پوری کی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضور علیہ السّلام نے بیّن الفاظ میں یہ حقیقت واضح فرمائی کہ۔

---

[1] گوردھام سنگرہ صہ ۶۵ ؎

کہ :-

یہی پاک چولہ ہے سکھوں کا تاج ۔ یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج
یہی جنم میں مذکور ہے ! جو انگد سے اس وقت مشہور ہے

....

یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز ۔ خدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز[1]

یعنی :-

"سکھوں میں یہ امر متفق علیہ واقع کی طرح مانا گیا ہے کہ یہ چولہ صاحب جس پر قرآن شریف لکھا ہوا ہے آسمان سے باوا صاحب کے لئے اترا تھا۔"[2]

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان واضح ارشادات کی موجودگی میں مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کا ہم احمدیوں پر یہ الزام دینا کہ گویا ہم خود ہی کہتے ہیں کہ یہ چولہ گورو نانک جی کو خدا تعالےٰ نے خلعت کے طور پر دیا تھا ایک ایسی جسارت ہے جس کی شاید ہی کوئی مثال مل سکے۔ حضور تو یہ فرماتے ہیں کہ سکھوں میں یہ امر متفق علیہ واقعہ کی طرح مانا گیا ہے کہ یہ چولہ صاحب جس پر قرآن شریف لکھا ہوا ہے۔ آسمان سے باوا صاحب کے لئے اترا تھا۔ اس سلسلے میں حضور علیہ السلام نے جنم ساکھی بھائی بالا کا حوالہ بھی دیا ہے اور جنم ساکھی وہ کتاب ہے جو سکھوں اور خود گیانی گیان سنگھ جی کے نزدیک بھی ایک مستند کتاب ہے نیز جو ان کے اپنے ہی بقول گورو انگد جی نے تیار کروائی تھی اور ایک مرتبہ انہوں نے سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین* کو اس سے متعلق یہاں تک لکھا تھا کہ یہ پنتھ کی مانی ہوئی پراچین

---

[1] ست بچن صہ ۳۸ [2] ست بچن صہ ۳۲

* سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین ایک ایسے سکھ ودوان گزرے ہیں جنہوں نے جنم ساکھی بھائی بالا کے خلاف ایک باقاعدہ مہم چلائی تھی اور نہ صرف اس جنم ساکھی کو ہی ایک جعلی فرضی اور بناوٹی کتاب قرار دینے کی کوشش کی تھی۔ بلکہ بھائی بالا کو بھی ایک فرضی وجود بیان کیا تھا۔ انہوں نے اس کتاب کو جعلی قرار دینے کی جو وجہ بیان کی ہے کہ وہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ: (باقی صہ ۱۲۷ حاشیہ پر)

پر چلت پستک ہے[1]۔ اور گیانی جی اس امر کے بھی معترف ہیں کہ اس میں یہی مرقوم ہے کہ یہ چولہ گورو نانک جی کے لئے آسمان سے اترا تھا۔ جیسا کہ اُن کا اپنا ہی بیان ہے کہ :۔

لکھیو جنم ساکھی میں کا ہوں چولہ اتر یو نبھ تے یا ہوں[2]

یعنی جنم ساکھی بھائی بالا میں مذکور ہے کہ چولہ آسمان سے اترا تھا اور جنم ساکھیوں سے متعلق گیانی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ :۔

"جو کچھ جنم ساکھیوں میں لکھا گیا ہے وہ تمام بھائی بالا کی زبانی گورو انگد جی نے درج کیا ہے"[3]

بعض اور سکھ وِدوانوں نے بھی جنم ساکھی بھائی بالا کے متعلق یہ شہادت دی ہے کہ یہ گورو نانک جی کی تاریخ کا منبع اور ماخذ ہے۔ کیونکہ ساری تاریخ اسی کی بنا پر تیار ہوئی ہے[4]۔ ایک سکھ وِدوان نے تو یہاں تک بھی لکھدیا ہے کہ اگر یہ جنم ساکھی وجود میں نہ آئی ہوتی تو سکھوں

---

[1] کتک کہ وساکھ صفحہ ۹ [2] پنتھ پرکاش بسرام ۹ صفحہ ۵۴ [3] تواریخ گورو خالصہ اڈیشن اوّل صفحہ ۵۵ مطبوعہ ۱۸۸۹ء

[4] اخبار پنجاب امرت سر ۳۰ نومبر ۱۹۴۳ء

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۶ "آئے دن ایسی ساکھیوں کی بناء پر غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ پنتھ پر حملے کرتے ہیں لیکن پنتھ نے وہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے کہ ایسی باتوں کو دیکھکر اپنی کتب کی پڑتال کرنا تو کجا پڑتال کا خیال بھی دل میں نہیں لایا جاتا" (کتک کہ وساکھ صفحہ ۱۹)

جنم ساکھیوں سے حوالہ جات پیش کر کے اپنا موقف پیش کرنے میں بھی اوّلیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی حاصل ہے۔ اور حضور کی باتوں کی تاب نہ لا کر جنم ساکھی بھائی بالا کا ہی سرے سے انکار کر دیا گیا۔ ان جنم ساکھیوں میں لبعد کو کافی ردّ و بدل بھی کئے گئے۔ چنانچہ سردار جی بی سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ :۔

"آج کل تعلیم یافتہ سکھ ... ... معترضوں کے اعتراض سے بچنے کے لئے اپنی تاریخ اور جنم ساکھیوں میں تحریف کرنے پر مجبور ہیں"

(ڈ ربجے ست بچن صفحہ مارچ ۱۹۴۶ء)

سکھوں کے پاس گورونانک جی کی تاریخ سے متعلق کچھ بھی نہ ہوتا[1]۔ ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ اڑھائی سو سال تک جنم ساکھی بھائی بالا بہت مستند تسلیم کی جاتی رہی ہے[2]۔

ایک سکھ ودوان سردار امر سنگھ جی ایڈیٹر "شیر پنجاب" نے اس جنم ساکھی سے متعلق یہ بیان کیا تھا کہ :۔

"بھائی بالا کی جنم ساکھی سکھ اتہاس کی سب سے پرانی اور پہلی کتاب ہے"[3]

اور ایک وقت ایسا بھی تھا جب کہ گوردواروں میں روزانہ جنم ساکھی بھائی بالا کے درس دیئے جاتے تھے[4]۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا تھا کہ جنم ساکھی کی کتھا کا حکم گورو گوبند سنگھ جی نے دیا ہے[5]۔

اب اس صورت میں انصاف پسند ناظرین اور قارئین کرام غور کر لیں کہ ہم احمدیوں نے دُنیا کو کیا دھوکہ دیا ہے اور چولہ صاحب سے متعلق کیا غلط بیانی کی ہے ہاں یہ درست ہے کہ چولہ صاحب کو دیکھکر اس کی تحقیق کر کے اس کا خاکہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا سہرا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسّلام کے سر پر ضرور ہے۔ حضورؑ سے قبل گورونانک جی کا یہ چولہ اس طرح منظرِ عام پر نہیں آیا تھا۔ اور حضور علیہ السّلام نے اس سے متعلق فرمایا ہے کہ جو جنم ساکھی بھائی بالا گورو انگد جی نے تیار کروائی تھی اس میں مذکور ہے کہ یہ چولہ گورونانک جی کے لئے آسمان سے اترا تھا۔ اور خود گیانی گیان سنگھ جی بھی اس کے معترف ہیں کہ گورو انگد جی کی تیار کروائی ہوئی جنم ساکھی میں اس چولہ صاحب کا آسمان سے اترنا مرقوم ہے مگر اس کے باوجود گیانی صاحب ہم احمدیوں پر برس رہے ہیں کہ ہم دُنیا کو دھوکہ دینے کے لئے کہہ رہے ہیں کہ یہ چولہ آسمان سے اترا تھا اس سلسلہ میں گیانی صاحب موصوف نے یہ "اصل بات" بیان کی ہے کہ :۔

"اصل بات یہ ہے کہ بغداد والے بادشاہ کی بیگم نے گورونانک جی کی دُعا سے

---

[1] کلگیاں والے دے کمال صفحہ ۱۴ و کلغیدھر چمتکار صفحہ ۱۰۹ [2] روزنامہ اجیت جالندھر ۱۱ اگست ۱۹۶۸ء [3] اخبار شیر پنجاب ۱۹ نومبر ۱۹۴۳ء
[4] کتک کہ وساکھ صفحہ ۱۰۹ [5] بچے مکت صفحہ ۳۸۴ ۔ [5] گوردھام سنگرہ صفحہ ۶۵ ؁

بیٹا پیدا ہونے کی خوشی میں یہ چولہ اپنے ہاتھوں سے تیار کروا کر گورو جی کی خدمت میں پیش کیا تھا۔[1]

گیانی جی کی اصل بات کا منبع اور ماخذ کیا ہے۔ اس بارہ میں وہ بالکل خاموش ہیں۔ اور جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے گیانی جی کی یہ اصل بات خود ساختہ ہی ہے۔ سکھ تاریخ میں اس کی کوئی سند نہیں ہے کیونکہ گیانی جی سے قبل کسی مستند سکھ کتب میں اس روایت کا ملنا تو کجا کسی غیر مستند سے بھی اس کا نام و نشان نہیں ملتا۔

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

گیانی جی نے خود بھی "اصل بات" کی ذمہ داری اپنے اوپر ڈالی ہے۔ چنانچہ ان کا بیان ہے کہ:۔

ہم نر نے کر کے سب بھانتیں لکھی بیتھارتھ کتھا بکھیا تیں[2]

گویا کہ یہ "اصل بات" گیانی جی کی اپنی چھان بین اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔ لیکن آپ نے اپنی اس تحقیق کا کوئی ثبوت پیش کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔ آپ نے اپنی اس "اصل بات" کے سلسلہ میں بغداد کے خلیفہ کا نام "بکر" بیان کیا ہے۔ لیکن جہاں تک تاریخ اور حقائق کا تعلق ہے۔ اس وقت بغداد میں بکر نام کا کوئی بھی خلیفہ حکمران نہ تھا۔ بلکہ بغداد میں کوئی بھی خلیفہ نہیں تھا۔ گورو نانک جی بغداد شریف جانے کا زمانہ سکھ وِدوان سنہ ۹۱۲ھ سنہ ۹۱۷ھ یا سنہ ۹۲۷ھ کے قریب قریب ظاہر کرتے ہیں۔ ان دنوں بغداد قسطنطنیہ کے ماتحت تھا۔ اور بنی عباس کی خلافت سنہ ۶۵۵ھ میں (یعنی گورو نانک جی کے بغداد جانے سے ۲۵۷-۲۶۲ یا ۲۷۲ سال قبل) ختم ہو چکی تھی۔ اور بقول پنڈت دیا رام جی اُن دنوں سلطان سلیمان تخت پر جلوہ گر تھا۔[3] یاد رہے کہ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے بغداد کی خلافت ختم ہونے

---

[1] پنتھ پرکاش لبرام ۹ ص ۵۴ [2] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۸۹۔ پنتھ پرکاش ص ۵۳

[3] بغداد پھیری ص ۶۳۔ نانک پرکاش سمپارت ص ۱۰۵۴۔ نانک چمتکار ط ۷۹ [4] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۹۰

کا زمانہ ۲۵۶ھ ظاہر کیا ہے[1]۔ (یہ زمانہ بھی ۶۵۵ھ کے قریب قریب ہے) اور اس کے ساتھ ہی یہ بیان کیا ہے کہ ان دنوں اسمٰعیل صفوی بغداد کا حکمران تھا[2]۔ ایک اور دوان نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ ان دنوں بغداد پر اسمٰعیل صفوی کی حکومت تھی۔ ان باتوں کی موجودگی میں انصاف پسند ناظرین غور فرماویں کہ ہم احمدیوں پر دھوکہ بازی کا الزام دینے والے مشہور و معروف سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی خود کیا گل کھلا رہے ہیں۔ اور ان کی بیان کردہ "اصل بات" کی تاریخی لحاظ سے کیا حقیقت ہے۔

گیانی صاحب موصوف نے اس چولہ سے متعلق کس حد تک چھان بین اور تحقیق کی۔ اس کا علم ان کی مندرجہ بالا تحریر سے بہ آسانی حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"چولہ جواب ڈیرہ بابا نانک میں بیدی عطر سنگھ کے گھر ہے اگر اس پر نقاشی کی آیات ہیں تو وہی ہے۔ اگر چھاپہ کی ہیں تو کسی اور مسلمان فقیر کا ہے[3]۔"

گیانی جی نے ڈیرہ بابا نانک میں موجود چولہ سے متعلق "اصل بات" تو یہ بیان کی ہے کہ یہ خلیفہ بغداد یا اس کی بیگم نے گورو صاحب کی بھینٹ کیا تھا۔ لیکن انہیں یہ بھی علم نہیں کہ اس چولہ پر قرآن شریف کی آیات کشیدہ کاری کی ہیں یا لکھی ہوئی ہیں۔ لیکن پھر بھی دعویٰ یہ ہے کہ وہ خود تحقیقات کر رہے ہیں اور حقیقت پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ چولہ صاحب سے متعلق کسی تحقیق کے لئے خود چولہ صاحب کے درشن بھی اس تحقیق کا ایک خاص حصہ ہیں۔ اسی وجہ سے حضرتِ مسیح موعود علیہ السّلام نے چولہ صاحب سے متعلق کچھ لکھنے سے قبل ڈیرہ بابا نانک خود تشریف لے جا کر چولہ کو دیکھنا بھی ضروری خیال کیا۔

گیانی گیان سنگھ جی نے اس چولہ سے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ :-

"اس چولہ پر تمام علموں کے حروف ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جنم ساکھی میں تمام علوم کا ہونا مرقوم ہے[4]۔"

---

[1] مہان کوش ص ۱۲۷ [2] مہان کوش ص ۱۳۷ [3] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۹۰ [4] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۹۰

گیانی صاحب موصوف کس سادگی سے فرما رہے ہیں کہ "بجز" کے نام کے خلیفہ بغداد یا اس کی بیگم کی طرف سے بھینٹ گئے گئے چولہ پر تمام علموں کے حروف ہونے چاہئیں اور اس کے ثبوت میں جنم ساکھی کا حوالہ دے رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی قلمی یا مطبوعہ جنم ساکھی میں کسی ایسے چولہ کا ذکر نہیں جو بجر کے نام کے خلیفہ بغداد یا اس کی بیگم نے اپنے ہاں بیٹا ہونے کی خوشی میں گورونانک جی کی بھینٹ کیا ہے۔ اور اس پر تمام علموں کے حروف خلیفہ بغداد کی بیگم نے کشیدہ کاری سے بنائے ہوں۔ یا قلم سے لکھے ہوں۔

جنم ساکھی کا مذکورہ چولہ تو گوروجی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ :۔

"واہگوروجی کی درگاہ سے سری گورونانک جی کو اکاش بانی ہوئی کہ اے نانک میں تجھ پر خوش ہوں۔ اور ایک خلعت تم کو بخشتا ہوں۔ گوروصاحب نے جواب دیا کہ نرنکارجی جو آپ کی مرضی۔ بندہ کو کیا عذر ہے۔ پھر انتر دھیان ہوکر سری ٹھاکر جی کے حضور پرارتھنا کی تو ایک خلعت ہاتھ لگا۔"[1]

گیانی جی خود بھی اس امر کے معترف ہیں کہ :۔

لکھیو جنم ساکھی تے کاہوں چولہ اتریو نبھ تے پایوں[2]

یاد رہے کہ نبھ کے معنے سکھ ودوانوں نے "آسمان" یا "آکاش" کئے ہیں۔[3] اس نبھ سے چولہ اترنے کا مطلب یہی ہے کہ یہ چولہ آسمان سے اترا تھا۔

گیانی گیان سنگھ جی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سنت سورج سنگھ جی گیانی نے لکھا ہے کہ :۔

"(خلیفہ بغداد بجر کی) بیگم نے اپنے ہاتھوں سے ایک چولہ اور ٹوپی ریشمی قرآن شریف کی آیت لکھ کر کشیدہ کیا اور باباجی کی خدمت میں بہت سامال پیش کیا۔۔۔۔

---

[1] جنم ساکھی اردو صفحہ ۴۹۳ [2] پنتھ پرکاش صفحہ ۵۴ [3] مہان کوش صفحہ ۲۰۴۱۔ گورپور پرکاش صفحہ ۱۳۱۲

گورو جی دین بندھو نے یہ اشیاء منظور کر لیں۔ وہ آج کل ڈیرہ بابا نانک۔ بیدی عطر سنگھ کے گھر ہے۔ اس چولہ پر کئی ملکوں کی زبانوں میں اکال پورکھ کی حمد مرقوم ہے۔

پس اگر اسی طرح ہے تو وہی چولہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو کوئی اور کسی طرح روپیہ بٹورنے کے لئے رکھ لیا ہے[1]

اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ سنت سورج سنگھ جی نے بھی چولہ صاحب کے درشن کئے بغیر ہی اپنی رائے بیان کر دی ہے اور اپنے بزرگ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کے نقش قدم پر ہی چلنے کی کوشش کی ہے۔ سکھ ودوانوں اور مؤرخوں کی یہ روش کتنی افسوسناک ہے۔

گیانی گیان سنگھ جی نے اس چولہ سے متعلق "اصل بات" بیان کرنے کے سلسلے میں اور بھی بہت سی مضحکہ خیز اور متضاد باتیں بیان کی ہیں۔ آپ تواریخ گورو خالصہ کے اردو ایڈیشن میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"جب گورو صاحب وہاں (بغداد) سے چلنے لگے تو خلیفہ بغداد نے آپ کو ایک جامہ جس پر کئی زبانوں میں قرآن شریف و زبور وغیرہ کی آیتیں منقش تھیں نذر کیا۔ جس کو گورو نانک صاحب اپنے ساتھ لے آئے۔ یہ چولہ اب تک ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے[2]"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ گیانی گیان سنگھ جی کی تحقیق کے مطابق "اصل بات" یہ ہے کہ گورو نانک صاحب خلیفہ بغداد کی طرف سے بھینٹ کئے چولہ کو اپنے ساتھ لے آئے تھے اور وہی چولہ اب تک ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے۔ نیز اس پر کئی زبانوں میں قرآن شریف اور زبور وغیرہ کی آیات موجود ہیں۔ گیانی جی نے "وغیرہ" کی کوئی تشریح نہیں کی کہ اس سے ان کی مراد وید ہیں یا "اناجیل" یا پارسیوں کی کتابیں۔ اس کے برعکس گیانی صاحب موصوف نے اپنی دوسری کتاب میں یہ رقم فرمایا ہے کہ:-

---

[1] تواریخ سری گورو خالصہ ص۲۲ [2] تواریخ گورو خالصہ اردو ص۵۰

"چولہ پر قرآن شریف کی آیات کے بغیر اور کوئی کشیدہ نہیں۔ تبھی تو گوروجی بہاوالدین کو دے آئے تھے"[1]

گیانی جی کی بیان کردہ "اصل بات" ملاحظہ ہو کہ ایک جگہ تو آپ فرماتے ہیں کہ بکر نام کے خلیفہ بغداد نے گورونانک جی کو جو چولہ بھینٹ کیا تھا اس پر تمام علوم کے حروف تھے۔ اور دوسری جگہ بیان کرتے ہیں کہ اس پر کئی زبانوں میں قرآن شریف اور زبور وغیرہ کی آیات تھیں۔ تیسری جگہ انہوں نے لکھا ہے کہ اس پر قرآن شریف کی آیات کے بغیر اور کوئی کشیدہ کاری نہیں ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ آخری بات انہوں نے علم حاصل کرنے کے بعد لکھی ہے کہ قرآن شریف کی آیات کے سوا چولہ صاحب پر اور کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت حضور کی طرف سے تین ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان شائع ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ ایک جگہ گیانی جی نے یہ فرمایا ہے کہ گوروجی اس چولہ کو اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اور ڈیرہ بابا نانک میں بیدی عطر سنگھ وغیرہ کے پاس وہی چولہ ہے۔ لیکن دوسری جگہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ گوروجی نے یہ چولہ بہاؤالدین کو دے دیا تھا یعنی گوروجی اپنے ساتھ نہیں لائے تھے۔ اس کے برعکس اس بارہ میں تیسری بات گیانی جی نے یہ بیان کی ہے کہ:۔

"گوروجی نے اس کی عقیدت کی بھینٹ کو لوٹانا نامناسب خیال نہ کیا۔ لیکن پہننا بھی پسند نہ کیا۔ اور سیون شاہ فقیر کو جو کہ گوروجی کا سچا سیوک بن گیا تھا بخش دیا"[2]

گیانی جی کی "اصل بات" کا خلاصہ ملاحظہ ہو:۔

۱۔ چولہ خلیفہ بغداد نے دیا تھا جس کا نام بکر تھا۔

۲۔ چولہ خلیفہ بغداد کی بیگم نے بھینٹ کیا تھا۔

۳۔ اس چولہ پر بیگم نے کشیدہ کاری سے تمام علوم کے حروف لکھے تھے۔

---

[1] پنتھ پرکاش صفحہ ۵۵ [2] گوردھام سنگرہ صفحہ ۶۵

۴۔ بیگم نے کئی زبانوں میں قرآن شریف اور زبور وغیرہ کی آیتیں درج کی تھیں
۵۔ چولہ صاحب پر قرآن شریف کی آیات کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔
۶۔ گوروجی اس چولہ کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اور اب وہ ڈیرہ بابا نانک میں ہے۔
۷۔ چولہ گوروجی بہاؤالدین کو دے آئے تھے۔
۸۔ چولہ گوروجی سیون شاہ کو دے آئے تھے۔
۹۔ جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ چولہ آسمان سے اترا تھا۔ اور جنم ساکھی گورو انگد جی نے تیار کروائی تھی۔
۱۰۔ احمدی لوگ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ چولہ آسمان سے اترا تھا۔

یہ موٹی موٹی دس باتیں گیانی جی نے اپنی تحقیق کے نتیجہ میں "اصل بات" کے ضمن میں پیش کی ہیں۔ اور یہ باتیں کس حد تک اصلیت کے مطابق ہیں۔ اس کا فیصلہ ہم اپنے فاضل اور انصاف پسند ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

گیانی صاحب موصوف نے ہم احمدیوں پر اور ڈیرہ بابا نانک کے بیدیوں پر ایک الزام دیا ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے یہ مشہور کیا گیا ہے کہ چولہ آسمان سے اترا تھا۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے جو "اصل بات" تحقیق کرنے کے بعد لکھی ہے۔ اس کا حقائق سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔ بلکہ ہمیں تو یہ افسوس ہے کہ گیانی جی نے اس طرف توجہ دینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ خود اس چولہ سے متعلق پہلے کیا لکھ چکے ہیں اور اب کیا لکھ رہے ہیں۔ اگر انصاف پسند ناظرین ٹھنڈے دل سے غور کریں گے تو انہیں گیانی جی کی اس تحقیق کا آسانی سے علم ہو جائے گا۔

گیانی جی نے ایک طرف تو یہ تسلیم کیا ہے کہ جنم ساکھی میں چولہ کا آسمان سے اترنا مرقوم ہے تو دوسری طرف اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ :-

"پراچین قلمی پوتھیوں میں چولے کی ساکھی نہیں" (دیکھیئے پرکاش ص۵۵)

لیکن ہمارے پاس جنم ساکھیوں کے بعض قلمی نسخے ایسے بھی ہیں۔ جن میں چولہ صاحب کی ساکھی مکمل صورت میں درج ہے اور چولہ صاحب کا آسمان سے اترنا صاف الفاظ میں مرقوم ہے اس کا حوالہ ہم اس سے قبل نقل کر چکے ہیں۔

گیانی جی کے بعد آنے والے سکھ مصنفین نے گیانی جی کے نمونہ کو ہی اپنایا ہے۔ انہوں نے بھی ایک دوسرے کی تحریرات کو مدنظر رکھنے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔ بلکہ جو جس کے من میں آیا بغیر سوچے بیچارے لکھدیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بیانات متضاد باتوں کا طومار بن کر رہ گئے ہیں گیانی جی نے تو یہ چولہ بھینٹ کرنے والے خلیفہ بغداد کا نام "بکر" لکھا ہے۔ لیکن گیانی ٹھاکر سنگھ جی کے نزدیک اس کا نام "سلیم" تھا[1]۔ ایک اور صاحب نے اس کا نام سلطان حمید بیان کیا ہے[2]۔ جنم ساکھی بھائی بالا میں سلطان حمید کو مدینہ کا بادشاہ ظاہر کیا گیا ہے[3]۔ ایک اور سکھ وِدوان نے اس سلطان حمید بادشاہ سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"جس پاتشاہ روم سلطان حمید کا اس وقت مدینہ میں ہونا بیان کیا گیا ہے۔ وہ حمید پہلا ترکی پاتشاہ ۱۷۷۳ء میں تخت پر بیٹھا تھا[4]۔"

کسی نے یہ لکھا ہے کہ عرب دیش کے بادشاہ نے یہ چولہ آپ کی بھینٹ کیا تھا[5]۔ اور بعض کے نزدیک عرب کے بادشاہ لاجورد نے یہ چولہ گورو صاحب سے چھیننے کی کوشش کی تھی[6]۔

بعض وِدوانوں نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ چولہ گورو صاحب کو لاجورد بادشاہ نے دیا تھا[7]۔ کوئی صاحب یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ چولہ عرب فارس۔ اور مصر کے کسی پریمی نے بھینٹ کیا تھا[8]۔

۱۔ گوردوارے درشن ص ۵۸۱ ۲۔ سوانح عمری گورو نانک جی اردو ص ۶۱

۳۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۸۳-۱۸۲ جنم ساکھی اردو ص ۲۱۷ ۴۔ رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۴۴ ۱۹ء

۵۔ گوردھام دیدار ص ۵۷ ۶۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۱۹ اردو ص ۹۳

۷۔ روزنامہ اکالی پتر کا جالندھر ۴ مارچ ۱۹۶۴ء دا جیت جالندھر ۷ مارچ ۱۹۶۴ء

۸۔ نانک پرکاش سمپادت ص ۹۱۲۔

کوئی اس چولہ کا خلیفہ بغداد کی بیگم سے ملنا ظاہر کرتا ہے[1]۔ اور ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کے نزدیک یہ چولہ پیر دستگیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گدی کے سجادہ نشین نے گورو جی کو ولی اللہ جان کر دیا تھا[2]۔ کوئی یہ بیان کرتا ہے کہ گورو جی قارون بادشاہ کے ملک میں گئے تھے تو خلیفہ قارون بادشاہ نے اپنا چولہ جس پر قرآن شریف کے کئی قسم کے کلمے لکھے ہوئے تھے۔ اور کئی زبانوں میں قرآن شریف و زبور کی آیتیں تھیں تھے یہ آپ کی بھینٹ کیا تھا[4]۔ ایک اور وِدوان پروفیسر کرتار سنگھ جی ایم اے نے اس چولہ سے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہ گورو جی کو بغداد کے عقیدت مندوں نے بھینٹ کیا تھا[5]۔ اسیطرح گیانی لال سنگھ جی ایک مقام پہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ خلعت بغداد کے خلیفہ کی بیگم نے گورو صاحب کو دیا تھا۔ اس پر قرآن شریف کی آیات کشیدہ کاری سے بنائی گئی ہیں۔ اور یہ چولہ اب تک ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے[6] اسی کتاب کے دوسرے مقام پر مرقوم ہے کہ یہ چولہ گورو صاحب کو شاہ روم کے خلیفہ نے بھینٹ کیا تھا۔ اور اس پر قرآن شریف کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ (یعنی کشیدہ کاری سے نہیں بنائی گئیں) اور یہ اب تک ڈیرہ بابا نانک میں حفاظت سے رکھا ہوا ہے[7]۔ ایک صاحب کا بیان ہے کہ عرب کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کے گھر لڑکا پیدا ہونے کی خوشی میں یہ چولہ گورو صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جسے گورو جی نے اپنے ساتھ کرتار پور لے آئے تھے[8]۔ ایک اور مشہور سکھ وِدوان پنڈت تارا سنگھ جی نرونم رقم طراز ہیں کہ یہ چولہ حبشہ میں گورو صاحب کو دین میں شامل کرنے کے لئے پہنایا گیا تھا[9]۔ گویا کہ آپ

---

[1] ۔ نانک پرکاش سمپارت ص ۹۱۲

[2] گورو نانک دیو مصنفہ گورمکھ سنگھ ص ۴۰

[3] ۔ گورمت اتہاس گورو خالصہ ص ۴۷ و ۴۸

[4] جیون برتانت ودس گورو صاحبان ص ۱۰۶

[5] جیون کتھا گورو نانک جی ص ۳۳۲

[6] تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۵۲

[7] تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۵۹

[8] اکالی پتر کا جالندھر ۶ مارچ ۱۹۶۲ء

[9] گورتیرتھ سنگرہ ص ۳۳۲۔

کو اسلام میں داخل کرنے کی رسم ادا کرتے وقت آپ نے زیب تن کیا تھا۔ آپ اور سکھ
دروان فرماتے ہیں کہ گورو صاحب نے جب عرب کے لوگوں کو بحث میں شکست دے دی۔
تو انہوں نے نہایت عجز، خلوص اور صدق سے اسلامی روحانی پیراہن قرآن شریف کی آیتوں والا
چولہ اتار کر ان کے قدموں میں رکھ دیا اور اس کی بجائے "ست نام سری واہگورو" والا پیراہن
چولہ بنا لیا[1] (یعنی سکھ دھرم میں شامل ہو گئے۔) فاضل مصنف نے یہ نہیں بتایا کہ ست نام
سری واہگورو والا چولہ سب نے ایک ہی بنایا تھا۔ یا بہت سے چولے تیار کئے گئے تھے؟ دوسرے
وہ چولہ یا چولے اب کہاں ہیں، اور کس کے قبضہ میں ہیں؟ ایک صاحب کا بیان ہے کہ یہ چولہ گورو صاحب کی عراق اور عرب کے
ولیوں، پیروں اور فقیروں پر فتح کی نشانی ہے[2]۔ ایک صاحب اسے گورو صاحب کی فرضی یادگار تسلیم کرتے
ہیں[3]۔ ایک صاحب کے نزدیک، یہ چولہ گورو جی کو مغربی ممالک کے سفر کے دوران میں کسی نے بھینٹ کیا تھا[4]
ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے کہ یہ چولہ بہلول اور اس کے بیٹے نے گورو جی کو دیا تھا جیسا کہ مرقوم
ہے کہ:۔ "بہلول اور اس کے بیٹے نے.... آیتوں والا چولہ بھینٹ کیا جو کہ ڈیرہ بابا نانک میں
موجود ہے۔"[5]

بعض ودوانوں کے بیان کے مطابق اس چولہ پر قرآن شریف کی آیات کشیدہ کاری سے بنائی گئی ہیں[6]۔ لیکن
اس کے برعکس یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبارت عربی کی ہے جو کالی سیاہی سے لکھی ہوئی ہے۔ ایک صاحب
نے چولہ کا کپڑا ریشمی ظاہر کیا ہے دوسرے کے نزدیک کپڑا لٹھے کا ہے[9] (یعنی سوتی ہے) ایک صاحب
چولہ کی لمبائی ڈیڑھ گز (۵۴ انچ) بتاتے ہیں[10] اور دوسرے نے اسے ۲۹ انچ لمبا بیان کیا ہے[11] اسی طرح
بعض کا بیان ہے کہ اس چولہ پر کئی زبانوں میں قرآن شریف اور زبور کی آیات درج ہیں[12] اور بعض کا بیان ہے کہ چولہ پر کسی

---

[1] افضل الانبیاء و پیغمبروں کے شہنشاہ ص ۲۰ [2] نانک پرکاش سمپادت ص ۹۱۲ [3] شیر پنجاب ۱۶ ستمبر ۱۹۵۸ء
[4] خالصہ سماچار امرتسر ۲۳ اگست ۱۹۵۶ء [5] رسالہ گورمت پرکاش امرتسر فروری ۱۹۶۰ء [6] مہان کوش ص ۱۴۲۷ ـ اتہاس سکھ گوردواراں ص ۸۷ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۵۴ ـ رسالہ امرت سر نومبر ۱۹۳۸ء [7] گورو دھام دیدار ص ۲۰۱ و تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۵۹
[8] تواریخ گورو خالصہ ص ۲۹ [9] گورو دھام دیدار ص ۲۰۰ [10] گوردوارے درشن ص ۵۸۱ [11] گورو دھام دیدار ص ۲۰۱
[12] گورو دھام دیدار ص ۲۰۱ ـ

زبانوں میں صرف قرآن مجید کی آیات ہی درج ہیں[1]۔ اور بعض لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ چولہ پر کئی زبانوں میں قرآن شریف اور زبور وغیرہ کی آیات لکھی ہوئی ہیں[2]۔ بعض دوانوں نے صرف عربی میں قرآن شریف کی آیات کا درج ہونا تسلیم کیا ہے[3]۔ ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ اس چولہ پر عربی کی بعض نظموں کے کچھ حصّے درج ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک کے پجاریوں کے پاس ہے[4]۔ ایک صاحب کا بیان ہے کہ چولہ پر تمام علوم کے حروف ہیں[5]۔ اور دوسرے کے نزدیک کئی زبانیں ہیں[6]۔ اور بعض نے اس چولہ پر "بہت کچھ لکھا ہوا ہے" کہنے پر ہی اکتفا کیا ہے[7]۔ ایک صاحب کے نزدیک اس چولہ پر قرآن شریف کی آیات اور خدا تعالیٰ کی حمد کشیدہ کاری سے درج ہے[8]۔ ایک صاحب کا بیان ہے کہ چاروں ویدوں کے معنے بھی درج ہیں[9]۔ سکھوں میں ایسے دودوان بھی موجود ہیں جن کے نزدیک یہ چولہ نہیں بلکہ کوٹ ہے[10] اور بعض نے اس چولہ کو "قمیض" بیان کیا ہے[11]۔ گویا کہ سب نے اپنے اپنے خیال کی پیروی کی ہے اس چولہ کو دیکھ کر کچھ لکھنا پسند نہیں کیا۔ اور نہ ایک دوسرے کی تحریرات پر ہی توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی۔

جنم ساکھیوں کے بعد کے اڈیشنوں میں یہ بھی درج کیا گیا کہ آسمان سے اترنے والا چولہ پھر آسمان پر چلا گیا تھا۔ اور اوپر ہی رہا تھا۔ واپس نہیں آیا تھا[12]۔ ایک صاحب کا بیان ہے کہ گورو جی نے یہ چولہ پیر دستگیر کے پوتے سے حاصل کیا تھا[13]۔ کوئی صاحب بیان کرتے ہیں کہ گورو جی یہ چولہ اپنے ساتھ ہی لے آئے تھے[14]۔ دوسری جگہ یہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس چولہ

---

[1] مختصر مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۶۰ [2] تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۵۰ [3] اٹلس سکھ گورو جان ص ۸۷ [4] تواریخ گورو خالصہ نکتہ ص ۱۵۳
[4] جیون کتھا گورو نانک جی ص ۲۳۳ [5] تواریخ گورو خالصہ نکتہ ص ۱۵۳ [6] گور ستھان درشن ص ۶۷ [7] رسالہ سنت سپاہی اگست ۱۹۶۳ء
[8] جنم ساکھی گورو نانک شاہ ص ۳۷۷ [9] گور ستھان درشن ص ۶۷ [10] اکالی پتر کا جالندھر ۶ مارچ ۱۹۶۴ء
[12] جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۹۸ء ص ۳۸۱
[13] سری گورو پرتاپ سورج گرنتھ جلد ۱ - منڈل ۵۳ - [14] تواریخ گورو خالصہ ص ۵۰ اردو۔

پر قرآن شریف کی آیات تھیں اس لئے گوروجی نے یہ چولہ بہاؤالدین کو دے دیا تھا۔[۱]
تیسری جگہ انہوں نے لکھا کہ گوروجی قرآن شریف کی آیات والا چولہ سیون شاہ فقیر کو سونپ دیا تھا کیونکہ وہ خود اسے پہننا پسند نہیں کرتے تھے۔[۲] بعض کے بقول گوروجی نے یہ چولہ اپنے بیٹے سری چند کے سپرد کر دیا تھا۔[۳] اس کے برعکس بعض کا بیان ہے کہ یہ چولہ سری چند سے اٹھایا ہی نہیں گیا تھا اور سری گورو انگد جی کو مل گیا تھا۔[۴] بعض کے بقول یہ چولہ گوروجی کو بغداد کے حاکم نے دیا تھا اور گوروجی نے اسے اپنے ایک پریمی کے سپرد کر دیا تھا نام نہیں بتایا کہ وہ خوش قسمت پریمی کون تھا۔ جسے چولہ کی سپرداری سونپی گئی تھی[۵] بعض کے نزدیک گوروجی نے سوان جا کر یہ چولہ بھائی طوطا رام کو دے دیا تھا۔[۶] بعض کا بیان ہے کہ بابا کابلی مل جی کو یہ چولہ ۱۸۰۳ بکرمی میں ملا تھا۔[۷] دوسری جگہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ۱۸۴۵ بکرمی میں بیدی کابلی مل جی اس چولہ کو حاصل کر سکے تھے۔ اس سے قبل انہیں اس بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔[۸]

ایک سکھ ودوان سے اس چولہ سے متعلق متضاد روایات کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ :-

"(خلیفہ بغداد) بیگم نے شکرانے کے طور پر ایک چولہ جس پر قرآن شریف کی آیات کشیدہ کاری سے درج تھیں اور ایک ٹوپی حضور کی نذر کی۔ یوں گیانی گیان سنگھ جی نے پنتھ پرکاش میں لکھا ہے۔ لیکن ان کی اردو تصنیف تواریخ گورو خالصہ کے مطابق یہ چولہ بغداد کے عقیدتمندوں نے بھینٹ کیا تھا۔ گیانی اودھم سنگھ کے بقول چولہ بھینٹ کرنے والا حاکم اسمٰعیل صفوی تھا۔ بھائی سنتوکھ سنگھ کے بقول یہ چولہ

۱۔ پنتھ پرکاش چھاپہ ٹائپ حاشیہ صـ۵۵ ‏ ‏ ۲۔ گوردھام سنگرہ صـ۶۳
۳۔ جیون بابا سری چند جی صـ۱۲ ‏ ‏ ۴۔ جنم سکھی بھائی منی سنگھ صـ۵۸۴
۵۔ نہان کون صـ۱۲۲۷۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر ستمبر ۱۹۶۳ ‏ ‏ ۶۔ گوردھام دیدار صـ۲۰۰
۷۔ گوردھام سنگرہ صـ۶۵ ‏ ‏ ۸۔ پنتھ پرکاش چھاپہ ٹائپ حاشیہ صـ۵۵

آپ کو حبش ولایت (ایتھوپیا) سے آتے عرش سے اترا جس کا ذکر گیانی گیان سنگھ بھی کرتے ہیں

لکھیو جنم ساکھی میں کا ہوں ۔ چولہ اتریو نبھ تے یا ہوں

خالصہ تاریخ کہتی ہے کہ یہ چولہ گورو صاحب نے مخدوم بہاؤالدین کو دے دیا جب کہ آپ ملتان نگر میں آئے۔

بغدادی ٹوپی تے چولہ ۔ بخشے تاں کر جان امولا

لکھ محری گورو نہ رکھے ۔ ان بھی لے بہت ادب رکھے

وہ ان اشیاء کو گورو کی بخشش جان کر ادب کرتا رہا۔ اُس نے ٹوپی تو سر پر پہن لی مگر چولہ نہ پہنا۔ بلکہ اُس نے اس طرح کا چولہ اور ٹوپی بہاؤالدین سادھوؤں کے لئے مقرر کر دیا[۱]

سِکھ کتب میں چولہ صاحب سے متعلق مختلف روایات داخل کرنے کی وجہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ چولہ صاحب سے متعلق جس قدر متضاد روایات اور ایک دوسرے کے اُلٹ بیانات سکھ کتب میں داخل کئے گئے ہیں۔ اس کی مثال شاید ہی کہیں مِل سکے۔ یہ سب کچھ کیوں کیا گیا! اس کا جواب صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے گورو نانک جی کا یہ تاریخی اور مقدس چولہ ان کے اِسلام کی ایک زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا۔ تو سِکھ ودوانوں نے یہ محسوس کیا کہ اس چولہ صاحب کی موجودگی میں گورو جی کو اِسلام سے الگ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ کیونکہ چولہ صاحب سے متعلق پراچین سِکھ کتب میں ایک ہی روایت چلی آرہی تھی کہ یہ گورو جی کو ان کے رب العزّت

---

[۱] ۔ رسالہ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء

کی طرف سے بطور خلعت کے مِلا تھا۔ اس سے ایک طرف تو اسلام کی صداقت واضح ہوتی ہے۔ کیونکہ چولہ صاحب پر صرف قرآن شریف کی پاکیزہ آیات اور اسمائے الٰہیہ ہی درج تھے اور دوسری طرف اس سے گورونانک جی کا مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ :۔

"بیراگی۔ سنیاسی۔ جوگی۔ ہندو اور مسلمانوں وغیرہ کے الگ الگ لباس ان کے مذہب کا پتہ دیتے ہیں"[1]

اس صورت میں ایک ایسے برگزیدہ انسان سے متعلق جو قرآن شریف کی آیتوں والا مقدس چولہ زیب تن کئے پھرتا ہو کون باور کر سکتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں۔

اکثر سکھ مورخین چولہ صاحب کو دیکھے بغیر ہی اپنی رائے کا اظہار کرتے رہے حالانکہ مشہور سکھ ودوانوں نے کسی مسئلہ کی تحقیق سے متعلق یہ حقیقت بیان کی ہے کہ :۔

"درستی پر اس طرح پہنچا جاسکتا ہے کہ تمام تاریخی نوشتوں کو پڑھا جائے۔ تب متضاد باتوں اور ملتے جلتے حالات سے سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ اور مصنفین کے دلی جھکاؤ تعصب اور عمداً یا سہواً کی گئیں غلطیاں سامنے آجاتی ہیں"[2]

چولہ صاحب کو مشکوک اور مشتبہ کرنے کی غرض سے سکھ ودوانوں نے پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر کے مشورہ کے بعد جو کچھ لکھا ہے اس کے نمونے ہم اس سے قبل پیش کر چکے ہیں۔ نیز اس چولہ صاحب کے معاملہ میں ان کے دلی جھکاؤ تعصب اور عمداً یا سہواً کی گئی غلطیاں ان سے بخوبی عیاں ہو جاتی ہیں۔ ان متضاد باتوں اور ایک دوسرے کے خلاف روائتوں سے متعلق سکھ ودوانوں نے جو فیصلے دیئے ہیں۔ وہ بھی قابل غور ہیں چنانچہ بھائی ویر سنگھ جی فرماتے ہیں کہ :۔

" ایک ماجرہ کے بیان کرنے میں اگر مصنفین متضاد باتیں لکھدیں تو ان کے بیان کردہ واقعات سچے قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ بلکہ وہ تمام واقعہ کے یا اس کے اکثر حصہ

---

[1] نانک پرکاش بھارت ص ۶۱۱ [2] گورپرتاپ سورج بھادت جلد اوّل ص ۱۷

کے بناوٹی ہونے کی دلیل ہوتے ہیں۔[1]

ایک اور صاحب سردار گنڈا سنگھ جی نے لکھا ہے کہ:

" ایک دوسرے کے خلاف بلکہ بعض حالات میں اپنی متضاد SELF

CONTRODICTORY) تحریروں کو درست تسلیم کر لینا وہ بھی بغیر کسی

مستند ثبوت کے تاریخ سے انصاف نہیں ہے۔"[2]

دیکھیں کہ چولہ صاحب کے بارہ میں سکھ کتب میں بعد کو داخل کی گئی متضاد باتوں سے متعلق سکھ ودوان تاریخ سے کس حد تک انصاف کرتے ہیں اور ان متضاد اور فرضی روایات کا رد کہاں تک کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی محقق ان غلط اور بے بنیاد کو باتوں کو درست تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔

گورونانک جی کے اس مقدس چولہ کو سکھ ودوانوں کا گوروجی کے اسلام کی دلیل ماننے سے اِنکار

سکھ ودوانوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو گورونانک جی کے اس تاریخی اور مقدس چولہ کو گوروجی کے اسلام کی دلیل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ ان میں سے بعض تو اسے گوروجی کا فرضی تبرک قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے کیونکہ ان کے دل مانتے ہیں کہ اگر اسے گورونانک جی کا چولہ تسلیم کیا جائے اور یہ مانا جائے کہ یہ انہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے بطور خلعت کے مِلا تھا تو پھر گوروجی کا اسلام واضح ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اس چولہ کو ایک فرضی یادگار تسلیم کرنے والوں میں مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی صف اوّل پر ہیں۔ گیانی جی

---

[1] گور پرتاپ سورج سمپادت ص ۵۰۰۳ [2] رسالہ پنج دریا اکتوبر ۱۹۴۵ء

کے علاوہ اور بھی بعض سکھوں نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ سردار امر سنگھ جی ایڈیٹر "شیر پنجاب" نے گورو ہر سہائے کے قرآن شریف پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"دراصل محض لوگوں کو اپنا معتقد بنانے کے لئے انہوں نے (یعنی گورو ہر سہائے کے سوڈھیوں نے) پوتھی اور مالا کا بھی چولہ کی طرح ڈھونگ رچالیا۔"[1]

سردار امر سنگھ جی کے نزدیک گورو نانک جی کا یہ مقدس چولہ گورو جی کی یادگار نہیں ہے بلکہ ایک ڈھونگ ہے۔ ——— حالانکہ اگر یہ ڈھونگ ہے تو یہ ان سکھ بزرگوں نے رچایا ہے۔ جنہوں نے جنم ساکھیوں اور دوسری سکھ کتب میں لکھدیا کہ یہ چولہ گورو جی کو خدا تعالےٰ کی طرف سے خلعت ملا تھا۔ یا پھر ان بیدیوں نے جنہوں نے اس کی حفاظت کی اور صدیوں سے اس مقدس چولہ کے میلے بھی رچائے۔ ہم احمدیوں کا اس میں کوئی دخل نہیں کیونکہ ڈیرہ بابا نانک میں یہ چولہ احمدیت کے قیام بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش سے قبل زمانہ سے چلا آرہا ہے۔ ہم نے تو صرف گورو جی کا یہ تبرک ان کے اسلام کی دلیل کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اس مقدس چولہ کو ڈھونگ قرار دینے والے یہ "وِدوان" بھی اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ جس بزرگ کا قرآن شریف کی آیات والا یہ چولہ ہے وہ مسلمان ہی ہوسکتا ہے نہ کہ کوئی غیر مسلم یا مکذب اسلام۔ اسی وجہ سے وہ اسے گورو نانک جی کا تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ قدیم سکھ لٹریچر شاہد ہے کہ یہ چولہ گورو نانک جی کو خدا تعالےٰ کی طرف سے خلعت ملا تھا اور لوگ باوجود کوشش کے اس چولہ کو گورو جی سے الگ نہ کرسکے تھے۔

اسی اخبار شیر پنجاب نے ایک مرتبہ یہ شائع کیا تھا کہ:۔

"گورو جی[2] نے خود کعبہ تک چل کر جانے میں اپنی توہین نہیں سمجھی تھی۔ اب بھی وہ چولہ موجود ہے۔ جو بغداد سے واپسی پر گورو نانک جی نے زیب تن کیا تھا اور جس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔"[3]

---

[1] ہفت روزہ شیر پنجاب ۱۶ ستمبر ۱۹۴۵ء [2] اخبار دہلی [3] اخبار شیر پنجاب دہلی پوران ماشی نمبر ۱۹۵۶ء

اس سے واضح ہے کہ خود اخبار شیر پنجاب کو یہ مسلم ہے کہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود قرآن شریف کی آیات والا چولہ گورو جی پہنا کرتے تھے اور یہ ان کی ایک تاریخی یادگار ہے۔

جن سکھوں نے گورو نانک جی کا یہ مقدس چولہ گورو جی کے مسلمان ہونے کی دلیل تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان میں ہمارے دوست سردار شمشیر سنگھ جی اشوک بھی شامل ہیں۔ چنانچہ اشوک جی نے ایک اور مقام پر اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"حضرت مرزا صاحب کی کتاب "ست بچن" (اردو) کے ص ۲۵ پر گورو نانک صاحب کے ایک لمبے چولہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس پر قرآن شریف کی آیات لکھی ہوئی ہیں کیا یہ پاکیزہ چولہ پہن کر گورو جی کھڑے ہی رہتے تھے۔ یا کبھی آرام کرنے کے لئے بیٹھتے بھی تھے اگر وہ یہ چولہ پہن کر بیٹھتے بھی تھے تو قرآن شریف کی آیات کی کتنی عزت ہے یا کتنی ہتک۔ اس کا جواب گیانی عباد اللہ صاحب ہی دے سکتے ہیں کہ ایسی مثال پیش کر کے (حضرت) مرزا صاحب (علیہ السلام) نے کتنی دور اندیشی سے کام لیا ہے"[1]

شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کی دھرم پرچارک کمیٹی کے رسالہ گورمت پرکاش امرتسر میں آپ کا ستائیس سالہ پرانا مضمون شائع ہوا ہے جس میں چولہ صاحب سے متعلق یہ سوال دہرایا گیا ہے کہ :۔

"گیانی عباد اللہ نے گورو صاحب کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے "اسلام اور سکھ گرنتھ" نام کے ٹریکٹ میں ڈیرہ بابا نانک (گورداسپور) میں موجود چولہ کی تصویر شائع کی ہے۔ لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ جب سری گورو نانک دیو جی اس چولہ کو پہن کر بیٹھتے ہوں گے تو چولہ ان کے نیچے بھی آتا ہو گا۔ تب اس چولہ پر درج قرآن شریف کی آیات کی کتنی عزت ہوتی ہو گی۔ یہ گیانی عباد اللہ ہی سوچ سکتے ہیں"[2]

---

[1] گورمت پرکاش امرتسر فروری ۱۹۷۰ء [2] گورمت پرکاش امرتسر نومبر ۱۹۷۰ء

یہ وہی پرانا سوال ہے جو اشوک جی نے آج سے ۲۷ سال قبل اخبار خالصہ سیوک امرت سر کے ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کے پرچہ میں اٹھایا تھا اور ہماری طرف سے اس کا جواب اسی وقت دے دیا گیا تھا جو ست بچن ٹریکٹ لڑی میں شائع کیا گیا تھا۔ جسے ہم قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے یہاں بھی نقل کئے دیتے ہیں

"اشوک جی ایک مشہور ودوان اور ہسٹری ریسرچ سکالر ہیں۔ یہ دلیل پیش کر کے انہوں نے اپنی علمیت کو بھی داغ لگایا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عزت اور بے عزتی کا تعلق انسان کی نیت اور ارادے سے ہے۔ ہمارے سکھ دوست گرنتھ صاحب کو اپنا گورو تسلیم کرتے ہیں اشوک جی کبھی کسی پریس میں جا کر یا کسی دفتری کی دکان پر پہنچ کر دیکھیں کہ اس کی تیاری کس طرح کی جاتی ہے؟ اور دفتری لوگ اسے فرموں میں دے کر بھار کے نیچے دباتے ہیں اور پھر مشین سے اس کی کٹائی بھی کرتے ہیں۔ اور اس کی جلد تیار کرتے ہیں۔ کیا کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ اس طرح گورو گرنتھ صاحب کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص شرارت سے گورو گرنتھ صاحب کو فرموں کے نیچے دبا دے یا اس کی کٹائی کر دے تو وہ ضرور اس کی توہین کہلائے گی۔

ہمارے سکھ دوستوں کو میں ہتھیاروں کا بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ سکھ مؤرخین تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ جی اپنے ساتھ برابر کی چوکی پر ہتھیار رکھا کرتے تھے اور ان پر چنور بھی کروایا کرتے تھے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا تھا کہ:-

ہم ہیں جگ کے گورو سگل جگ جانیئے
پوج دھیائے بھل اچھت صحیح پرمانیئے

ہمرے گورو پر سدھ ایسے لکھ لیجیے ۔ ہو ایہی چوری سا چ کان بر کیجئے (گور بلاس پاتشاہی دس ادھیائے ۲۲)

یہی ہتھیار جب ایک لوہار بناتا ہے۔ تو وہ ہتھوڑے سے ضربیں لگاتا ہے اور انہیں پاؤں تلے بھی دباتا ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے متعدد ایسی تلواریں دیکھی ہیں جن پر مول منتر یا اور کوئی گوربانی کا شلوک وغیرہ درج تھا[1]۔ ان تلواروں کو چلانے والے سوربیر جب زخمی ہو کر زمین پر گرتے ہوں گے تو وہ تلواریں بھی تو ساتھ ہی گرتی ہوں گی اور کئی لوگوں کے پاؤں تلے بھی روندی جاتی ہوں گی۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ ان تلواروں پر مول منتر وغیرہ درج کروانے کا مقصد گوربانی کی توہین کرنا ہوتا ہے[2]۔

اشوک جی نے اس سلسلہ میں یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ :۔

" بھلا اگر اس چولہ کا حوالہ دے کر کئے جا رہے دعویٰ کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو سکھ متعدد مرتبہ غیر مذاہب کے لوگوں کو تخت صاحبان یا گوردواروں میں کھنڈے چکر۔ کرپانیں لیعنی گوربانی کے گٹکے بطور سروپاؤ دے دیا کرتے ہیں۔ اس لئے سروپاؤ لینے والے دوست کبھی سکھ نہیں بن سکتے۔ تو پھر گورو نانک دیو جی کو اگر کسی عقیدت مند نے محبت سے قرآن شریف کی آیات والا چولہ بھینٹ کر دیا تو وہ اس بھینٹ کو قبول کر کے مسلمان بن گئے کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے[3]۔"

اشوک جی کے اس سوال کا جواب ہماری طرف سے ۱۹۴۷ء میں مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا گیا تھا کہ :۔

" احمدیت کے قیام سے قبل ہمارے سکھ بھائیوں کے قبضہ میں ایک چولہ چلا آرہا ہے جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے۔ اس پر قرآنی شریف کی آیات درج ہیں۔ اس چولہ سے متعلق سکھ تاریخ میں یہ روایت چلی آرہی تھی کہ یہ باباجی خدا تعالیٰ کی

---

[1] سکھ ودوانوں کو بھی مسلم ہے کہ ایسی متعدد تلواریں خود سکھوں کے پاس بھی موجود ہیں جن پر سکھ گورو صاحبان کے نام اور ان کی بیان کردہ بانی کے بعض شبد اور شلوک وغیرہ درج ہیں (ملاحظہ ہو رسالہ گوردوارہ گزٹ امرتسر۔ فروری ۱۹۶۷ء مہان کوش صفحہ ۹۰۲، صفحہ ۲۶۹۵ صفحہ ۲۷۰۶)

[2] ست بچن لڑی ٹریکٹ لڑی نمبر ۸ مارچ و اپریل ۱۹۶۷ء [3] گورمت پرکاش امرتسر نومبر ۱۹۷۰ء و اخبار خالصہ سیوک امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء

کی طرف سے خلعت (سروپاؤ) کے طور پہ ملا تھا (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا ص۴۳۲۔
خورشید خالصہ ص۔ نانک پرکاش اتراردھ ادھیائے ۱۷۔ گورو نانک سورج دے جنم ساکھی
ص۳۹۸۔ ولایت والی جنم ساکھی ص۲۰۔ وار نک نانک پرکاش ص۳۳۳۔ گورو گرنتھ کوش ص
جیون چرتر ص۔ سری گورو نانک دیو جی مہاراج ہندی ص۱۰۸) اس میں کوئی شک نہیں کہ
کسی سروپاؤ کو قبول کرنے والی شخصیت کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ وہ سروپاؤ دینے
والے کے ہم مذہب بھی ہو۔ لیکن اس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ سروپاؤ دینے
والے کے مذہب پر وہ سروپاؤ ضرور روشنی ڈال دیا کرتا ہے۔ پس بابا جی کا یہ سروپاؤ خدائی
سروپاؤ ہے۔ اس پر قرآن شریف کی آیات کا درج ہونا یہ ضرور واضح کر دیتا ہے کہ قرآن
شریف خدا تعالےٰ کی مقبول اور منظور کتاب ہے۔ اسی بناء پر اس (خدا تعالےٰ) کی طرف
سے بابا جی کو قرآنی آیات والا چولہ سروپاؤ کے طور پہ دیا گیا۔

ہمارے نزدیک بابا جی نے یہ چولہ دھارن کیا اور ساتھ ہی اپنے رب العزت کی
طرف سے اس چولہ کے ذریعہ حاصل ہوئی تعلیم کو بھی اختیار کیا۔ ہاں اگر بابا جی کا بیان کردہ
کلام اس چولہ پر درج تعلیم کے خلاف ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ بابا جی نے یہ خدائی خلعت
اختیار تو کر لیا تھا مگر اس پر درج خدائی تعلیم کو قبول نہیں کیا تھا۔

اشوک جی نے یہ چولہ کسی عقیدتمند کی بھینٹ بتا کر اپنی طرف سے اس کی اہمیت
کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ عقیدت مند کون تھا
کس ملک کا باشندہ تھا اشوک جی کو شاید یہ علم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی طرف سے بابا جی کے اسلام کا اعلان کئے جانے کے بعد جہاں ہمارے سکھ بھائیوں
نے بابا جی کے اسلام کو چھپانے کی غرض سے اور کئی ہاتھ پاؤں مارے وہاں اس
چولہ سے متعلق بھی متعدد مختلف اور متضاد روایات گھڑ دی گئیں۔ ورنہ پہلے ہی ایک
روایت چلی آ رہی تھی کہ یہ چولہ بابا جی کو خدا تعالےٰ کی طرف سے خلعت کے طور پہ ملا تھا

ے ست بچن ٹریکٹ لڑی ۵ مارچ و اپریل ۱۹۴۷ء

الغرض اس چولہ صاحب سے متعلق سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے آج سے ۲۷ سال قبل جو سوالات اٹھائے تھے ان کے جوابات ہماری طرف سے اسی وقت شائع کر دیئے گئے تھے۔ اور اشوک جی کو وہ بھی وہ بصیغہ رجسٹری ارسال کر دیئے گئے تھے۔ اشوک جی ایک ہسٹری کا ریسرچ سکالر کہلاتے ہیں[1]۔ انہیں چاہیئے تھا کہ اپنا ۲۷ سالہ بوسیدہ مضمون دوبارہ شائع کرنے سے قبل ہماری طرف سے دیئے گئے جوابات کو بھی ملحوظ رکھنے کی کوشش کرتے۔ اگر ان جوابات سے ان کی تسلی نہ ہوتی تو ان پر تنقید کرتے تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو جاتا کہ ہمارے جواب قابلِ اصلاح ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ایک ریسرچ سکالر کہلانے والے وِدوان نے ایسا طریق اختیار کیا ہے جس کی امید کسی معمولی سطح کے آدمی سے بھی نہیں کی کہ وہ دوسروں کی سُنے ہی نہ اور اپنا شور مچاتا چلا جائے یہ تحقیق نہیں یہ تو محققین کے نزدیک بحث برائے بحث ہی ہوگا۔

سکھ کتب میں ایک روایت مرقوم ہے کہ:۔

" ایک عورت بہت عقیدت مند اور عبادت گزار تھی۔ وہ گورو گوبند سنگھ جی کی خدمت

---

[1] ایک سکھ وِدوان جی نے اشوک جی کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کر دیا ہے کہ:۔

"شمشیر سنگھ جی اشوک بھی بہت محنتی اور محقق ہیں ... ... آپ میں مخالفانہ آراء کی قدردانی کا مادہ بہت کم ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی سچی باتیں ہوں تحقیق کرکے نتیجہ نکالنے کی بجائے ایک رائے قائم کرکے اسے ثابت کرنے کا جھکاؤ زیادہ غالب ہے۔" (رسالہ پنج دریا دسمبر ۱۹۴۵ء)

ایک اور سکھ وِدوان نے اشوک جی سے یہ بیان کیا ہے کہ:۔

" اشوک جی نے جو نمونہ تاریخ کی تحقیق کا پیش کیا ہے وہ پراپیگنڈے کی سطح سے بلند نہیں ہے اس کی چال ڈھال اور شکل وصورت بھونڈی سی ہے۔"

(خالصہ ایڈووکیٹ امرتسر ۱۰ دسمبر ۱۹۴۶ء)

میں حاضر ہوئی۔ اور آکر بڑی عقیدت سے نذرانہ پیش کیا۔ اور کہنے لگی کہ ہے ست گوروجی میں "پتت پاون اور آپ تپت" "تم دین میں دین دیال" "تب سکھوں نے کہا کہ مائی ایسے مت کہو۔ بلکہ یہ کہو کہ میں تپت اور آپ تپت پاون۔ میں دین اور آپ دیال۔ یہ کہنا مناسب ہے تب گوروجی نے کہا کہ بھائی دل سے یہی کہہ رہی ہے"[1]

اِس سے یہ امر بھی واضح ہے کہ عزّت اور بے عزتی کا اصل تعلق تو انسان کی نیّت سے ہے اگر کسی شخص کا منشا دوسرے کی تذلیل کرنا ہو تو خواہ وہ کتنے ہی اچھے الفاظ استعمال کرے اسے عزت قرار نہیں دیا جاسکتا اور اگر کوئی شخص دِل سے کسی کی عزّت کرنے کا خواہش مند ہے تو ایسی صورت میں اس کے وہ الفاظ جو بظاہر ہجو والے ہی کیوں نہ ہوں نظر انداز ہی کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ گوروجی نے اپنی عقیدتمند کے ہجو والے الفاظ نظر انداز کر دیئے تھے، اور یہ فرمایا تھا کہ اس کا منشا ان الفاظ سے ہماری مدح کرنا ہی ہے نہ کہ تذلیل۔

ایک اور سکھ ودوان جی نے اسبارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"چولہ اور قرآن شریف کے ڈیرہ بابا نانک اور گورو ہر سہائے میں محفوظ ہونے کے کسی ایک واقعہ سے یا ان سب سے مِل کر بھی وہ بھی نتیجہ نہیں نکل سکتا جو دی لائٹ کے مضمون نگار نکالنا چاہتے ہیں"[2]

احمدیت کے قیام سے قبل ہمارے سکھ بھائیوں کے قبضہ میں ایک چولہ چلا آرہا تھا۔ جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں رکھا ہوا تھا۔ اور اب بھی وہاں موجود ہے۔ اس چولہ پر قرآن شریف کی آیات مختلف رسم الخطوں اور الگ الگ قلموں میں لکھی ہوئی ہیں اس چولہ سے متعلق سکھ کتب میں یہی مرقوم تھا کہ یہ گوروجی کو رب العزّت کی طرف سے خلعت کے طور پر ملا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ محض کسی خلعت کو قبول کرنے والی شخصیت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ خلعت دینے والے کے ہم مذہب بھی ہو۔ لیکن اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ وہ خلعت دینے والے کے نظریات

---

[1] ساکھی پرمان صفحہ ۲۹۴۔ [2] خالصہ سماچار امرتسر ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء

کو ضرور واضح کر دیتا ہے۔ پس بابا جی کا یہ خلعت خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔ اس سے یہ امر واضح ہے کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کی مقبول اور منظور کتاب ہے۔ اور دین اسلام جیسا کہ اس چولہ پر ہی مرقوم ہے کہ خدا تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے۔ اگر سکھ ودوانوں کے نزدیک گورونانک جی خدا تعالیٰ کے اس نازل کردہ دین اسلام کے منکر اور مخالف تھے تو یہ الگ بات ہے اس کا جائزہ گوروجی کے بیان کردہ کلام سے لیا جا سکتا ہے۔

مشہور سکھ ودوان سردار جی بی سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"کچھ دن ہوئے کہ میں ایک مسلمان عالم سے جو عربی۔ فارسی کے ڈاکٹر ہیں ... گفتگو کر رہا تھا۔ میری دلیلیں سن کر انہوں نے خاموشی سے بغل میں سے غلیل نکال لی اور دریافت کیا کہ چولہ صاحب کے بارہ میں میرا کیا خیال ہے! انہیں تو میں نے صرف یہی جواب دیا کہ اگر یہ سب کچھ "چولہ" کے بارہ میں سچ بھی مان لیا جائے تو معمولی بات ہے۔ ایک فقیر کو کوئی ایک کپڑا دیتا ہے۔ اور وہ پہن لیتا ہے۔ تب اتنی بات سے اس کے دین وایمان میں فرق آگیا سمجھ لینا درست نہیں ہے۔"[1]

اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی فقیر کے کسی کپڑے کو محض پہن لینے سے اس کے دین وایمان میں تبدیلی نہیں آجاتی۔ اور نہ ہم صرف اتنی بات کو ہی گوروجی کے اسلام کی دلیل گردانتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے قبل سکھوں میں اس چولہ سے متعلق یہ روایت تھی کہ یہ گوروجی کو خدا تعالیٰ کی طرف خلعت کے طور پر ملا تھا۔ اور خود جی بی سنگھ جی کو بھی مسلم ہے کہ

"چولہ صاحب کے جہانم کی دو پوتھیاں بھی ملتی ہیں ان میں مرقوم ہے کہ یہ چولہ گورونانک جی کو کرتارپور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا۔"[2]

---

[1] پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۴ء

[2] پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۴ء

اور اس پر قرآن شریف کی آیات درج ہیں ۔ ویدوں کی کوئی شرتی یا گوربانی کا کوئی شبد نہیں ہے ۔ نیز گورو جی نے محض یہ چولہ پہنا ہی نہ تھا ۔ بلکہ اس پر درج قرآن شریف کی آیات کے مضامین بھی اپنے کلام میں بیان کئے ہیں ۔ اس بارہ میں بھی سردار جی بی سنگھ جی نے یہ بیان کیا ہے کہ :-

" قرآن شریف کی تعلیم سے بھی (گورو جی) فقیروں سے سُن سنا کر اچھے واقف ہو گئے تھے ۔ اس بات کا ثبوت ان کی آخری عمر میں بیان کردہ بانی سے مل جاتا ہے ۔" [1]

پس گورو نانک جی کو قرآن شریف کی مقدس آیات والا چولہ خدا تعالے سے ملنا اور گورو جی کا اسے نہ صرف پہنے پھرنا بلکہ قرآن شریف کی آیات میں بیان کردہ مضامین کو اپنے کلام میں بیان کرنا اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلام خدا تعالے کا مقبول دین ہے اور گورو جی نے اسے اختیار کر لیا تھا ۔ اسی وجہ سے آج گورو جی کے اس چولہ سے انکار کیا جا رہا ہے ۔ خود جی بی سنگھ جی نے بھی اپنے اس مضمون میں اس چولہ کو گورو نانک جی کا تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے ۔ [2]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" باوا نانک صاحب قرآن شریف کی آیتوں سے اپنے گرنتھ کو جمع کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی بہت تلاوت کیا کرتے تھے ۔ اکثر مساجد میں جاتے اور صلحائے وقت سے قرآن سنتے تھے اور پھر قرآنی مضامین کو نظم میں لکھتے ۔" [3]

ہمارے نزدیک گورو جی نے یہ چولہ پہنا اور اس کے ساتھ ہی اپنے رب العزت کی طرف سے اس چولہ صاحب کے ذریعہ ملی راہنمائی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور صدق دل سے اس تعلیم کو قبول کیا ۔ اگر گورو نانک جی کی بیان فرمودہ بانی چولہ میں درج شدہ تعلیم کے برعکس ہوتی تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ گورو جی نے یہ عرشی چولہ (جو انہیں خدا تعالے کی طرف سے خلعت کے طور پر

---

[1] پرانیں ہیڑاں ص ۱۶۷ ۔ [2] پنجابی ساہت اپریل ۱۹۶۹ء
[3] ست بچن ص ۲۶ ۔

ملا تھا) پہن تو لیا تھا مگر اس پہ درج شدہ تعلیم کو قبول نہیں کیا تھا۔

اشوک جی نے یہ چولہ کسی عقیدت مند کی بھینٹ بتا کر اپنی طرف سے اس کی اہمیت کم کرنے کی کوشش تو کی ہے مگر آپ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ عقیدت مند کون تھا اور کس ملک کا باشندہ تھا؛ اشوک جی ایک مشہور وِدوان اور سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر کہلاتے ہیں۔ آخر سکھوں کے قبضہ میں چلے آ رہے اس چولہ سے متعلق انہیں قدیم سکھ لٹریچر سے یہ تو بتا دینا چاہیئے تھا کہ گورو جی کے فلاں عقیدت مند نے یہ چولہ گورو جی کی نذر کیا تھا۔

سکھ وِدوانوں کے بقول گورو جی کے عقیدت مند تو اور بھی بے شمار لوگ تھے اور راجہ شونابھ ایسے راجے بھی گورو جی کے مخلص مرید تھے۔ کیا کسی دوسرے عقیدت مند نے بھی آپ کو گیتا۔ وید یا کوئی انجیل وغیرہ پیش کی؟ حقیقت یہی ہے کہ گورو جی کا یہ مقدس چولہ دو دھاری تلوار کی مانند ہے، اس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول مذہب اسلام ہے۔ اسی وجہ سے رب العزت نے گورو جی کو قرآن شریف کی آیات والا مقدس چولہ بطور خلعت دیا تھا۔ اور گورو جی نے اس مقدس چولہ کو پہن کر زبان حال سے یہ اعلان فرمایا کہ

اسلام ہم اپنا دیں رکھتے ہیں
محمد کی راہ پہ یقیں رکھتے ہیں

چونکہ اس عرشی چولہ سے دونوں باتیں ثابت ہوتی تھیں اس لئے سکھ وِدوانوں نے بعد کو سکھ کتب میں متعدد مختلف اور متضاد روایات داخل کر دیں۔ تاکہ وہ اس مقدس چولہ کو کسی نہ کسی طرح مشتبہ کر سکیں اور اس سے اپنا پیچھا چھڑا سکیں۔ حالانکہ قدیم سکھ لٹریچر میں اس چولہ صاحب سے متعلق یہی ایک روایت چلی آ رہی تھی کہ گورو جی کو یہ چولہ بطور خلعت کے رب العزت نے عطا کیا تھا۔

☆

گورو نانک جی سے چولہ الگ کرنے کی کوششیں

سِکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی کا یہ مقدس اور آسمانی چولہ ان سے الگ کرنے کی کوشش فی زمانہ ہی نہیں کی گئی بلکہ ان کے زمانہ میں بھی بعض لوگ اس امر میں کوشاں رہے کہ یہ چولہ گورو جی سے الگ کر دیا جائے۔ منجملہ ان کوششوں کے ایک کوشش گورو جی کی والدہ نے بھی کی تھی۔ چونکہ وہ ہندوانہ خیالات کی حامل ایک بزرگ اور نیک خاتون تھی اس لئے اس نے پسند نہ کیا کہ اُس کا پیارا اور اکلوتا بیٹا قرآن شریف کی آیات والا چولہ زیب تن کئے رکھے۔ چنانچہ سکھ کتب میں مرقوم ہے ایک مرتبہ گورو جی یہ چولہ پہنے اپنے گھر آ گئے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو تلقین کی کہ وہ اس چولہ کو اتار کر نئے کپڑے پہن لیں جیسا کہ مرقوم ہے کہ:

"ماتا کہیا کہ ایہہ خلقا گلوں اتار کے نویں کپڑے پہرو"[1]

یعنی:-

"ماتا جی نے کہا کہ یہ کفنی گلے سے اتار ڈالو۔ نئے کپڑے پہن لو"[2]

ولایت والی جنم ساکھی اور پوراتن جنم ساکھی میں یہ مرقوم ہے کہ:-

"ماتا کہیا ایہہ خلقا[3] گلوں اتار نویں کپڑے پہر"[4]

چولہ

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۸۰ ۔ [2] یاد رہے کہ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں اس "خلقا یا خلکا" کو کفنی کا نام بھی دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۳۴۹) ۔

[3] پوراتن جنم ساکھی میں "خلکا" لفظ سے متعلق حاشیہ میں یہ مرقوم ہے کہ "جسے آج کل خلقا کہتے ہیں۔ ایک طرح کی کفنی" اور سردار کاہن سنگھ جی نابھہ نے "خلک" "خلکا" یا "خلقا" کے معنے "چولہ" "پیراہن" اور فقیری چولہ بیان کئے ہیں (ملاحظہ ہو مہان کوش صفحہ ۱۱۲۴) مشہور و معروف سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے بھی "خلقا" لفظ کے "چولہ" ہی معنی کئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو نانک پرکاش سٹیک صفحہ ۹۱۱)۔ جنم ساکھی سودھی مہربان جی کے فاضل ایڈیٹر نے "خلکا" کے معنے "گودڑی اور فقیری چولہ" کئے ہیں (جنم ساکھی گورو نانک جی)[4] ولایت والی جنم ساکھی صفحہ ۳۰ و پوراتن جنم ساکھی صفحہ ۶۳ ۔

سوڈھی مہربان جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

" ماتا کہا بچہ جے کچھ منہ نہیں پاندا تاں توں ایہہ کپڑے پہن ۔ ایہہ خلکا لاہ ڈکل دے وان دا۔ سر سیلی لاہ ۔ کپڑے پہن ۔ تب گورو بابے نانک جی کہا جے ماتا جی میں کپڑے پیدھے ہن ۔ ایہہ کپڑے میرے کم ناہیں۔"[1]

جنم ساکھیوں میں پتہ چلتا ہے کہ جب آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو یہ چولہ اتار کر نئے کپڑے پہننے کی تلقین کی تو آپ نے اسے جواب میں یہ کہا کہ :۔

بابا ہور پہنن خوشی خوار

جت پیدھے تن پیڑیئے من میں چلیے وکار[2]

یعنی :۔ اے ماتا جی اگر میں یہ خلکا اتار کر دوسرے کپڑے پہن لوں تو اپنی خوشی کو خوار کرنے والا ہوں گا ۔ کیونکہ دوسرے کپڑے پہننے سے میرے تن اور من کو دکھ ہوگا ۔

گورو نانک جی کے اس جواب سے واضح ہے کہ آپ نے جو " خلکا " یا " چولہ " پہنا ہوا تھا وہ کوئی عام یا معمولی پیراہن نہ تھا بلکہ یہ وہی خلعت تھا جو اللہ تعالٰے نے آپ کو عطا کیا تھا اسی وجہ سے گورو جی نے اسے اپنے تن سے الگ کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔ اور اس کی جدائی اپنے لئے جسمانی اور روحانی خسارہ کا موجب بیان فرمائی تھی ۔

سکھ تاریخ سے اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی یہ چولہ گورو صاحب موصوف سے الگ کرنے کی کوشش کی تھی اور اس مقصد کے لئے آپ کو دکھ بھی بہت دیئے تھے لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی تھی اور وہ کسی طرح بھی یہ چولہ آپ سے الگ نہ کر سکے تھے ۔ چنانچہ جنم ساکھیوں میں مرقوم ہے کہ

---

[1] جنم ساکھی گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان شائع کردہ خالصہ کالج امرتسر صفحہ ۲۷

[2] پوراتن جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۰ ۔ جنم ساکھی

جب گورو صاحب یہ چولہ پہن کر عرب گئے تو وہاں کے حکمران نے کوشش کی کہ یہ چولہ گورو صاحب سے لیا جائے مگر وہ اپنے اس مقصد میں ناکام رہا۔ اس سلسلہ میں گورو جی کو دریا میں ڈبونے کی کوشش بھی کی گئی۔ اس کے بعد آگ میں بھی جلانا چاہا۔ اور پھر پہاڑ سے بھی دھکیلا گیا۔ مگر کسی طرح بھی وہ اس مقدس چولہ کو گورو صاحب سے الگ نہ کر سکے۔ آخر کار شرمندہ ہو گئے[1]

بابا انوپ سنگھ جی تبدی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

جب ایک بادشاہ کا وزیر گورو صاحب کا یہ چولہ اتروانے کے لئے آیا تھا تو اسے گورو جی نے یہ جواب دیا تھا کہ :۔

"ہم نے اسے خود نہیں پہنا۔ اور نہ خود اتارنا ہے۔ اگر آپ سے اتر سکتا ہے۔ تو اتار لیں"[2]

مشہور سکھ بزرگ بھائی سنتو کھ سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

سیئو سر دن پتشاہ تب لین وزیر بلائے

دہر ایک درویش ہے خلک اتار ہو جائے

آئس مانی چلیو وزیر نگ — آیو سری نانک کے تیر نگ

ٹھاڈے ہوے کر گرا اُچاری — دیہو خلکا درویش اتاری

پاتشاہ منگو اوت پاسو — حکم نہ مورو دے دکھ راسو

سن کے سری گور بین اُچارے — جے اترے تو لیہو اُتارے

مل کر سبے اُتارن آئے — اتر یو نہیں زور بہہ لائے

کھینچیو کچھے نہ پلٹیو پٹ ہے — اچرج بھئے لوک سب لٹ ہے[3]

---

[1] جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۷۔ جنم ساکھی اردو ص۹۳

[2] ساکھی سری چولہ صاحب ص۳

[3] گورونانک پرکاش اترار دھ ادھیائے ۱۷

اس کے آگے بھائی صاحب نے گورو صاحب کو دریا میں ڈبونے کی کوشش آگ میں جلانے کی سعی۔ اور پہاڑ سے دھکیلنے کا ذکر کیا ہے۔ گوروجی اس چولہ کی برکت سے ان سب مشکلات اور مصائب سے بچ گئے۔ اور وہ لوگ کسی طرح بھی یہ چولہ آپ کے تن سے جُدا کرنے پر کامیاب نہ ہو سکے۔

باوا گنیش سنگھ جی بیدی نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ :۔

بہر بھیئو وزیر پرت تو فقیر ڈھگ جائے
خلکا تاہیں اتار کے آنو موپے دھائے

گور پے آن وزیر اُچارا گرتے دیجے خلک اُتارا
پاتشاہ فرمادن کیتا بیگ دیہونت بھلا نہ چینا
سن گور بین بھنیو چھن تیہی لیہو اتار جے اترے ایہی
لاگے تبے اُتارن سارے اتہ یو ناہیں زور کر ہارے
پھاٹیو پھٹے نہ اینچیو جائی لکھ سب لوگ رہے بسمائی[1]

بعض اور لوگوں نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ جب وزیر گوروجی کے تن سے چولہ اتارنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس کے بعد بادشاہ کے حکم سے گوروجی کو دریا میں بہانے کی کوشش کی گئی اور آگ میں ڈالا گیا۔ نیز پہاڑ کی چوٹی سے بھی دھکیلا گیا۔ مگر وہ لوگ کسی طرح بھی اس چولہ کو گوروجی سے الگ نہ کر سکے[2]۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ :۔

یہ نانک سے کرنے لگے جب جُدا رہے زور کر کر کے بے مدعا
کہا دُور ہو جاؤ تم ہار کے یہ خلعت ہے ہاتھوں سے کرتار کے

---

[1] گورو نانک سودھ جودے جنم ساکھی ص ۳۶۹

[2] گورو نانک سودھ جودے جنم ساکھی ص ۴۰۰-۳۹۹ و ساکھی سری چولہ صاحب ص ۳۰۴

بشر سے نہیں تا اتارے بشر ۔ خدا کا کلام اس پہ ہے جلوہ گر[۱]

حضور علیہ السّلام نے گورو نانک جی کا اس چولہ کی برکت سے ہر قسم کی مشکلات سے نجات پانا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:۔

اسی نے بلا سے بچایا اسے ۔ ہر اک بدگہر سے چھڑایا اسے

... ...

اسی کا تو تھا معجزانہ اثر ۔ کہ نانک بچا جس سے وقت خطر

بچا آگ سے اور بچا آپ سے ۔ اسی کے اثر سے نہ اسباب سے

ذرہ دیکھو اللہ کی تحریر کو ۔ کہ لکھتا ہے اس ساری تحریر کو

یہ چولہ ہے قدرت کا جلوہ نما ۔ کلام خدا اس پہ ہے جابجا

... ...

شہادت تھی اسلام کی جابجا ۔ کہ سچا وہی دین ہے اور رہنما

یہ لکھا تھا اس میں بخط جلی ۔ کہ اللہ ہے اک اور محمد نبی[۲]

گورو جی نے خود ہی یہ فرمایا ہے کہ:۔

گورو کی دات نہ میٹے کوئے[۳]

یعنی ۔ میرے اللہ تعالےٰ نے مجھے جو خلعت دیا ہے اور بخشش کی ہے ۔ اسے دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھ سے الگ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی ۔ اسے ہر حالت میں ناکامی کا مونہہ ہی دیکھنا ہوگا

الغرض گورو نانک جی کا یہ مقدس اور بابرکت چولہ گورو جی کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک بخشش اور انعام ہے ۔ اس لئے گورو جی سے اسے الگ نہیں کیا جا سکتا ۔ ہاں اس سے متعلق متضاد اور ایک دوسرے کے خلاف روایات سکھ کتب میں داخل کر کے جگ ہنسائی ضرور کروائی جا سکتی ہے ۔

---

[۱] ست بچن ص ۶۶ ۔ [۲] ست بچن ص ۴۲ و ص ۴۵ ۔ [۳] گورو گرنتھ صاحب ۔ راگ مارو محلہ ۱ ۔ ص ۱۰۳۰ ۔